چستکن کی سجی دکان

ہمارا اشتہار

نام جنس ... وضع

تھان کا ... ڈیڑھ گز ... پیس

...

سادہ

فہرست اسباب ... متفرقات

...

3598

اشتہار ... مفرح ...

اطلاع

[illegible]

جناب میر کرار حسین صاحب وصل مختار عدالت کلکٹری فتحگڈھ تلمیذ وحید العصر حضرت امیر مدظلہ

صبر و طاقت سے ذرا عرض کیا انہیں مہمان سمجھے — خانۂ دل کو گھر اپنا غمِ جانان سمجھے
وہ دعا باز سمجھے اور دعا دے لیکن — غیر ممکن ہے کہ تو اے دلِ ناداں سمجھے
اے صنم میں جو ترے نام کی تسبیح پڑھوں — کلمہ گو مجھے ہر گبر و مسلمان سمجھے
دیکھکر اپنے گریبانِ کفن کو گفتے — ایسے بیخود ہوئے قاتل کا گریبان سمجھے
درہم داغ دئے بوسہ کے بدلے کیا خوب — آپ کیا مجکو زر و مال کا خواہان سمجھے
آگیا موسمِ گل پھر تو جنوں کے ہاتھوں — خیریت اپنی نہ دامن نہ گریبان سمجھے
خوب اشاروں سے سمجھتی ہے رموزِ الفت — ہم تری چشمِ سخنگو کو سخندان سمجھے
دلکے ارمان نہ نکلے نہ تھمے اسکے قدم — ہم شبِ وصل کو بھی عمرِ گریزان سمجھے
تم عیادت کو جو آؤ تو مریضِ غمِ عشق — سجدۂ شکر کرے درد کو درمان سمجھے
ایسے جنوں ہم نہ کہیں گے اوسے دیوانۂ عشق — فصلِ گل میں جو گریبان کو گریبان سمجھے
اپنے ہمعصروں میں ہم سخندان ہیں اے وصل — اونکی یہ قدر شناسی جو سخندان سمجھے

جناب منشی شیخ مراد علی صاحب شمیم از اترولی ضلع علیگڈھ

الفتِ مصحفِ رخ کو تو ہم ایمان سمجھے — تم نہ اسپر بھی مگر ہمکو مسلمان سمجھے
کیا انہیں ہم جو شبِ ہجر میں ایجان سمجھے — جان کو بھی دلِ کمبخت کا ارمان سمجھے
حسرتِ غیر تو اس دھوم سے نکلی ہے ہے — اور کبھی میری نہ ارمان کو تم ارمان سمجھے
فصل بے فصل تری لطف سے اے دستِ جنون — کبھی ہم تو نہ گریبان کو گریبان سمجھے
حرم و دیر میں ایک عمر گذاری لیکن — قدر ہندو میری سمجھے نہ مسلمان سمجھے
چارۂ دردِ جگر جب نہ اجل سے بھی ہوا — درد ہی کو دلِ بیتاب کا درمان سمجھے
پرورش یافتۂ بختِ سیہ عاشق ہے — آج ہم اصل تری اے شبِ ہجران سمجھے
شکوۂ جور پہ بولے بھی تو بس یہ بولے — ایسا کیا دل کا لگانا بھی تم آسان سمجھے
وحشتِ دل کا برا ہو کہ یہ مخبوط کیا — اونکے دامن کو ہم اپنا ہی گریبان سمجھے
گل نہ کیا کیا شررِ غم نے کھلائے شب کو — تنِ پر داغ کو ہم سروِ چراغان سمجھے
یوں ترا دل میں تو آنا کبھی کھلتا نہ مگر — ہم تری شوخیٔ رفتار سے ایجان سمجھے
ہم تو بس آنکھ کے لڑتے ہی سرِ بزم شمیم — دل کو نذرِ نگہِ نازِ حسینان سمجھے

جناب [illegible] صاحب [illegible]

ہوئی مجروح تمنائے دل وجان سمجھے
ڈوبکر تیر نکلہا ئے کو ارمان سمجھے

پھانسنا دام مین دھوکے سے ہمین ہی منظور
پیچ یہ ہم ترے اے کاکل پیچان سمجھے

پانون رکہنا تو ذرا سوچ کے ہشیاری سے
کوچۂ زلف ہے بد اے دل نادان سمجھے

ہوکے اک قطرۂ ناچیز یہ نخوت یہ غرور
دل مین کچھ اپنی حقیقت کو تو انسان سمجھے

خط پشت لب جان بخش جب انکا دیکھا
خضر استادہ سر چشمۂ حیوان سمجھے

وہ خوشا سینہ جہان آکے رہے ناوک یار
وہ رہے دل جسے مسکن غم جانان سمجھے

بار منت سے کسیکے نگرانبار ہوئے
ہم تو احسان نکرنے کو بھی احسان سمجھے

کیون نکلنے نہ دیا غیر و نکو اپنے گھر سے
آپ کیا اونکو مری حسرت وارمان سمجھے

ہمکو غربت مین سویدا سے زیادہ ہے عزیز
مردم دیدۂ دل داغ عزیزان سمجھے

رخ پرنور جو پردہ سے چھپا اونکا ادیب
مہر تابان کو چراغ مہ تابان سمجھے

جناب مہراج گنگا کشن صاحب معجز برراجپوری تلمیذ وسید الدہر حضرت طاہر مدظلہ

لوگ دیوانہ تجھے اے دل نادان سمجھے
ہم تو دلدادۂ گیسوئے پریشان سمجھے

گر پڑے دوڑکے اے زہرہ وشاں اندھونکی طرح
ہم کنوئین کو جو ترا چاہ زنخدان سمجھے

دست وحشت کو ملا زور جنون چسدن سے
طوق آہن کو بھی ہم تار گریبان سمجھے

تیری فرقت مین طبیبون نے جو دی ہم کو دوا
زہر قاتل اوسے اے عیسیٰ دوران سمجھے

دیکھکر کٹ جوگیا رشک وحسد سے مہ نو
ہم گریبان کو ترے تیغ صفاہان سمجھے

تیرے جلوہ سے سیہ خانہ ہوا جب روشن
رخ پرنور کو ہم شمع فروزان سمجھے

دُر دندان کے تصور مین عجب کیا ہے کہ معجز
ابر نیسان تجھے اے دیدۂ گریان سمجھے

جناب بابو شیو نراین صاحب مذاق خلف منشی شنکر لال صاحب وصل تلمیذ جناب ناطق فرخ آبادی

کوئی کچھ فاختئے کرتی ہین ایجان سمجھے
ہمتو اک جال مین دو سونیکی چڑیان سمجھے

غیر کو بزم مین جب اونکے مقابل دیکھا
سامنے حور کے بیٹھا ہوا شیطان سمجھے

شاخ گل ہوچکے ہین گلبرگ ہتیلی ہے صنم
اونگلیون کو ترے کچنار کی کلیان سمجھے

دھول دھپے کی وہ تڑ تڑ ہے کہ گت بجتی ہے
رند وکیا شیخ کی دستار کو بایان سمجھے

ہم شب وصل ہوئے جامہ سے ایسے باہر
کہ مذاق اپنے تن زار کو عریان سمجھے

جناب منشی چرونجی لعل صاحب ناطق فرخ آبادی اہلمد پیشی بابو درگا پرشاد صاحب آنریری مجسٹریٹ درجۂ دوم فرخ آباد تلمیذ وحید العصر حضرت طاہر مدظلہ

ہ نوسایۂ ابر کو ہم ایجان سمجھے — بدر پر نور کو عکس رخ تابان سمجھے
ب اشارون سے سمجھ لون کہ مرا حال سنا — آپ جبتک کہ زبان سے نہ کہین ہان سمجھے
شمکش لاکھ ہو محفل سے نکالین نہ کبھی — غیر کو وہ دل ناشاد کا ارمان سمجھے
ہمنے اے رشک پری فرض کیا حور تجھے — آدمیت ہے وہ نالی تجھے جو انسان سمجھے
سیر گلزار کے حیلہ سے چلا غیر کے گھر — ہم تری چال کو اے سرو خرامان سمجھے
در جوہر تو ہوئی شکر ہے اونکے نزدیک — دل خون گشتہ کو وہ لعل بدخشان سمجھے
یسے آنکھو مین سمائی رخ رنگین کی بہار — پردۂ چشم کو اوراق گلستان سمجھے
نکے رخ پر جو ہوا دیدۂ گریان کا ہجوم — ابر باران مین نہان مہر درخشان سمجھے
شیشۂ دل جو کوئی سنگ ستم سے ٹوٹا — ہم کسی عہد شکن کا اسے پیمان سمجھے
سے لپٹے کہ دم قتل نچھوڑا ہمنے — دامن تیغ کو اوس ترک کا دامان سمجھے
ب لعلین کی صفت لکھی ہے ناطق ہمنے — کیا عجب وہ مجھے یاقوت رقمخان سمجھے

جناب شیخ محمد بخش صاحب بشیر فرخ آبادی تلمیذ حضرت صفیر مرحوم

رکے روئے کتابی کو جو قرآن سمجھے — بس اونہین لوگونکو ہم خاص مسلمان سمجھے
ین جو کہتا ہون کہ قدر دل نالان سمجھے — ہنسکے فرماتے ہین وہ کیون نکہین ہان ہان سمجھے
نکو لڑتے ہی پریزاد مسخر جو ہوئے — تابع اونکو مرے سب مہر سلیمان سمجھے
قد دل دیکے تمہین ہمنے لئے ہین بوسے — کوئی کیونکر مجھے شرمندۂ احسان سمجھے
لبری مین بخدا سے ید طولے حاصل — تجکو تھوڑا نہ کوئی اے بت نادان سمجھے
و پری خلق سے پیش آئے کسے سے کیونکر — خود جو انسان ہو تو انسان کو انسان سمجھے
یا کہین کیسی کڑی ہمنے مصیبت جھیلی — عاشق منزل کو بھی ہم ہجر مین زندان سمجھے
وسہ لب کے اشارہ کو بڑی دقت سے — خیر سمجھے تو سہی تم کسے عنوان سمجھے
ملک الموت ہو تم چاہنے والونکے لئے — اوسکے شامت جو تمہین عیسیٰ دوران سمجھے
لن ترانی پہ لب بام سناتے ہو کسے — کیا عجب بلکہ کہین تم موسیٰ عمران سمجھے
ستن سکے احباب بشیر آج کلام روشن — مجھ سے ذرہ کو بھی خورشید درخشان سمجھے

جناب عظیم اللہ خانصاحب فکر فرخ آبادی تلمیذ وحید العصر حضرت طاہر مدظلہ

چشم بد دور عروجِ درِ جانان سمجھے
خاک کو کحلِ بصر اہلِ صفاہان سمجھے

لب ترے ہاتھوں کو ہم پنجۂ مرجان سمجھے
بخدا پنجۂ خورشید درخشان سمجھے

لوگ سمجھاتے تو ہین دلکو کہ کر عشق کو ترک
یہ سمجھہ مین نہین آتا کہ یہ نادان سمجھے

زردون کو یہین ڈھیر جو ہوتے دیکھا
دلِ مجروح کو ہم گنجِ شہیدان سمجھے

عکس دانتونکا پڑا ہنسنے مین جب اے جمِ حسن
آبِ گوہر سے بھرا چاہِ زنخدان سمجھے

اے پری جسکو گدائی ترے در کی ہو نصیب
پھر وہ کیا رتبۂ اورنگِ سلیمان سمجھے

بعد آہونکے بہے اشک جو چشمِ تر سے
آندھیونکو سبب کثرتِ باران سمجھے

رخِ رنگین کی ثنا کرتے ہین سن لے بلبل
ہم بیان کرتے ہین مضمونِ گلستان سمجھے

شعر چوٹی کے کہے گیسوؤن کی یاد مین کون
اپنی ہم فکر کو اے فکر پریشان سمجھے

جناب مہراج بینی مادھو صاحب رزم برراجپوری تلمیذ جناب زخمی کاکوروی مرحوم

رخ و گیسو کو بتادین جو ہم ایمان سمجھے
ابر اوسکو تو اسے برقِ درخشان سمجھے

ہالۂ ماہ ترے کان کا بالا جانا
رخِ پرنور کو ہم ماہ درخشان سمجھے

ہوا فانوس کا ہمکو جو گمان گھونگھٹ پر
روئے روشن کو ترے شمعِ فروزان سمجھے

ہو گئے محو عنادل بھی جو اے رشکِ چمن
رخِ گلرنگ کو تیرے گلِ خندان سمجھے

روشن اوس سے جو سیہ خانۂ دل اپنا ہوا
داغِ الفت کو چراغِ شبِ ہجران سمجھے

ہائے کیون نیک و بدِ عشق بتاؤن اے رزم
سخت مشکل تو یہ ہے تم اسے آسان سمجھے

جناب لالہ برجھادین صاحب نالان طالبعلم مدرسۂ شیوراجپور

جوہر سے دانتونکو تیرے درِ غلطان سمجھے
لبِ رنگین کو ترے لعلِ بدخشان سمجھے

اے صنم زلف کو ہم سنبلِ پیچان سمجھے
سبزۂ رخ کو تمہارے گلِ ریحان سمجھے

کیسے تشبیہ نہ دی اوسکے قدِ موزون سے
سروِ شمشاد کو ہم بے سروسامان سمجھے

تمنے گھونگھٹ مین چھپایا جو رخِ روشن کو
مہ و خورشید چراغِ تہہ دامان سمجھے

کلمہ بت کا پڑھا دل سے مسلمانون نے
عارضِ صاف کو کیا مصحفِ قرآن سمجھے

مثلِ جانبازونکے پروانے جو ہوتے ہین فدا
رخِ پرنور کو کیا شمعِ فروزان سمجھے

دستِ وحشت نے جو کی زور نمائی نالان
دامنِ دشت کو ہم تارِ گریبان سمجھے

جناب شیخ نذیر حسین صاحب رئیس خلف بابو محبوب بخش صاحب متوطن فتحگڈھ تلمیذ حضرت ماہر

سکۂ داغ جب مہر سلیمان سمجھے — ہر پریزاد کو ہم تابع فرمان سمجھے
رخ رنگین کو ترا عاشق دیدار طلب — چشم بلبل سے جو دیکھے تو گلستان سمجھے
گیسوؤنکی جو محبت مین رہے آشفتہ — اپنی ہستی کو بھی ہم خواب پریشان سمجھے
یار کیا گھر کو سدھارا کہ مصیبت آئی — سحر وصل کو بھی ہم شب ہجران سمجھے
گھر سے باہر نہ وہ نکلے نہ ہوئین چار آنکھین — آنسوؤنکو مرے کیا بارش باران سمجھے
تھے پریزادونکے جلوہ کبھی اپنے دل مین — اب تو دیوانہ اسے دیکھکے زندان سمجھے
کیا نہین جیسے چبھی ہین ترے مژگان دل مین — اسے کانٹا اسے نشتر اسے پیکان سمجھے
جان دی عشق مین جسنے اوسے جانا مردہ — سر دیا جسنے اوسنے سر و سامان سمجھے
ملگیا سنگ در اوس رشک پری کا جو کبھی — اے رئیس اوسکو بھی ہم تخت سلیمان سمجھے

جناب منشی خوشی لال صاحب مسرور از پٹیالی ضلع ایٹہ

کون حالت دل مضطر کی مری جان سمجھے — ہان جو سمجھے تو تری زلف پریشان سمجھے
اپنے گھر خواب مین ہم اونکو جو مہمان سمجھے — رشک فردوس برین کلبۂ احزان سمجھے
ڈس گئی گیسوئے دلدار کا دھوکا دیکر — کالی ناگن تجھے ہم اے شب ہجران سمجھے
کھلکھلا کر مرے ہر زخم جگر ہنس اوٹھے — خالی قاتل کے جو ہاتھو نہین نمکدان سمجھے
ہم ترے عشق مین اے غیرت بلقیس مدام — داغ دل رشک دہ مہر سلیمان سمجھے
خاک مین ملکے کسیکا نہین کھٹکا مسرور — یا سر کو خانۂ تربت کا نگہبان سمجھے

جناب منشی کرپا شنکر صاحب مشتاق سکندرآبادی

شب تو اوس حور شمائل سے بسر کی خوش خوش — صبح آثار قیامت کے نمایان سمجھے
ظالمونے نہین امید وفا کے ہوتے — آپکے آنے کو جذب دل نالان سمجھے
رو رہا ہے کہ کچھ امید نہین ہے اونسے — ہائے کسطرح یہ اپنا دل نالان سمجھے
واہ مشتاق کہ مشتاق سلاسل ہوکر — بیڑیان اپنے لئے کاکل پیچان سمجھے

جناب مقصود علی صاحب مقصود ڈرافٹسمین سروے نمبر ۱۶ از بدایون

دن کے روشن کو تمہارے مہ تابان سمجھے — زلف کو صاف نہ سمجھے جو شبستان سمجھے
مرتے دم تک تو رہا ضعف کا شکوہ ہمکو — روح جب قبض ہوئی صدمۂ ہجران سمجھے

جناب منشی خوشی لال صاحب خوش بریلوی تلمیذ جناب زخمی کاکوروی مرحوم

جانبری طائر دل اس سے نہ آسان سمجھے — دام ہے بڑھ کے ترے زلف پریشان سمجھے
دین اپنا جو سنبھالے تو محبت نہ کرے — ان بتوں کو بخدا رہزن ایمان سمجھے
خوف تیار کئے مرقد نہو البعد فنا — دل پر داغ کو ہم ہشت فرذان سمجھے
یون مکدر ہو کہ دیکھو مرے سر دے پنکا — واہ تم آئینہ کو بھی دل حیران سمجھے
پیچ مین پڑ کے نہ نکلا دل دیوانہ کبھی — حلقۂ زلف کو ہم خانۂ زندان سمجھے
دیکھ ہی اشک نے جو سادہ نین بھرن بھاد وان سمجھے — ابر تر تجھکو ہم اسے دیدۂ گریان سمجھے
دہن تنگ کے اوصاف ہین جب امر محال — بات وہ کہنے زبان سے کہ ہر انسان سمجھے
نبض دیکھی تو مسیحا کے بھی چھکے چھوٹے — موت کو ہم مرض عشق کا درمان سمجھے
اوس پری رو نے جنازہ جو اوٹھایا ای خوش — ہم زمانہ مین تجھے رشک سلیمان سمجھے

جناب مولوی حسین علی صاحب احسن مدرس مدرسہ صدر پور ضلع سیتاپور

سچ ہین ہم رخ و کاکل کو جو یکسان سمجھے — اسکو دن وصل کا اسکو شب ہجران سمجھے
کیون نہون بلبل شیدا کی طرح نالہ کشان — کوچۂ یار کو عاشق چمنستان سمجھے
زاہد اجسکو مبارک رہے گلزار ارم — ہم تو فردوس برین کوچۂ جانان سمجھے
دو جہان مین ہی احسن ہے خدا کے نزدیک — جو کہ عشق شہ ابرار کو ایمان سمجھے

جناب کالے چرن صاحب ہوش امیدوار کچہری کلکٹری ضلع ہردوئی

صاف دانتون کو ضنم گوہر غلطان سمجھے — اور ہونٹون کو ترے لعل بدخشان سمجھے
ڈال کر سرخ نقاب آیا جو وہ بر سر بام — شفق آلودہ فلک پر مہ تابان سمجھے
شکوۂ جور و جفا بھول گئے ہم سارے — جب ندامت سے اونہین سر بگریبان سمجھے
درد و غم رنج و الم حسرت و حرمان اے ہوش — انہین یار دنکو انیس شب ہجران سمجھے

جناب فیض بخش صاحب فیض شہسرامی تلمیذ جناب نعیم لکھنوی

خال رخ کو ترے ہم آیۂ قرآن سمجھے — مصحف رخ کی تلاوت کو ہم ایمان سمجھے
بل کی لیتا ہے تو عشاق سے یہ یاد رہے — سمجھ سے شانہ نہ کہین گیسوئے پیچان سمجھے

جناب محمد عمر خانصاحب خورشید سپرنٹنڈنٹ ضلع الہ آباد

جب ہوا وصل سببت شب ہجران بھولے — ذرا جو کچھ اوسے ہم گردش دوران سمجھے

جناب منشی شنکر لال صاحب مجنون وکیل عدالت فرخ آباد تلمیذ جناب جوہر مرحوم

ہم ترے کشتۂ ابرو و دمِ خنجر کا نکو یہ ایجان سمجھے — اسکو نشتر تو اوسے خنجرِ بُرّان سمجھے
نور بین تاروں سے بڑھکر ترے افشان سمجھے — روئے روشن کو جو اب مہِ تابان سمجھے
نشہ مین مانگتے ہین دل وہ ترے دانا ہین — ہوش مین آئین ذرا کیا مجھے نادان سمجھے
آئے ہین دیکھنے بیمارِ محبت کو طبیب — انسے پوچھے کوئے اس درد کا درمان سمجھے
قتل کرکے ہمین گردن جو جھکالی اوسنے — بس اسی بات سے ہم اسکو پشیمان سمجھے
با وفا ہے بھی عاشق نہ ملین گے تجھکو — ہم ترے جور و جفا ہے ترے احسان سمجھے
ناصحو آپکا کہنا تو بجا ہے لیکن — مین تو تب سمجھون کہ جب یہ دلِ نادان سمجھے
سچ یہ ہے تم سے گری ہر تو کسی نے پائی — سخت نادان ہے جو تمکو کوئی نادان سمجھے
یاد آئی جو چمن مین قدِ رعنا کے بہار — ظلِّ ماتم تجھے اے سروِ گلستان سمجھے
جانتے انکو جو پہلے سے تو کیون پھنستے ہم — ترے پیچون کو اب اے گیسوئے پیچان سمجھے
گندمی رنگونکو دانہ ہے سمجھے ہوتے ہو سو ہو — ہمکو دانا کوئی اب سمجھے کہ نادان سمجھے
(ق) قصۂ درد و الم اونکو سنا کر مین نے — اور پوچھا کہ کہو اے شہِ خوبان سمجھے
پھر تو تیور سے کو چڑھا اور دکھا کر آنکھین — ناز سے بولے کہ بس چپ رہو ہان ہان سمجھے
یاوہ گوئی تری جاتی ہی نہین اے مجنون — کیا کوئے اہلِ سخن تجھکو سخندان سمجھے

جناب منشی متھرا سنگہ صاحب شفیق از گوجرانوالہ ملک پنجاب

رخِ انور کو ترے مہرِ درخشان سمجھے — اور ترے زلف کو ہم شامِ غریبان سمجھے
بیکسے مین جو دیا ساتھ ہمارا تو نے — اے غمِ یاس بہت تیرا ہم احسان سمجھے
جان متوالے پہ قربان ہے ملا دس شفیق — اوسکے رفتار کو کیا کبکِ خرامان سمجھے

جناب لالتا پرشاد صاحب نشتر شاگرد جناب قوس الہ آبادی

میرے فریاد کو سب بلبلِ نالان سمجھے — جوشِ وحشت مری کچھ غولِ بیابان سمجھے
مذہبِ عشقِ بتان ترک نہوگا نشتر — مجھکو کافر ہے اگر کوئے مسلمان سمجھے

جناب شیخ عبد القیوم صاحب برق متوطن قصبہ ہاپوڑ ملازم سررشتہ جنگلی میرٹھ

غش پہ غش کھاتے ہوا جب وہ صنم جلوہ نما — ہوش آیا تو اوسے یوسفِ کنعان سمجھے
برق ہجر انکی مصیبت کا نہ پوچھو احوال — سختئ مرگ کو اس زندہ اسے تو آسان سمجھے

جناب منشی بالکرشن صاحب متخلص بہ قمر وائس پریسیڈنٹ گنیش گنج ایجوکیشنل کلب لکھنؤ تلمیذ جناب امیر مینائی

پہلی انجام نہ ہم عشق کا انجان سمجھے
تھا وہ دشوار بہت ہم جسے آسان سمجھے

جلوہ قدرت کا ترے سارے جہان میں ہے عیان
اپنا معبود تجھے گبر و مسلمان سمجھے

ہم تو جھولے سے بھی رکھتے نہ قدم اے زاہد
تیری جنت کو تو ہم کوچۂ جانان سمجھے

ہک ذرا سی بھی جو آہٹ شب فرقت میں سنی
تو ہی آتا ہے مرے گھر یہ ہم ارمان سمجھے

لاکھ سمجھاتا ہوں ہے عشق برا اے ناصح
کیا کروں جب نہ یہ میرا دل نادان سمجھے

مستعد بندہ نوازی پہ ہوا جب کوئی
ہم تو لاریب اسے حاتم دوران سمجھے

بدگمانی نہ بہشت میں تو اسے ہوں فدا
وہ ستمگر نہ مجھے حور کا خواہان سمجھے

خواب میں بھی جو زلیخا تجھے دیکھے اک بار
اے پریرو تجھے وہ یوسف کنعان سمجھے

دو گھڑی سیر کو آ جائے وہ گلرو یا رب
کثرت داغ سے سینہ کو گلستان سمجھے

اللہ اللہ رے وحشت کہ دم نزع قمر
ملک الموت کو ہم غول بیابان سمجھے

جناب فضل محمد خان صاحب فضل شاہجہانپوری ملازم محکمہ سپرنٹنڈنٹی پولیس ریاست گوالیار

سب عقیق یمن و لعل بدخشان نہ سمجھے
شعرا خاک نہ قدر لب جانان سمجھے

اوسنے کاندھا دیا آکر جو جنازہ کو مرے
تختہ تابوت کا ہم تخت سلیمان سمجھے

اپنے جھگڑے میں مری جان گنوائی ناحق
تجھسے اللہ ہی بس اے دل نادان سمجھے

دم میں آ جائے شب وصل خدایا میرے
اور کچھ جی میں نہ وہ فتنۂ دوران سمجھے

تو نے آکر تپ فرقت سے چھڑایا مجھکو
ہم تو اے مرگ تجھے عیسی دوران سمجھے

مجھکو رلوا کے رقیبوں کا کیا دل ٹھنڈا
خوب ہنسنا ترا ہم اے گل خندان سمجھے

سیکڑوں حسرتیں کشتہ ہوئیں دل میں اے فضل
سینہ اپنا بھی ہم اک گنج شہیدان سمجھے

جناب منشی الٰہی بخش صاحب نسیم انگلش ٹیچر سکول ریاست لندھورہ ضلع سہارنپور

ناصحا تجھکو مبارک رہے باغ جنت
کوچۂ یار کو عاشق چمنستان سمجھے

مر گئے ہائے اسی رشک میں اسکندر و جم
اپنے بند دن میں کہیں وہ شہ خوبان سمجھے

وہ مرے دل سے نہ نکلا یہ تمہارے لب سے
وعدۂ وصل کو ہم اپنا اک ارمان سمجھے

خواب آنے نہ دیا یار سے ملنے نہ دیا
تجھسے اللہ مرا اے شب ہجران سمجھے

ہمکو دیوار کا بھی پھاندنا آتا ہے نسیم
کہدو اب یہ در دلدار کا دربان سمجھے

جناب مولوی محمد خان صاحب غریب ہیڈ بیشکار سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس سہارنپور

کھولکر منہ سے نکہئے کہ پریشان سمجھے
ان اشاروں کو ترے کون فریحان سمجھے

عشق تو مین ترے اک تل کی برابر بھی نہین
تجکو زاہد کوئے کیا خاک مسلمان سمجھے

کہتے ہو جائے جنت مین سبب کیا اوسکا
اپنے عاشق کو کسے حور کا خواہان سمجھے

تیغ گردن پہ چلے جنبش ابرو جسا نام
تیر پہلو مین چبھے کاوش مژگان سمجھے

شور کرتے ہوئے قبرونسے چلے دیوانے
کیا یہ میدان قیامت کو بیابان سمجھے

جب ہوا لعل لب یار کا بوسہ حاصل
حاصل سلطنت ملک بدخشان سمجھے

دشت وحشت کا پتہ آبلہ پا ہمنے دیا
خلش خار سے صحرا کو بیابان سمجھے

عاشقونکا ہے زمانہ سے نرالا مذہب
وہ مسلمان ہے جو کفر کو ایمان سمجھے

دیکھکر تجکو دلیر ونکے بھی جی چھوٹ گئے
جو مقابل ہوے آئے سر میدان سمجھے

ہر غزل شوخ ہے مضمونسے پری ہی جو غریب
شعرا آپ سے تجکے دیوان کو پریشان سمجھے

جناب منشی حسینعلی صاحب تمنا کاکوروی ماسٹر اسکول انگریزی قنوج تلمیذ وحید العصر حضرت طاہر فرخ آبادی

کیا کہین کیا خط ورخسار کو ایجان سمجھے
حاشیہ سکو اوسے متن گلستان سمجھے

اس ادا کا کہین ہوتا ہے بشر نام خدا
غیرت حور تجھے کیون نہ ہر انسان سمجھے

کیا عجب ہے جو قاتل سے مکدر دل ہے
تو وہ خاک انسے ناوک مژگان سمجھے

ساتھ بہتر ہے جو کبھی غیر کو دیکھا ہمنے
رشک گل تجکو اوسے خار گلستان سمجھے

نظم کرتے رہے مضمون دہن وصف کمر
غیب کی بات جو سمجھے تو سخندان سمجھے

ایک جنبش مین گلے کٹ گئے جب لاکھون کے
ابروئے یار کو ہم تیغ صفاہان سمجھے

آستین سے ہوئے باہر جو کرے دست جنون
خیریت اپنی نہ ہم جیب و گریبان سمجھے

اونسے چلمن سے بگڑ کر جو دکھائین آنکھین
آہوئے چشم کو ہم شیر نیستان سمجھے

قد جانان کا زہ عالم سے تمنا بخدا
دیکھے قمری تو اوسے سرو خرامان سمجھے

جناب ہدایت علی صاحب ہادی بہاری مقیم کلکتہ تلمیذ جناب نعیم لکھنوسے

خیر گذری ہنوا ہاتھ سے اونکے ہین ذلیل
رات کو تیرے نگہبان مجھے دربان سمجھے

اختیار ایسے چلن تو نے کئے ہین ظالم
اپنا اپنا تجھے سب گبر و مسلمان سمجھے

کیا کیا تو نے اجارا رخ دلدار پہ سے
تجھسے اے آئینہ یہ دیدۂ حیران سمجھے

کمترین شمس الدین شمس کاتب گلدستہ سلطان فکر آگرہ تلمیذ وحید العصر حضرت ... مد ظلہ

کیکو ہی اور عروجِ درِ جاناں سمجھے
ذرۂ خاک کو ہم مہرِ درخشاں سمجھے

مہر کی نزدیک تو اس حسن میں قیامت ہے
خود وہ نادان ہے جو آپکو ناداں سمجھے

وصف میں کہہ لب رنگین کی ہو گوہر شہوار
ایک عالم مجھے یاقوتِ رقمناں سمجھے

دیکھے دم کو رخ پر نور کا وہ کیا تو
اپنا پروانہ ہمیں شمع فروزاں سمجھے

جب نظر میں سمایا وہ رشک یوسف
حلقۂ چشم کو بھی ہم چہ کنعاں سمجھے

فرقتِ یار میں ہم بھی نہ ہمارا نکلا
وہی مشکل ہوا جس کام کو آساں سمجھے

ایسی آنکھوں میں سمائی تری جامہ زیبی
کہ مہ نو کو بھی تیرا ہی گریباں سمجھے

قدِ جاناں کا تصور ہے تو پھر طفلِ سرشک
سولی اپنے لئے گہوارۂ مژگاں سمجھے

دُر افزون جو ہوا ... کا عالم اے شمس
یار کے نقشِ قدم کو مہِ تاباں سمجھے

جناب غلام علیشاہ صاحب عاشق فرخ آبادی تلمیذ حضرت ذوق دہلوی

رازکو اوسکے جو کہتے ہو کہ پنہاں سمجھے
غلط ہے بات بھلا کیا کوئی انساں سمجھے

تجھسا بیدرد ہو دنیا میں نہ پایا کوئے
سخت پتھر ہے ترے دلکو ہم ایجاں سمجھے

زلفِ جاناں کا تصور ہے رہا ساری رات
دل میں ہم تجکو بلا آئی شب ہجراں سمجھے

شام سے رہے جو وہ لی نہ سحر گشتہ ...
وصل کی شب کو بھی ہم تو شب ہجراں سمجھے

کہتے ہیں بہت تو اپنے خطا پر نادم
جبکہ وہ دل میں ہیں اپنے پشیماں سمجھے

ظلم جو کچھ کئے تو نے وہ سہے سب ہمنے
اپنا معشوق تجھے اے شب ہجراں سمجھے

اوس پریروش ذرا انگشتری جو ہمیں دی ہے
وقت کہا لہنے میں لوگ سلیماں سمجھے

گفتگو کرتے ہیں دم قلع ہے جیسے ہر وقت
انکی باتونکو تو ہم زہر کی پڑیاں سمجھے

عاشق یہ دونوں جو پہنے ہیں جیسے ہیں
عشق اور رشک کو کیونکر کوئی پنہاں سمجھے

جناب منشی بہاری لعل صاحب آفرین فرخ آبادی تلمیذ حضرت شفیر مرحوم

اپنی ہستی کو جو خاکِ درِ جاناں سمجھے
پھر وہ کیا مرتبۂ تختِ سلیماں سمجھے

جسکے ایمان کا مسلب تو اماں سمجھے
کچھ ہمارے بھی دلِ زار کا ارماں سمجھے

نالہ کیوں پیتا ہے کیوں ہر دل نالاں سمجھے
آپ سمجھائیں تو شاید کسی عنوان سمجھے

چلتے پھرتی نہ کبھی خواب میں تم اسکے نظر
کیا نہ آنکھوں کو بھی تم قابلِ احساں سمجھے

گل ہمارے یہ جگنو کی بدن پر ہیں عیاں
کیا جلن تھی جو مجھے سرو چراغاں سمجھے

تیر برسائے میں کیوں بعدِ فنا لاشے پر
کشتۂ ناز کو کیا کشتۂ مژگاں سمجھے

شعلہ رو رشکِ الفت سے جو ملنے آئے
شمع خاموش چراغ شب ہجراں سمجھے

روشنی دیدۂ مشتاق کی دو دینے پائے
سرمۂ طور غبارِ رہِ جاناں سمجھے

اے پری نزع میں آیا جو خیالِ گیسو
تیری آنکھوں کی قسم خواب پریشاں سمجھے

عشقِ گیسو سے نہ باز آئینگے ہرگز تا دست
آفرین لاکھ ہمیں کوئی پریشاں سمجھے

جناب منشی شنکر سہائے صاحب گلشن از سیوہور

تیرہ بختی کو مری کیا شبِ ہجراں سمجھے
کچھ جو سمجھے تو تری گیسوئے پیچاں سمجھے

مانگ لیا سیبِ ذقن کا کوئی بوسہ جو ہمیں
ہم اسکو دلِ بیمار کا درماں سمجھے

کوئی دلدار میں جو خاک برافتادہ ہیں
کب وہ کچھ حیثیت تختِ سلیماں سمجھے

بیٹھے نظر دلنے کسے تھی جو کبھی دیکھ لیا
ہم اسے بات کو احسانِ فراواں سمجھے

ناصحا دستِ جنوں آج ہے گستاخی پر
تیرے دامن کو نہ یہ میرا گریباں سمجھے

پیچ گیسو کا نکالا نہ مرے کہنے سے
کیا اسکو بھی مرے دل کا کوئی ارماں سمجھے

مرض غم ہی ہو کس طرح افاقہ گلشن
دردِ دل اپنا نہ جبتک کہ وہ جاناں سمجھے

جناب مولوی عبید اللہ صاحب فصیح چاندپوری

یار جب عید ہے عاشق کو شبِ غم سے بہتر
روزِ نو روز کو وہ شامِ غریباں سمجھے

جوشِ وحشت میں بہت خاک اُڑائی سر پر
دامنِ دشت کو ہم چاکِ گریباں سمجھے

عقدۂ گلہائے ارم ... گیا دل سے فصیح
کوچۂ یار کو ہم رشکِ پرستاں سمجھے

جناب سید ولایت علی صاحب ولایت بلبور مقیم کانپور

لاکھ ٹیکا کیے سر دیر و حرم میں لیکن
رمز کو اوسکے نہ ہندو نہ مسلماں سمجھے

جناب سید ممتاز علی صاحب ممتاز از باڑے

عیش خانہ کو ترے ہجر میں زنداں سمجھے
بے تری باغِ جہاں کو بھی بیاباں سمجھے

زلفِ شبرنگ میں کیا چہرۂ تاباں سمجھے
شب تاریک میں ہم ماہِ درخشاں سمجھے

جناب محمد ابراہیم صاحب تابش لہسوڑے

قتل کیجو بیٹھے ہیں الفتیں ہیں پھر دیکھے
کیا نصیحت تری ناصح دلِ ناداں سمجھے

جناب شیخ طفیل احمد صاحب طفیل سہارنپوری تلمیذ جناب منشی شنکر لعل صاحب ساقی سکندرآبادی

ناز سے عشق کو کیا زاہد ناداں سمجھے | یہ کوئی کھیل ہے لڑکوں کا جو آساں سمجھے
داغ جلکے جو تن زار کی فصل گل ہیں | وہ سراپا کو مری سرو چراغاں سمجھے
سر ہو کاٹا تو چھٹے تن کی گرانباری سے | یہ بھی اک خنجر قاتل ترا احساں سمجھے
بھولکر بھی نہ قدم راہ حرم میں رکھا | خوب یہ خاک نشین در جاناں سمجھے
دلکے لینے کو رخ یار پہ لہرائی ہے | ہم بھی یہ پیچ ترا زلف پریشاں سمجھے
انکو نرگس کی جو ہے چشم نمائی منظور | اسکو شاید وہ مرا دیدۂ حیراں سمجھے
جان بلب ہجر میں تھا راہبت طفیل شیدا | آپکے آنے کو ہم زیست کا ساماں سمجھے

جناب قاضی محمد وحید صاحب غمگین بھونراجپوری تلمیذ جناب نسیم خیرآبادی

کجروی تیری نہیں ہے یہ چلے بھی سمجھا | ہم تری چال کو ای سرو خراماں سمجھے

جناب جگت نرائن صاحب حلم کایستھ گوڑ الہ آباد

بیٹھے بٹھلائے ہوئے عشق میں مجکو تونے | آسماں تجھسے بڑے گردش دوراں سمجھے
شوخ رنگی نہیں مہندی کی سر دست حضور | رنگ لایا ہے ابھی خون شہیداں سمجھے

جناب منشی محمد اسحق صاحب شیدا دیوبندے

بوسہ مانگا نہ دیا ہمکو تڑپتے ہی رہے | دولت حسن کو ہم مال بخیلاں سمجھے

جناب ہنومان پرشاد صاحب دانش از الہ آباد

یہ دو روزہ ہے اور ہیچ ہے دنیا ای دل | جائے عبرت ہے اگر قدر بھی انساں سمجھے

جناب ابو ایوب محمد یعقوب صاحب حسرت اہلامپوری مظفرنگری

دل بیتاب کو اپنے نہیں سونپا لیکن | کچھ بھی قدر اسکی نہ تم ہائے مری جاں سمجھے

جناب مرزا محبوب علی صاحب نوبر تلمیذ جناب کی پتہ معلوم نہوا

حال دل کہکے جو پوچھا کہ مری جاں سمجھے | ہنسکے آہستہ سے فرمایا کہ ہاں ہاں سمجھے

جناب سید زوار حسین صاحب حسرت وطن اورنگ آباد

آہ غیر انکو تو وہ لائق صحبت جانے | اور مجکو ستم و جور کا شایاں سمجھے
تیر زخموں سے نکالوں تو مجھے روکتے ہیں | خوب انکو بھی مرے دلکے وہ ارماں سمجھے

جناب منشی گنج بہاری لعل صاحب مسکین ہمیرپور سے

ہم نہ شیخ مدکو گر کعبۂ ایماں سمجھے | کیا خطا کی جو برا ہمکو مسلماں سمجھے
زہر گر ہو ہم مرض ہجر میں درماں سمجھے | موت کو زندگی خضر بیاباں سمجھے
زلف سنبل ہے رخ آہ غنچہ ہے عارض گل ہے | اسلئے چہرۂ جاناں کو گلستاں سمجھے
دام کاکل میں مجھے تونے پھنسایا ہے عبث | تجکو اللہ مرا ایدل ناداں سمجھے
ہو گیا ہمکو دم ہجر سبب خون و ملال | ہم شب وصل جسے عیش کا ساماں سمجھے
فتنۂ دہر ترا قد ہے بلا ہیں زلفیں | اس پیکر کا کہ آتش تجھے ایجاں سمجھے
ہو گئی اب کے سوا اور ہمیں کیا وحشت | دامن دشت کو جیب و گریباں سمجھے
تک کے ہو باغ میں وہ نخل صنوبر یارو | اپنے قامت سے برا گر قد جاناں سمجھے
سن کے کہلا کی فقط دوست مانگا تھا | واہ یہ سہل ہے پہلے ہی نہ ایجاں سمجھے
لطف سے بندہ نواز کا یہ بندہ پرور | مور ہم سامنے آگئے تو سلیماں سمجھے
من تو او رفیقے ساتھ ہمارا ہو کلام مسکین | آپکو غیر مجھا ای شہ خوباں سمجھے

جناب منشی لالتا پرشاد صاحب بہار کارندہ لالہ سیتارام صاحب تعلقدار تلمیذ جناب فضا از سیوان

کعبہ و دیر فقط کوچۂ جاناں سمجھے | ہائے عشاق نہ کچھ دین نہ ایماں سمجھے
اتنی ویران تری دیوانہ کو دہنے آئین | کہ بیاباں انکو انساں پرستاں سمجھے
سب سے اچھا نظر آیا جو حسین عالم میں | اسکو اپنے دل ناشاد کا ارماں سمجھے
کہتے ہو دیکھ سکو گے نہ ہمارا جلوہ | کیا پریشان مجھے موسی عمران سمجھے
جام رندان نظر آئے گل خنداں ہمکو | میکدہ کو کوئی شگفتہ چمنستاں سمجھے
دل پر داغ میں وہ سیر کو آئے جو بہار | انکو حیرت ہوئے اسکو وہ گلستاں سمجھے

احقر سالکرام انور لکھنوی محرر دفتر پیام عاشق

جو حقیقت تری اے زلف پریشاں سمجھے | ہر مسلماں تجھے رہزن ایماں سمجھے
اسکو زاہد بھی نہیں ٹلتے ہیں آگھو ر لقا | کیا ترے کوچہ کو یہ روضۂ رضواں سمجھے
آگئی یاد جو وحشت میں کسی گردن کے | دشت پر خار کو بھی ہم چمنستاں سمجھے
واہ وا آپکے بھی فہم عجب ہے انور | منزل عشق ہے مشکل اسے آساں سمجھے

جناب منشی دلیپ سنگھ صاحب ہوش متوطن قصبہ تھانہ بھون تلمیذ جناب محمد خانصاحب غریب سہارنپوری

کام دشوار تھا لیکن بہت آسان سمجھے | قتل کرنا وہ مرے درد کا درمان سمجھے
باہم کرتے ہیں شمار وہیں عدو سے سر بزم | شبہہ کیونکر نہ کوئی ہمیں مہرجان سمجھے
بازی عشق میں جی ہار گئے ہیں شاطر | ہر وہ نادان جو اس کھیل کو آسان سمجھے
جسکے دلکو نہ کوئی چوٹ لگی ہو ناصح | لطف کیا درد محبت کا وہ نادان سمجھے
کی بیاں حضرت واعظ نے جو تعریف ارم | یار اسکو صفت کوچۂ جانان سمجھے
رہ گئے کھینچ کے تلوار وہ جھنجھلا کے بس پر | قتل کو بھی مرے شاید مرا ارمان سمجھے
آپ تو نکلے ہیں اے ہوش بتوں کے شیدا | یار بھی آپکو اک صاحب ایمان سمجھے

جناب حافظ ظہور احمد صاحب ظہور سپرنٹنڈنٹ مذاق آئین دیوبند

چاہ کنعاں یہ ترا چاہ زنخداں سمجھے | خال رخسار کو ہم حافظ قرآن سمجھے
سخت دشوار ہے وہ بوسۂ ابرو لینا | چلنا تلوار کی دھار پہ آسان سمجھے
نہ جلایا نہ کیا دفن مرے لاشہ کو | دہر مجھکو نہ وہ ہندو نہ مسلمان سمجھے
شمع رخسار کی فرقت سے جو داغی ہے بدن | رات بھر داغ کو ہم سرو چراغان سمجھے
پھر گلگشت گیا باغ میں جب وہ گلرو | سارے گلزار میں ہم سرو گلستان سمجھے
تیرے دامن کی کلی دیکھکے سب غنچہ دہان | دامن باد بہاری ترا دامان سمجھے
ذرۂ خاک در یار کی دیکھے جو چمک | کیسے خورشید کبھی ہم مہ تابان سمجھے

جناب فرحت حسین صاحب فرحت عرف میاں خان از ہردہ

کیا کہیں کیا اب وہ دنداں کو ہم ایجاں سمجھے | اسکو یاقوت لبے گوہر غلطاں سمجھے
باغ میں تم نے جو نرگس سی نگاہیں چاہیں | شاید اسکو بھی مرا دیدۂ حیران سمجھے
یاد آئی تری کوچہ کی جو اے غیرت حور | خلد کو عاشق شیدا ترے زندان سمجھے
لاکھ سمجھائیں اسے حضرت ناصح لیکن | غیر ممکن ہے ہمارا دل نادان سمجھے
کیا کرے کوئی مریض تب فرقت کا علاج | جبکہ جیسے نہ اسے قابل درمان سمجھے
بہشت کا قد جانانہ سے ہے دعویٰ کیا خوب | اپنے دل میں تو ذرا سرو گلستان سمجھے
پھر ا جا کے دل زار جب اے فرحت | کوچۂ زلف کو ہم بھول بھلیاں سمجھے

جناب منشی سید محمد حسن صاحب محسن ابراہیمی دیوبندی

ہر گھڑی ہے جو مستور میں اکثر آیۂ نور | روئے دلدار کو ہم صورت قرآن سمجھے

جناب پنڈت لاڈلی پرشاد صاحب از الہ آباد

دیکھو جاتا ہے کا نہ لو نام کہ مر جاؤں گا | بخدا تم ہو مری جان ہوا جان سمجھے

کلام عورات

اطلاع۔ آئندہ سے طوائفوں کے غزلیں مع نام و پتہ و عمر و حلیہ آنا چاہیئے

بی منیرن جان انداز عرف لوہاران طوائف از بسوان

وصل میں ہاتھ لگایا تو یہ شوخی سے کہا | آرزو کی دل ناشاد تری ہاں سمجھے
دوش پر چھوڑ کے گیسو وہ اکڑ کے بولے | ہیں بہر یاد نہ ہمکو کوئی انسان سمجھے
وصل میں ناز سے انداز کسیکا کہنا | ہم تمہارے دل ناشاد کا ارمان سمجھے

بی نصیبن جان نازک طوائف از قصبہ بسوان

خوشنما نخل جو دیکھا قد جانان سمجھے | اور گدرائی ثمر یار کے پستان سمجھے
نہیں وصل میں انکار نہ کرنے سے وہ ہنسکر بولے | اس عنایت کا سبب مشفق من ہاں سمجھے
عقل طفلاں ہے عجب ہے کہ اٹھا لیگئے سب | سنگ آلودۂ خون لعل بدخشان سمجھے
قمقمے دیکھکے بھولے ہیں نہایت رونے | کہ کسی شوخ کی ابھری ہوئی پستان سمجھے
نام جسکا کہ پارسا تھا نازک | سچ تو یہ ہے وہی ہم شب ہجران سمجھے

بی امیرن جان ستم عرف شیخانی طوائف از بسوان

شرع کیوقت بلایا تو نہ آئے گھر سے | لیکن اسکو بھی ہمارا کوئی ارمان سمجھے
شل ذرہ وہ نکلے جو افلاک پہ تارے چمکے | ہم جبیں بت مغرور کی افشاں سمجھے

بی بدیا جان بزرگ طوائف از قصبہ بسوان

ہم بتائیں تمہیں کیا عارض جانان سمجھے | قسم اللہ کی ہم دو گل بستان سمجھے
مانگتے ہیں ہمیں دیدۂ وہیں دید اسکو | کیا کھلونا کوئی دلکو بت نادان سمجھے
نقش پا یار کا دیکھا تو گماں گل کا ہوا | کوچۂ یار کو عاشق چمنستان سمجھے
نہیں نکلی نہیں نکلے نہیں نکلے اس سے | قید خانہ دل ناشاد کو ارمان سمجھے

مضمون عاشقانہ

پھر بہار آئی چمن میں زخم گل آلے ہوئے   پھر میری داغ جنون آتش کے پرکلے ہوئے

بہار ونکی لمبی رات آئی تو یہ۔ خیر تڑپ تڑپ کر کروٹین بدلی بدل کاٹین مگر ایک گھر میں ایک افسردہ دل جوکسی محبوب کی بیوفائیون سے بسمل ہو ابھی ابھی تلاش کرتا مایوس ہو کر واپس آیا ہی تھک کر بستر غم پر دونون ہاتھون سے ارمان بھرے دلکو تھامے لیٹا ہی اوسکو ہر تار بستر نوک خار کا کام دے رہا ہے۔ ہاتھ پاؤن مین سنسناہٹ۔ دم سینے مین رک رک کر گھبراتا ہے۔ دامن صبر و استقلال دست دل سے چھوٹا جاتا ہے۔ جوش بیقراری سے عجب حالت ہی۔ بکھرے ہوئے بال پریشانی دل کا نمونہ ہین۔ پاس ہی میز پر جو تر و تازہ پھولون کے گلدستے رکھے ہین اونپر یاس کا عالم طاری ہی۔ اونکی بھینی بھینی خوشبو بار طبع معلوم ہوتی ہی طرح طرح کی توہمات نے حلقہ باندہ ہے کبھی خط کے جواب کا انتظار اور مضطرب کرتا ہے سے اب بھی آجاتا تو ہوجاتی ہماری زندگی ۔ بعد مرنے کے اگر خط کا جواب آیا تو کیا۔ اور ہر شب وصل کے پیاری پیارے تسکین بخش سامان مزاج محبوب کیطرح برہم ہوا چاہتے ہین۔ وہ دل جسنے شب بھر کسی گلعذار کو پہلو مین لٹا کر بوسئہ لب کے لطف اوڑائے تھے اب کسی کافر کے پہلو سے اوٹھکر جانیکا تصور دل ہی دل مین چٹکیاں بھر کو بیچین کر رہا ہے۔ ایک ایک بوسہ پر کیسے ستم انگیز انکار یاد آآ کر دل مضطر پر ستم ڈہاتے ہین۔ کوئی شرابِ ناز کا متوالا جو آغوش عاشق مین کس بیساختہ پن سے سو رہا ہے اب فتنہ کی طرح بیدار ہونے والا ہے۔ اے لو وہ مرغ سحر نے آواز دی۔ کوئی مستِ ناز بھی انگڑائی لے کر آنکھین ملتا پہلو سے اوٹھ بیٹھا۔ وہ رات کی کشاکش سے بستر کی سلوٹین دیکھہ دیکھکر دل مین شکنین پڑے جاتے ہین۔ رات کے وفا و محبت کے عہد و پیمان کو استحکام دیا جاتا ہے آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے وہ سوختہ دل اوس پیارے پیارے چہرہ کو حسرت کی نگاہون سے تک رہا ہے۔ چاند کے پھیکی پھیکی روشنی اون گورے گورے اوترے ہوئے گالون سے مشابہ ہے۔ بیچاری سوختہ دل شمع جو رات بھر جلا کی کوئی دم کی مہمان گھڑی ہے نسیم سحر کا کوئی جھونکا ابھی ابھی اپنی دلفریب شوخیون سے خاموش کیا چاہتا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ شب کے پچھلے باتین خواب ہوئی جاتی ہین۔ دامن انجام کسی پریوش کے آنچل کے طرح دستِ دل سے چھوٹا جاتا ہے۔ دل مین کدورت شب فراق کیطرح بڑہتے چلے جاتے ہے۔ وہ آرزوئین جن کو دل نے پہلوئے کامرانی مین پرورش کیا تہا کیسے تیغ بے پروائی سے بسمل ہوکر جان بلب ہوتی جاتی ہین ؎

؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۔ روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ۔

الراقم

ب۔ ن۔ لاہور۔ شوخ ظریف شعر۔

لطف و ظرافت

یہ لونڈے بد تہذیب اور گستاخ ہیں تو کیوں ایک ہی تو برتن کے کھانے والے ہیں :۔

بلاؤ کا ترقیت ہضم کرجانیوالے ہین انکے نزدیک ایسی تحریرین کس کیفیت کی ہوتی ہین۔ خیر چلتا ہو زمانہ ایک لطیفہ بیان کرکے ہم کراپنے دل کی پھپولے پھوڑے لیتے ہین

لطیفہ ایک بزرگ منت کے اخوار دیکھنے والے زمانہ کےنا دہند اپنے لڑکے کے لئے آمدنامہ بازار مین لینے گئے ورق تین ورق الٹ کر جو دیکھے تو اتفاق سے۔

دادن بزنگاه جاپڑی۔ آپ نے کتاب جھٹ پھینکدی اور سیدھے گھر کو ہو لئے۔ لڑکے نے پوچھا ابّا جان کتاب لائے آپ فرمانے کیا ہین کہ بیٹا ایسی کتاب کا سبق نہین پڑھا کرتے جسمین کچھ دینے کا ذکر ہو اس سے بچون کے اخلاق بگڑتے ہین اور گھر کا نقصان ہوتا ہی مفت مین تمہین خبر نہین ہم تو جان بھی بڑی مشکل سے دینگے۔

کہتا ہون سچ کہ جھوٹ کی عادت نہین مجھے

(نیت کرتا ہون مین جھوٹ بولنے کی منہ میرا طرف جھوٹون کا آدمی برا بھلا نجو ل کرے تو آدا انکو بھی پہونچا دینا ہی حاصل کرے تو اچھی طرح اور نیکنامی حاصل کرے تو اچھی طرح۔ آجکل زمانہ مین دروغگوئی کی بہت ترقی ہوگئی ہے جبتک یا روگ ہر دن نہ بنے نیکی

مالکان اخبار سنو

تمہارے نادہند خریدار دنیا نادہندی کا آزار رگ رگ مین سما گیا ہی اب علاج یہی ہی کہ جیتے جی ان لوگونکے حق مین انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر نام انکے حرف غلط کیطرح رجسٹر سے اوڑا دو ورنہ اب مطبعون کی خیر نہین یہ لوگ آپ صاحبونکو جالی کی لنگوٹی نہ بند ہوا دین تو بھی کہنا۔ تم ہزار تقاضے کرو لاکھ شکایتین لکھو مگر یہ حضرات

ہناوٹڑا لین تب تک قرار نہین ہناسلئے آج ہم بھی دل کھولکر جھوٹ
بولتے ہین۔ یار لوگونکو کچھ دعوے ہو تو مقابلہ پر آجائین
اگر ہار ین تو راستگوئی قبول کرین۔ لسنتے جائے کل جو
پانی برسا تو شیخ صاحب کے گھر مین سیر سیر کے اولے پڑے
چورونکا پیاجڑی ایمانداری کا ہے۔ ایک مینڈک مین
ساڑھے پندرہ سیر چربی نکلی۔ رنڈیون کی کمائی نہایت
حق حلال کی ہوتی ہے۔ کوا ہنسی کا پاٹ لیکر اڑ گیا۔
سمندر مین آگ لگ گئی۔ اونٹ چھوٹا تو کوٹھے پر چڑھ گیا
ایک ہیجڑے کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ ہمارے بیل نے ایک
آدمی کو کاٹ کھایا۔ اگر یہ باتین ٹھیک ہین تو یار ونکی بھی
بھی قابل صاد ہین۔

میکشوا بکی تو رنگ ایسا جمایا چاہیے
واعظ آئین بھٹیو نپر ہولیان گاتے ہوئے

حضرت۔ تسلیم۔ مزاج اقدس۔ آہا بعد مدت کے
ملازمت حاصل ہوئی حضرت معاف کیجئے گا۔ اس
عدیم الفرصتی کا برا ہو جسنے ابتک گڑبڑ جھالے مین ڈال
رکھا اور پھر عوضی کو کیا کہون جسنے کچھ ایسے مزے لئے
کہ طبیعت کو ادھر کسنے تک نہ دیا خیر حضرت یہ تو دنیا کا
لیس پوت ہے۔ اور انشاءاللہ اگر زندگی بخیر ہے تو ہمیشہ
ہمارے آپکے یون ہی شکر و شکایت چھنا کرے گی
سے اب آپ ادہر متوجہ ہوجئے۔
حضرت ابکی مرتبہ بھی ہولی ایک عجیب ڈھنگ سے آئین کہ کچھ
نہ پوچھئے۔ ایک جہان سے تو گرانی کیوجہ سے کپڑے لتے
فرش فروش۔ گہنا۔ پاتا۔ سنگاری۔ گوٹا۔ لچکہ۔ پٹھا۔
گوکھرو۔ کرن۔ سلماں بادلہ۔ لیس۔ باگڑی۔ زرزیور۔ بیچ
کھایا مگر یہ آئین تو زیور سے گوندنی کیطرح لدی ہوئین ہر
قدم پر اٹھکیلیان کرتی ہوئین۔ فرش مخملی پر پھنک جھونک کر
پاؤن رکھتی ہوئین۔ زعفرانی کھیتون پر مسکراتی ہوئین۔ گلے مین
چنپا کلی۔ اور چندن ہار۔ کانونمین خوشنما سنہری بالیان
پاؤن مین لانے وار بوٹ۔ واللہ ہے آپنے بڑا اچھی خاصی
قبول صورت دلہن کی تصویر کھینچدی۔ ہان یہ تو فرمائے وہ
بالیان کسکی تھین۔ کیا سونے کی تھین نہین میان گیہون کی بالی
وہ بوٹ کیسے تھے۔ چنون کے۔ لے سبحان اللہ ہمکو گر آپ اور اڑانے
لگے۔ کیا ہم کو دون سے کے پڑے ہین۔ کہ تمہاری جکمے
مین آجاوینگے۔ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ کچھ اشعار سناؤ کہ
پژمردگی خاطر دور ہو۔ بہتر۔ آپ بھی کیا یاد کرینگے کہ حضرت
غالب کی روح کو تازہ نہ کر دیا۔ آپکو واللہ ذرا ہمارا اور انکے
اشعار مین صرف تناسب پر لحاظ رکھئے گا ورنہ مزا نہ آئیگا
ہم لاچار ہین۔
لے بسم اللہ اونہین کے اشعار شروع کرتے ہین۔

غزل حسب حال

پھر کچھ اک دلکو بیقراری ہے سینہ جویائے زخم کاری ہے
نبیٹھے کوئی نہ آکے دفتر مین نادری حکم اب یہ جاری ہے
ہو رہا ہے جہان مین اندھیر زلف کی پھر سرشتہ داری ہے
پھر کھلا ہے در عدالت ناز گرم بازار فوجداری ہے
تخم کہنہ ہوگئے سرسبز کیا بکر گوبر کی آبداری ہے
پھر اوسی بیوفا پہ مرتے ہین پھر وہی زندگی ہماری ہے
نہوڑی نہوڑی سیا اونٹ کی چوری واہ کیا خوب پردہ داری ہے

(دوسرا بھائی) اس جائداد کا کیا تو ہر حق دار ہے ہم لوگ نہین۔ (تیسرا بھائی) اجی ٹانگ پکڑ کر نیچے گرا دو۔ (باپ) اری لڑکو ابھی تو مین زندہ ہون میرے ہوتے اس جائداد پر تم کوئی قابض نہین ہو سکتے۔ (بڑا بھائی) تم صرف روٹی کپڑے کے مستحق ہو۔ تمہین ان جھگڑون سے کوئی غرض نہین۔ (پیام عاشق) عجب کچھ دور آیا ہر ایک ماں کی پیٹ کی اولاد اور باہم یہ زبردستی اور بے ایمانی۔ ع اسے طمع بہت تری ایسے تیسی!۔

لو بس ٹھہرے ہوئے۔ کیا اوٹ پٹانگ بک رہی ہو۔ ایک شعر پڑھنے کو کہا دماغ چاٹ گئے۔ اور پھر تناسب کی ایک ہی کہی۔ ماروان گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ کیون مفت مین ایک زمانے کو اپنا دشمن بناؤ گے۔ لے چپ بھی رہو۔ ۔ ہو۔ بہت خوب ۔ ۔ ۔ ۔ ن ۔ ہجر۔

حضرت مُلّا کی چہ میگوئیان

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مُلّا صاحب جو ایران کی سیر کو گئے تو شاہ ایران نے انکی آمد کی خبر پا کر اپنا تمام مرقع خانہ یعنی کل تصویرات جو محل مین آراستہ تھین دکھا یئن اور اکبر بادشاہ دہلی کی تصویر کو بیت الخلا مین اس خیال سے لگا دیا کہ یہ دیکھکر نہایت ناراض ہو گا جب مُلّا صاحب سب تصویرونکی سیر کر چکے تو نہایت تعریف کرنے لگے چنانچہ شاہ ایران نے انسے ارشاد کیا کہ پاخانہ مین بھی میرے یہان ایک تصویر لگی ہوئی ہے اوسکو بھی دیکھیے جب مُلّا صاحب نے جا کر دیکھا تو شاہ موصوف نے فرمایا کہ آپ نے پہچانا یہ کسکی تصویر ہے مُلّا نے عرض کیا کہ ہان مین جانتا ہون پھر بادشاہ نے مُلّا سے پوچھا کہ اگر جانتے ہو تو بتلاؤ کہ یہ کسکی تصویر ہے مُلّا نے عرض کیا

ارجہان پناہ یہ اوس شخص کی تصویر ہے کہ جسکے رقعے کے جواب
آپکا پاخانہ خطا ہوتا ہے اور شاید حضور نے اسی غرض سے
اسکو یہاں آویزاں کرایا ہے کہ کبھی قبض کی شکایت نہ رہے
بادشاہ لاجواب ہوکر نہایت خفیف ہوگئے۔ جو بیگ لکھنوی

لطیفہ

ایک مسافر سرائے میں بھٹیاری کے یہاں ٹھہرے اور آٹا
ناکر روٹی پکانے کو دیا۔ بھٹیاری نے آٹا گوندھکر پیڑے
بنانا شروع کئے اور مسافر کیطرف دیکھنے لگی کہ آنکھ بچے
تو کچھ مال دوستوں کی ہاتھ لگے۔ اتنے میں مسافر کسی باتوں
میں مشغول ہوئے۔ بھٹیاری نے جھٹ پانچوان پیڑا جو اوسکے
ہاتھ میں تھا پانی کے بھرے ہوئے کونڈے میں ڈالدیا۔
مسافر کی جو آنکھ اوٹھی تو بھٹیاری نے مسافر سے کہا
میاں تمہارے کئی بھائی ہیں مسافر بھی حاضر جواب تھے کہنے
لگے کہ ہم پانچ بھائی تھے ایک پانی میں ڈوب گیا ہے۔

دردِ دل کچھ کہا نہیں جاتا
آہ چپ بھی رہا نہیں جاتا

حضرت میاں۔ ہائے مرے۔ بہت ترسے سنگھرے کی
منہہ میں رنڈی کا اوگالدان۔ تو مری لو اور سنے گھر والے
حضرت میاں کو تو قیامت تک بخار بھر نہ آویگا۔ نہیں
جی لو مرے۔ اور پھر وہی باتیں ذرا ہوش کے بند
کھولو۔ کہو تو سہی کیوں مرے۔ ارے مولانا نہ پوچھو
وہ بہت کمبخت کچھ کتنا شتابکر ہے کہ مفت میں مر مرے
کر کے دماغ کھا جائیگا۔ اے میرے خدا ناراض کیون
ہوسکے جاتے ہو لو بتلائے دیتا ہوں۔ ہمتو اس گرانی غلہ
کے مارے مرے رہے سہے۔ واہ ری بے صبری
تو کیوں مرا جاتا ہے۔ مرین سیٹھ ساہوکار رئیس زمیندار
عملہ اہلکار عہدہ دار وغیرہ وغیرہ۔ تجھے تو میں ایسی تدبیر
بتلاتا ہوں کہ غلہ کا گلہ۔۔ دمیں کے ڈھیر جاتیں گی نیند
بسکٹ کے بورے۔ ٹوں رو لموں نکلے تو یہ ڈبل روٹیوں کے
پڑے کے ایک پل میں نظر آنے لگیں۔ پھر کیا ہے تو ہی تو ہے
پانچوں گھی میں سر کڑاہی میں۔ آمین میں تیرے قربان
جاؤں ذرا کان ہلا کر پھر تو کہنا ہاں وہ تدبیر تو بتلاؤ کیا
ہے۔ تدبیر۔ اہو ہو ہو۔ واہ ری تدبیر اور پھر واہ ری
تدبیر۔ تدبیر ہے کہ پھر تدبیر ہے تدبیر۔ اجی تدبیر کی نسخہ پوچھ
نہیں صاحب اب تو ضرور بتلاؤ میرا دل بیتاب ہوا جاتا ہے
اچھا تو پھر گوش خرگوش کو ذرا ادھر لاؤ۔ لو کہو کیسی حسین
نوجوان طوائف سے گرم ساق بنجاؤ۔ آخ تھو تھو تھو کیا
غلیظ بات کہی ہے۔ نہ مانو تو بھاڑ جھونکو۔ ہم تو رفوچکر ہوتے
ہیں۔ راقم۔ ان فقروں کے صدقے۔ وہ آدمی کیا
جو فرشتہ ہو تو شیدا ہو جائے۔ بقلم شوخ بے پرہ منشی زمانی گرو۔

ذرا دیکھئے تو کیسی بڑھتی چڑھتی ہے

فی الحال زمانہ کے رنگت ہے کنجڑے قصائیوں کی لیاقت ہے
کشمیری لونڈوں کی شہرت ہے تکلف بازوں کی کیفیت ہے
دو دو آنے پر جھوٹی شہادت ہے ڈسٹرکٹ لونڈوں کو
جوانی کے نحوت ہے کہیں جاتے وقت ریل پیدل کی
عجلت ہے۔

راقم۔ لاڈلی پرشاد

باہمی تو تو مین مین

(خانصاحب اور خانصاحب کی بی بی)

(خانصاحب بی بی سے) ہوش کی خبر لو۔ کون ایسی بات ہوئی تھی کہ آپ جامے سے باہر ہوگئیں۔ ہتھے سے اُکھڑے جاتے ہیں اور آپ لاکھوں باتین سناتی جاتی ہین اور اگر ایسا ہی سر پر گھر اوٹھانا ہے تو بسم اللہ حضور اپنے امان باوا کے یہان تشریف لیجائین۔ یہان کسی کی بلا کو خانہ جنگی کی فرصت نہین۔

(بی بی) بہت خوب تانت باجی۔ راگ بوجھا۔ بندی یہان گھڑے پیشاب تو کرے نہین۔ ایسے ایسے دس گھر جوتی کی نوک پر مارتی ہون۔ اپنی ٹوٹی جھونپڑی پر بھولا ہے ڈولی اولی کی بھی پروا نہین۔ ابھی تو چادر موزہ کر اس گھر کو لوکا لگا بندی اپنے میکے کی راہی ہوتی ہے۔ تمہارا گھر تمہارے لڑکے تمکو مبارک۔

(خانصاحب) ماشاء اللہ طبیعت گرما گرم ہے۔ بہت دن دوپہر سر بانسا نکلینگے۔ اب تو سلامتی سے حوصلے بڑے بڑے ہوگئے ہین کل کو سرکاری فوج کے ساتھ مالٹا پر لڑائی کو جائے گا۔ میرے جیتے جی تو ننگ ناموس کا یہ ستیاناس ہوتا ہے جو کل کر ان کو آنکھ بند ہوگئی تو خدا جانے بی صاحبہ کیا اس عزت کے دھاڑے کرین گی۔

(بی بی) عزت حرمت جائیگی بھٹ مین (انگوٹھا دکھا کر) آگ لگے گی جسکی کٹے گی۔ تیری جوتی کی نوک سے۔ جو تمکو ایسا ہی لحاظ ہوتا تو آج میرا کلیجہ پکا پکا کر پھوڑا کر دیتے اور میان سنو۔ بات پر بات کہی جاتی ہے جیسا سوال ویسا جواب گرمی کی جو تم کہتے ہو۔ ساون کی بھونی کو ہرا ہرا سوجھتا ہے تمکو جیسی گرمی ہے جانتے ہو سبکو ہے۔ بال سفید ہوگئے۔ خضاب پر خضاب بندھتا جاتا ہے۔ دانت ٹوٹ گئے تارون سے بندھوائے پھرتے ہین۔ موئی جوانی دیوانی سر پر سوار۔ یہان تمہاری یہان مجھے کون گھر ملا جو کسی دن نگوڑا جی خوش ہوتا۔ تیرہ برس کی عمر سے جب سے تمہارے دامن سے بندھی امان باوا نے جیسے چولہے مین جھونک دیا۔ ایک دن اچھا کھانا کپڑا نصیب نہوا۔ وہ کہتی ہین

لکڑی جل کے کوئلا ہوئی اور کوئلا جل کے راکھ
مین پاپن ایسی جلی نہ کوئلا ہوئی نہ راکھ

روز ایک نہ ایک دکھ جی کو رہا۔ جی ہان لونڈی ہی کو تو گرمی ہے۔ لونڈی ہی تو رات رات بھر کوچون گلیون مین جوتیان چٹخاتی پھرتی ہے۔ لونڈی ہے کو لوگ شراب خانون اور مدک خانون سے لاش کیطرح اوٹھا کر لاتے ہین۔ لونڈی ہی ہان بچون کو چھوڑ کر چار چار شبانہ روز چاوڑی کی کوٹھے مین بند رہتی ہے۔ تف ہے تمہاری اس بیحیا زندگی پر کہ بڑھاپے کی شرم تک تمکو نہین ہے اور ذرا اوپر منہ اٹھائے تو دیکھو اولٹے ہمین سے دیدہ دلیری کرتے ہین اب بولو۔ شربت کے سے گھونٹ پیئے جاتے ہو۔

(خانصاحب) بس بس زیادہ زبان درازی اچھی نہین۔ ذرا حواس کی باتین کیجئے۔ اتنا بھول نجائے اگر مین عیش کرتا ہون تو تمہارا اس مین کیا بگڑتا ہے کچھ تمہارا باپ دادا کی کمائی تو پھونکتا نہین ہون تم غصے سے تلملا کر پاگل کی طرح کیون بولی جاتی ہو۔ تم کو اپنے کھانے کپڑے سے کام ہے یا تم میری اتالیق ہو۔

ہندو مسلمان کی موجودہ حالت

مسلمان بے حیثیت

ہندو باحیثیت

نتیجہ آرام طلبی ۔ نا عاقبت اندیشی + فضول خرچے ۔

نتیجہ جفاکشی ۔ دور اندیشے

(بی بی) احسان فراموشی اورکسکو کہتے ہین مین کیا اپنے گہر سے ننگی بچی آئی تھی ۔ ہزارون روپے کا گنا تو تم ہی نے پہونک دیا اور آج پہر باپ دادا کا اولہنا بہی دینے کو طیار ہو گئے ۔ خدا کی قدرت جو خدا دکہائے سو ان نینون کا بہی بسیکہ یہ بہی دیکہا وہ بہی دیکہہ + اور روز محشر کو دیکہنا میرا ہاتہ تمہارا گریبان ہوگا ۔ للہ مجہے کوئی سواری منگوا دو اب ایک لمحہ تمہارے گہر مین رہنا کٹہن ہے :-

دخانصاحب کی طرّاری دہری رہی تنگ تہی ۔ یہان گہر کی ملکہ کے آگے سب شیخی بہول گئے) ۔ اودہ پنچ ۔ لکہنو :-

لطیفہ

ایک جگہہ دو اندھے بیٹھے تہے ایک اندھا مادرزاد تہا اور ایک اندہا عارضی تہا ۔ عارضی اندہے نے مادرزاد اندہے سے کہا کہ بہائی تمہین کہیر ملے تو کہاؤ گے ؟ اوسنے کہا کہ بہائی کہیر کیسی ہوتی ہے اوسنے کہا کہ سفید ۔ اوسنے پوچھا کہ سفید کیسا ہوتا ہے اوسنے کہا جیسے بگلے کا پر ۔ اوسنے پوچھا بگلے کا پر کیسا ہوتا ہے اوسنے کہا جیسا بگلا اوسنے پوچھا بگلا کیسا ہوتا ہے ۔ عارضی اندہے نے ہاتہ ٹیڑہا کرکے بتایا مادرزاد اندہے نے جب ٹٹول کے دیکہا تو کہنے لگا کہ بہائی ایسی ٹیڑہی کہیر ہم نہ کہائین گے :- ضو چ مد

شام عشرت

قسمت بر سر یاری طالع کی مددگاری بیکہ علیہ الرحمۃ سمیع و فرمانبردار مدام بر سر کار مکان سجا سجایا شیشہ آلات و فرش فروش سے آراستہ و پیراستہ دلہن بنا ہوا رہنے کو موجود معشوقہ محبوبہ پری پیکر رشک قمر زینت آغوش غم دین و دنیا فراموش نوکر چاکر ہر وقت دست بستہ حاضر دوست احباب یار شام گہوڑا بگہی ٹم ٹم فٹن صبا رفتار سیر سپاٹے کو حاضر پائین باغ پہلا پہولا گلزار زبان حال سے کہہ رہا ہے ۔ ؎ اگر فردوس بر روئے زمین است + ہمین است و ہمین است و ہمین است + عزت آبرو دولت و حشمت درم خریدہ غلام جدہر نکلگئے ہزارون سر سلام کو جہک گئے غرض ؎ ہمہ اسباب شادی حاصل او + نماندہ آرزوئے در دل او + بے خرخشہ و بے دغدغہ دور جام گلرنگ گردش مین آرہا ہے دن عید رات شب برات ؎ صبح او بجام ہستے گذرتی ہے + شب بآرام ہی گذرتی ہے + عاقبت کی خبر خدا جانے + ابتو آرام سے گذرتی ہے +

غرض سچی عیش و راحت کی جان نکال رہے ہین ۔

راقم

مے گلگون ہے ساغر مین گلابی دست ساقی مین
صنم پہلو مین ہے ایمان کا اللہ والی ہے

صبح غم

بے یار و مددگار مفلس و بے روزگار سیہ بخت و بدنصیب نہ مونس نہ حبیب نہ کوئی خواہان نہ پرسان ۔ ؎ نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ٭ جیسے دیکھئے صورت سے بیزار سلام لینی کے روادار نہین ۔ اپنے بیگانہ سے بڑھ کر شب و روز رنج و غم کھانا خون جگر پینا ہمہ تن یاس باختہ حواس حسرت و ناکامی در و دیوار سے عیان فاقہ میان سے یارانہ مفلسی بیگم سے آشنائی ؎ شب چو عقد نماز بربندم ٭ چہ خورد بامداد فرزندم ٭ غرض نہ زندہ نہ مردہ عالم سکرات طاری زندگے سے جان عاری ۔

راقم { دیوانہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے ۔
سایہ کیطرح ہین نہ ادہر کے نہ ادہر کے ۔ }

سوختہ دل ۔ ن ہ ۔

پریشر کی بچھیا

ایک پنڈت صاحب سوائے پوجا پاٹ کے اور کچھ نہ جانتے تھے اتفاق سے حضرت کا بیاہ ہوگیا ۔ پنڈتانی گھر مین رونق افروز ہوئین ۔ یارون نے پنڈت جی سے کہا کہ ایسا نہو کہین بازی ہار جاؤ ۔ ذرا دانائی سے بات کرنا ۔ خیر سے رات ہوئی ۔ آپ اندر تشریف لیگئے اور پنڈتانی کے پاس جا کر سوچنے لگے کہ کیا بات کرنی چاہئے سوچتے سوچتے چھت پر نظر جو پڑی تو آپ کڑی کیطرف اشارہ کرکے پوچھنے لگے کہ بتلاؤ یہ کیا ہے ؟ پنڈتانی کو غصہ جو آیا تو فرمایا کہ تمہارا سر ہے ۔ آپ بولے غلط غلط ۔ اچھا تو یہ بتاؤ کہ کیسی چیز ہے ۔ کہی ہے ۔ پنڈتانی نے جلکر جواب دیا کہ تمہارا باپ ۔ پنڈت جی نے آپ نے فرمایا غلط غلط غلط ۔ پھر بھی ٹھیک نہ بتایا ۔ قہ قہ قہ یہ کہتے ہوئے آپ باہر برآمد ہوئے اور یارون سے کہا کہ لو یارو ہم تو بازی جیت آئے اب تمہارا نمبر ہے ۔ راقم خفیہ نگار ۔ چلتا پرزا ۔

مصاحب لوگ اور نواب صاحب کی باتین

(مصاحب) خداوند نظر بد دور حضور کو خدا اچھا رکھے اسوقت سج دھج اور آن بان ہی نرالی ہے ۔ عورت دیکھے تو ہزار جان سے عاشق ہو جائے ذرا فرق نہین یہین غیر ریسے ہی ہوتے ہین ریاست چہرہ سے نمودار ہے جرأت آنکھون سے آشکار ۔ مروت بشرہ سے عیان ۔ سخاوت بات بات سے نمایان ۔ ایک رفیق بولا ۔ پیر و مرشد واسطے خدا کے ذرا آج چوک کیطرف سے چلئے گا قربان جاؤن آج یہ چاہتا ہون کہ ہمارے حضور پر نور چوک کیطرف سے چلین ۔ ذرا ادہر اودہر کرون سے احسنت و مرحبا کی آواز تو بلند ہو

(نواب) بیکار ہے جسکی بیوی ہو اُسکو ان باتون مین پڑنا چاہئے ۔

(رفیق) ۔ اے حضور یہ تو ریاست کا تمغہ ہے خداوند ۔

دوسرا ۔ کیا ملک ہے رئیس اور ریاست اسی کے معنے ہین ۔

تیسرا ۔ حضور یہ تو غریب مفلس آدمیون کے لئے ہے کہ ایک بیوی سے زیادہ نہو ۔ دو دو بیویون کو کھلا سکتا نہین مگر امرا کا تو یہ جوہر ہے ایک ہو خواہ دس ہون ۔ اور بادشاہون کا تو آٹھ آٹھ نو نو سے محل ہوتے ہین ۔ ایک دو کی کون کہے ایک دو کس شمار قطار مین ہین بھلا جسکو خدا نے دیا ہوتا ہے وہی اس قابل سمجھا جاتا ہے ہر کوئی تھوڑا ہی ایسا ہوتا ہے ۔

(راوی) کیا خوب بیوقوف بنا رہے ہین ۔

زندگی زنده دلی کا ہے نام
مرده دل خاک جیا کرتے ہیں
در مطبع رحیمی واقع قنوج بہ رونق طبع یافت

اطلاع طرح

ہر مہینے کی غزل ہر انگریزی مہینے کی ۲ یا ۳ تاریخ تک آجایا کرے طرح فروری سنہ ۱۹۱۲ء (بُرا ہو ناتوانی کا بُرا ہو ناتوانی کا) ناتوانی قافیہ۔ کا۔ ردیف۔ طرح مارچ سنہ ۱۹۱۲ء (پہلو مین تھم سکے نہ سنبھالا سمائے دل) سمائے قافیہ۔ دل۔ ردیف۔ طرح اپریل سنہ ۱۹۱۲ء (وہ یار تو سنتا نہین فریاد ہماری) فریاد قافیہ۔ ہماری۔ ردیف۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرع طرح پیام عاشق

ہٹو فلک کے تلے سے ہم آہ کرتے ہین

جناب مولوی منشی سید محمد طاہر علی صاحب طاہر سلمہ اللہ القادر فرخ آبادی

کہین گے صاف ہم اتنا گناہ کرتے ہین ۔ کہ دل سنبھل نہین سکتا تو آہ کرتے ہین

ہمارے حضرتِ دل اوس بت کی چاہ کرتے ہین ۔ یہ کیسے دوست ہین دشمن سے راہ کرتے ہین

غمِ فراق نہو کیون عذاب دوزخ کا ۔ بتون کے چاہنے والے گناہ کرتے ہین

دل و جگر ترے تیرون سے کیا نہین واقف ۔ یہ جس سے ملتے ہین اوس کو تباہ کرتے ہین

وہ دشتِ شوق مین ایذا پسند ہین عاشق ۔ کہ فرشِ خار کو آرامگاہ کرتے ہین

جو فاش کرتے ہین پردہ گناہگارون کا ۔ خطا معاف ہو وہ بھی گناہ کرتے ہین

خدا سے مرگ کے خواہان نہین جدائی مین ۔ دعائے خیر مرے خیرخواہ کرتے ہین

ہلال جھک کے اگر ابروؤن کا دے دھوکا ۔ تو سو سلام ہم اے رشکِ ماہ کرتے ہین

نئے نئے تری زلفون کے ہم نہین عاشق ۔ ازل سے شکوۂ بختِ سیاہ کرتے ہین

وہ دن بھی یاد ہین اے گردشِ فلک ہمکو ۔ یہی تھے سیدھی جو ترچھی نگاہ کرتے ہین

حضور ضبط کے ہاتھون سے آپ سے فریاد ۔ یہ گھونٹتا ہے گلا ہم جو آہ کرتے ہین

جو رو کے عشق مین کھوتے ہین صبر و طاقت و ہوش ۔ ڈبو کے نام وہ عزت تباہ کرتے ہین

کشان کشان درِ جانان سے لائے ہین دل کو ۔ پھرا ہے ہمسے اسے روبراہ کرتے ہین

نہین ہے ضبط کا یارا کہا نکا پاسِ ادب ۔ تم اپنے دل کی خبر لو ہم آہ کرتے ہین

سرِ نیاز جو رکھا ہے ہمنے قدمون پر ۔ بڑا غرور یہ زرّین کلاہ کرتے ہین

کب اونکو قول و قسم کا ہے پاس اے طاہر ۔ مگر نباہنے والے نباہ کرتے ہین

جناب منشی شنکر لال صاحب مجنون وکیل عدالت فرخ آباد تلمیذ جناب جوہر مرحوم

جو دستے گیسوئے مشکبون کی چاہ کرتے ہین
وہ ساری رات تڑپتے ہین آہ کرتے ہین

جو دیکھتا ہون تو ترچھی نگاہ کرتے ہین
کبھی مدام بت کجکلاہ کرتے ہین

دو رنگیان کوئی کیا جانے ان حسینون کی
کسیکو خوش تو کسیکو تباہ کرتے ہین

نہ جائینگے کبھی کعبہ کو دل مین ٹھان چکے
در حضور کو ہم سجدہ گاہ کرتے ہین

جو حکم ہو تو ابھی اپنی جان ہم دیدین
حضور کسلئے ترچھی نگاہ کرتے ہین

مجھے لگاتے ہین ناحق وہ سیکڑون الزام
گناہگار مجھے بیگناہ کرتے ہین

مین مر رہا ہون لگایا ہے جب سے دل مینے
وہ زندہ رہتے ہین کیونکر جو چاہ کرتے ہین

ہمارے ہی فکر تجھے کسلئے ہے اے واعظ
ثواب کرتے ہین ہم یا گناہ کرتے ہین

حلال قتل نہین ہے مگر یہ کہتا ہون
حلال آپ مجھے بیگناہ کرتے ہین

وہ نالہ کھینچتے ہین جس سے عرش لرزیگا
زمین کھائے گی چکر وہ آہ کرتے ہین

دعائین دیتے ہین انکو ستاتے ہین جو ہمین
وہ خوش رہین کہ جو ہمکو تباہ کرتے ہین

ذرا رقیبون کو دیکھے ہوئے سر محفل
نگاہ تیری طرف بد نگاہ کرتے ہین

تڑپ تڑپ کے جدائی مین ہنسنے کی ہے سحر
ستارے گواہ شب فرقت گواہ کرتے ہین

نہ بھول زہرہ جبینون کے عشق پر اے دل
کنوئین جھکاتے ہین یہ جس سے چاہ کرتے ہین

کمند آہ کو اسواسطے کیا ہے دراز
تمہارے بام پر آنے کو راہ کرتے ہین

نہ پوچھ وجہہ تو کوچہ مین اپنے رہنے کی
پڑے ہین بار تیرے سائے پناہ کرتے ہین

کسکے ہجر مین بیتاب ہین یہ اے مجنون
جب ایک شعر بھی کہتے ہین آہ کرتے ہین

جناب منشی حامد شاہ خان صاحب ہنر برادر جناب گہر امروہوی

گلے مین غیر کے باہین وہ ڈالکر بولے
ادھر تو دیکھو ہنر یون نباہ کرتے ہین

جناب منشی نواز الدین صاحب نواز متوطن دہولیہ ضلع خاندیس

وہ جانتے ہین کہ نرگس ہے ہمکو گھور رہی
چمن مین شرم سے نیچی نگاہ کرتے ہین

شب وصال وہ زلفون سے منہہ چھپائے رہے
قمر تجھے بھی ہم اپنا گواہ کرتے ہین

جناب قادر نام و پتہ معلوم نہوا

زبان سے اف نہین کرتے تری جفاؤن پر
کمال ہے کہ جو تجھسے نباہ کرتے ہین

جناب منشی بالکرشن صاحب قمر لکھنوی وائس پریسیڈنٹ گنیش گنج ایجوکیشنل کلب لکھنؤ شاگرد جناب امیر مینائی لکھنوی

نہ سوتے ہیں شب فرقت نہ آہ کرتے ہیں
ہم اپنی بات کا ابتک نباہ کرتے ہیں

وہ ہمپہ جور و جفا بیگناہ کرتے ہیں
الٰہی دیکھ تجھے ہم گواہ کرتے ہیں

وہ ناز سے جو ادھر اک نگاہ کرتے ہیں
متاع ہوش کو میرے تباہ کرتے ہیں

کیا ہے جن کو تری تیغ ناز نے بسمل
کراہتے ہیں غریب آہ آہ کرتے ہیں

دل و جگر پہ خدا جانے کیا گذرتی ہے
کبھی جو میری طرف وہ نگاہ کرتے ہیں

خدا سے داد طلب کیا کرون قیامت مین
لحاظ آپکا میرے گواہ کرتے ہیں۔

فلک ہم ایسے پری رو پہ جان دیتے ہین
کہ جسپہ رشک و حسد مہر و ماہ کرتے ہیں۔

ہر اک کو حسن جو ہے دوستونکی محشر مین
تلاش میری بھی میرے گناہ کرتے ہیں

زبان دی ہے کہ آئینگے کل ترے گھر پر
تمہین کو ہم لب جانان گواہ کرتے ہین

عبث ہے گردش افلاک کا گلہ سب کو
بتون کے ناز و کرشمے تباہ کرتے ہین

سنبھل لو پہلے سے دیکھو بتائے دیتے ہین
کلیجہ تھام لو اپنا ہم آہ کرتے ہین

قمر کلام مین تیرے عجیب شوخی ہے
ہر ایک شعر پہ سب واہ واہ کرتے ہین

جناب مولوی رستم علیخانصاحب ادیب ہیڈ مولوی گورنمنٹ اسکول فرخ آباد

بلا سبب نہین گردش مین رہتے ہین دن رات
مگر تلاش تری مہر و ماہ کرتے ہین۔

چھری ہمارے کلیجہ کے پار ہوتی ہے
ادھر وہ جب کبھی ترچھی نگاہ کرتے ہین

وہ رند ہون جو سنا حال میری بخشش کا
تو شیخ و زاہد و واعظ گناہ کرتے ہین۔

زبان سے تو وہ فرمائین آنے کا وعدہ
ہم اپنی آنکھین ابھی فرش راہ کرتے ہین

حساب کرنیکے کوئی اونکا روز حساب
ہم اس خیال سے بیحد گناہ کرتے ہین۔

غزل تو کچھ بھی یہ تو نے نہین کہی ہے ادیب
عنایت اونکی ہے جو واہ واہ کرتے ہین

جناب منشی رحمن لعل صاحب رشید ابرنج پوسٹماسٹر ڈاکخانہ راہی

شب فراق مین فریاد و آہ کرتے ہین
ہم اپنے درد کے یہ دو گواہ کرتے ہین

خدا کی شان ہے یہ شوخیان وہ نہین سنتے
وہ منہ چڑاتے ہین ہم جبکہ آہ کرتے ہین

خدا کو مان نہ بکبک کے جان کھا واعظ
بتون کو چاہتے ہین کیا گناہ کرتے ہین

جناب منشی چرونجی لعل صاحب ناطق فرخ آبادی اہلپدمنشی جناب بابو درگا پرشاد صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ درجۂ دوم فرخ آباد تلمیذ وحید العصر حضرت طاہر فرخ آبادی

جو یاد گیسوے جانان میں آہ کرتے ہیں
شب فراق میں عالم سیاہ کرتے ہیں

عطا جو بوسۂ رخ گاہ گاہ کرتے ہیں
تو نجم بخت کو میرے وہ ماہ کرتے ہیں

رقیب راستہ روکیں اڑے رہیں درباں
ہم اونسے ملنے کی پیدا رراہ کرتے ہیں

عزیز کیون نہ مرے حال زار پر روئیں
عدو بھی اب میرے نالون پر آہ کرتے ہیں

غضب ہے دل میں تمھیں ذرا اثر نکریں
یہ میرے نالے جو پتھر میں راہ کرتے ہیں

شب فراق میں بہر ثبوت بیخوابی
ہم اپنے دیدۂ وا کو گواہ کرتے ہیں

ہر ایک بات میں جھڑکی ہر ایک بات میں تو
ہمیں سے ہیں کہ جو اونسے نباہ کرتے ہیں

پسند ہے جو انہیں بول چال ناطق کی
کلام سنتے ہی وہ واہ واہ کرتے ہیں

جناب محمد اللہ خان صاحب حمید از اورنگ آباد ضلع گیا

جمال یار پہ جب ہم نگاہ کرتے ہیں
تو کیسے کیسے حسد مہر و ماہ کرتے ہیں

ہیں تو تمھارے دل و جان سے ہم ہیں شیدائی
خدا خدا اسے بھی کو گواہ کرتے ہیں خوب

رقیب پر تو عنایت ہو مجھپہ جور و ستم
یہ آپ چاہ کا میرے نباہ کرتے ہیں

کم آنے جانے کا مطلب یہ ہمپہ کھلتا ہے
کہ آپ بند در رسم و راہ کرتے ہیں

حمید شرم سے آنکھیں چراتی ہے نرگس
سوئے چمن جو کبھی وہ نگاہ کرتے ہیں

جناب ابو المعالی عرف عماد الدین صاحب متوطن حضرت قاضی بھیٹرہ

یہ اور کیا ہے مقدر کی اپنے خوبی سے
حضور ہنستے ہیں ہم آہ آہ کرتے ہیں

جناب محمد خان صاحب نیاز از اسلام نگر ضلع سہارنپور

ہم اپنے نالہ سے کچھ اشتباہ کرتے ہیں
ہٹو فلک کے تلے سے کہ آہ کرتے ہیں

پر لوشون کا زمانہ عروج پر ہے نیاز
بشر تو کیا ہیں فرشتے بھی چاہ کرتے ہیں

جناب فضل کریم صاحب افضل ملازم بندوبست متعینہ دفتر تحصیل گورداسپور

وفور شوق سے پیار سے نگاہ کرتے ہیں
تمہیں جو دیکھتے ہیں کیا گناہ کرتے ہیں

ہزار ضبط کیا اب رہا نہیں جاتا
ہٹو فلک کے تلے سے ہم آہ کرتے ہیں

کسیکا تیر نظر پھر لگا ہے افضل کے
کہ آج شام سے پھر آہ آہ کرتے ہیں

جناب منشی لالہ ٹھاکر لعل صاحب بنیاد تلمیذ جناب شاد و حضرت فریاد از راوجین

یہ فخر دوستو شام و پگاہ کرتے ہین
کہ ہم بھی مدح شہ دین پناہ کرتے ہین

ہے عابدون کو عبادت پہ اپنے ناز و غرور
جناب رب سے ہم عذر گناہ کرتے ہین

تمہارے عشق مین دنیا سے ہاتھ دھو بیٹھے
خدا سے بھی تو تمہاری ہی چاہ کرتے ہین

نگاہ کرتے ہین شان خدا پہ اے ناصح
کسیکو دیکھتے ہین کیا گناہ کرتے ہین

لگا یا وار اچھی تم نے خوب کیا کہنا
دہان زخم مرے واہ واہ کرتے ہین

بشر کو حور و پری پر ہے فوق اے زاہد
کہ آدمی کے فرشتے بھی چاہ کرتے ہین

اثر کیا مری الفت نے وقت رخصت کے
وہ بار بار پلٹ کر نگاہ کرتے ہین

غضب ہے دیکھنا گھونگھٹ کی اوٹ سے اونکا
اسی ادا پہ دلون کو تباہ کرتے ہین

ادا پہ صبر و قرار و خرد نثار ہوئے
رہا ہے دل سو وہ نذر نگاہ کرتے ہین

پڑے ہین عشق کی آفت مین جانکر بنیاد
وہ اپنے آپ کو دیکھو تباہ کرتے ہین

جناب مولوی سید آل نبی صاحب مضطر حسنی تلمیذ جناب شمیم امروہوی

بلاؤ شیخ کو پڑھ جائین عقد کا صیغہ
کہ دخت رز سے ہم اپنا بیاہ کرتے ہین

بس اتنی بات کے مضطر گناہگار ہین ہم
کہ اون کو دیکھکے کیون آہ آہ کرتے ہین

جناب عنایت خانصاحب ذاکر

ادا سے ناز سے جسپر نگاہ کرتے ہین
جگر تو کیا ہر رگ و پے مین راہ کرتے ہین

کسی رقیب پہ نہیے یہ جفائین کر دیکھو
ہمین سے ہین کہ جو تم سے نباہ کرتے ہین

جناب قاضی قمر الدین صاحب قمر ملازم ڈاکخانہ دھولیہ ضلع خاندیس

بتون سے عشق تصور نے والے ہین جو لوگ اے زاہد
کبھی نہ حور جنان پر نگاہ کرتے ہین

جناب منشی شنکر سہائے صاحب گلشن از سیہور

جو لوگ ہجر کے صدمے اوٹھا نہین سکتے
تو کیون وہ زہرہ جبینون کی چاہ کرتے ہین

جناب منشی سرینواس صاحب تمیز مالک کوٹھی جلاسنی ضلع ایٹہ

بلا نہ سر پہ کوئی لائے یہ بھی ہے ممکن
خیال زلف جو شام و پگاہ کرتے ہین

جناب منشی رام سروپ صاحب عزیز تلمیذ جناب فدا اسکیٹوی

تمہارے جور نرالے تمہارے ڈھنگ نئے
بڑے ہین دل کے جو تم سے نباہ کرتے ہین

جناب منشی کھنولال صاحب تائب نبیرۂ جناب واجب لکھنوی

شب فراق مین ہم جبکہ آہ کرتے ہین
زمین تو کیا ہے فلک کو تباہ کرتے ہین

ہمارے جلنے کا سب حال کہیو حشر کے دن
تجھی کو شمع سحر ہم گواہ کرتے ہین

تمہارے زخمی تیغ ادا شب فرقت
کراہتے ہین سسکتے ہین آہ کرتے ہین

کبھی جو لکھتے ہین فرقتین صفت گیسوئے یار
خدا علیم ہے دفتر سیاہ کرتے ہین

کبھی جو یاد دلاتا ہون اونکو وعدۂ وصل
وفور شرم سے نیچی نگاہ کرتے ہین

یہ بے سبب نہین سہتے ہین جور و ظلم و ستم
حضور اپنے اکڑے کا نباہ کرتے ہین

نہین چھپاتے ہین بیوجہ منہ کو دل لیکر
وہ جان لینے کی اب تدبیر راہ کرتے ہین

شب فراق کا پوچھو نہ حال تائب سے
کلیجہ پکڑے ہوئے آہ آہ کرتے ہین

جناب حضرت نور متوطن رام پور دا دہلیڑی ضلع بریلی تلمیذ جناب مقیم

جگر ہین اونکے کہ جو تم سے چاہ کرتے ہین
ستم اوٹھاتے ہین برسون نباہ کرتے ہین

ادا و ناز سے جب دم نگاہ کرتے ہین
بشر تو کیا ہین فرشتے بھی آہ کرتے ہین

عجیب لطف ہے قاتل کے تیر مژگان مین
تمام زخم جگر واہ واہ کرتے ہین

یہ آبرو تری الفت مین ہائے زہرہ جبین
وہ جھانکتے ہین کنوئین جو کہ چاہ کرتے ہین

لو آج دیکھو اثر نور جذب الفت کا
وہ پہلے بزم مین کس پر نگاہ کرتے ہین

جناب میر محمد صاحب مرید عرالصنوس گوردا سپورہ معاون گلدستہ

اوٹھا سکے نہ محبت کا بار دو دن سے
وہ کون ہین جو ہمیشہ نباہ کرتے ہین

بتائین آپ سے ہم کیا مرید کی حالت
تمام رات پڑے آہ آہ کرتے ہین

جناب شیخ نور محمد صاحب نور متوطن صفدر گنج ضلع بارہ بنکی

وہ مسکراتے ہین گرتی ہین بجلیان ہم پر
اونہین خبر نہین کسکو تباہ کرتے ہین

خضاب سب کیا پیری مین پر وکیے سو بولے
یہ بار بار ہمین روسیاہ کرتے ہین

جناب سید شوکت علی صاحب شوکت انولہوری

نہ دانے اور نہ پانی کی چاہ کرتے ہین
پڑے فراق مین ہم آہ آہ کرتے ہین

کنوئین جھکائے نہ کیون ہمکو گردش دوران
کہ تجھسے غیرت یوسف کی چاہ کرتے ہین

غم صنم مین ہمین ایکدم نہین فرصت
ترکا جو آنکھ کو تنہے آنسو تو آہ کرتے ہین

جناب منشی جمیعت لعل صاحب تمنا کاکوروی تلمیذ وحید العصر حضرت طاہر ظلہ

نہ بولتے ہین وہ منہہ سے نہ چاہ کرتے ہین
ہمین ہین ایسے جو اونسے نباہ کرتے ہین

بلا سے مرگئے ہم خانمان خراب اگر
وہ حال کس لیے اپنا تباہ کرتے ہین

دھڑی جما کے ہین مسّی کی اپنے ہونٹھون پر
شفق کو آج وہ ابرِ سیاہ کرتے ہین

کسیکے عارضِ روشن کی دیکھکر افشان
نثار تارون کو خورشید و ماہ کرتے ہین

بتون کا وصف عبث پوچھتا ہے اے واعظ
پسند کچہ تو ہمین ہے کہ چاہ کرتے ہین

اسی خیال سے بیٹھا ہون منتظر اے دل
وہ اس گلی سے گذر گاہ گاہ کرتے ہین

چھپا لو گیسوئے شبرنگ مین رخِ روشن
تمہاری سمت نظر مہر و ماہ کرتے ہین

ہماری بھی ہے عجیب خو کہ چھیڑنے کے لئے
بتون کے سامنے ذکرِ الٰہ کرتے ہین

ہوا ہے حال تمنا یہ جوشِ وحشت مین
کہ خارِ دشت بھی دامن سے راہ کرتے ہین

جناب منشی اومان شنکر صاحب طپش قانونگوی تحصیل قائمگنج ضلع فرخ آباد

لٹھائے آنکھ اوس بت کی چاہ کرتے ہین
صغیر ہوکے کبیرہ گناہ کرتے ہین

خدا کو دیکھتے ہین بت کی چاہ کرتے ہین
ثواب آنکھ سے دل سے گناہ کرتے ہین

جو چاہتے ہین تو تیری ہی چاہ کرتے ہین
جو دیکھتے ہین تو تجھپر نگاہ کرتے ہین

وہی نظارۂ نورِ الٰہ کرتے ہین
جو اپنے دیدۂ دل سے نگاہ کرتے ہین

وہ ہم پہ مہر کی جسدم نگاہ کرتے ہین
ہمارے اخترِ طالع کو ماہ کرتے ہین

غرور زاہد ونکو ہے جو زہد و ایمان پر
یہ کیون ثواب مین شامل گناہ کرتے ہین

ہزار بار یہ کہدین کسیکا خوف نہین
کہ ہین رحیم کے بندے گناہ کرتے ہین

فرشتے لکھہ نہین پائینگے فردِ عصیان مین
کہ ہم شمار سے باہر گناہ کرتے ہین

بہت بلند ہین اصحابِ فقر کے رتبے
یہ جسکو چاہتے ہین بادشاہ کرتے ہین

نہین ہین اہلِ فنا لطفِ دید سے خالی
خودی مٹا کے خدا پر نگاہ کرتے ہین

پھنسا کے اوس بتِ کافر کی زلفِ مشکین مین
لباس کعبۂ دل کا سیاہ کرتے ہین

فراقِ یار کے صدمے سہے نہین جاتے
اثر کرے نہ کرے ہم تو آہ کرتے ہین

ہمین ہے کام محبت مین راستبازی سے
وہ کج ادا ہین جو ٹیڑھی نگاہ کرتے ہین

ہمین کسیکے دلِ تنگ مین جگہہ ملجائے
اسی آرزو مین گھر اپنا تباہ کرتے ہین

سمجھ لیا ہی عبث باؤلی زلیخا کو
کسیکی حضرت یوسف بھی چاہ کرتے ہین

حقیقت ایک حرم کی بتو نکے آگے کیا
بھولا کھون کعبۂ دل کو تباہ کرتے ہین

ملیگی ہم کو یہ توملا ہے صنم کی الفت مین
جو اپنی دولت ایمان تباہ کرتے ہین

جناب مولوی محمد رضا خانصاحب رضا غازیپوری تلمیذ جناب بقا غازیپوری

ہمارے دل کی طرف وہ نگاہ کرتے ہین
جگر کو تھام کے ہم آہ آہ کرتے ہین

فقط ہمین ہین جو دل سے نثار ہین تجھہ پر
زبان سے تو سبھی تیری چاہ کرتے ہین

وہ آج ذکر وفا چھیڑتے ہین رہ رہ کر
ہمارے دل مین نئے ڈھب سے راہ کرتے ہین

جو بزم غیر مین محو نوائے مطرب ہین
اونہین کے ہجر مین ہم آہ آہ کرتے ہین

اثر دکھا دے ذرا اے ہمارے جذبۂ عشق
ہم اون سے شکوۂ حال تباہ کرتے ہین

سزا وہ دین طلب بوسہ پر ضرور ہمین
سوال کرتے ہین بیشک گناہ کرتے ہین

شب وصال کسیکا وہ ناز سے کہنا
رضا تمہاری تو ہم دل سے چاہ کرتے ہین

جناب منشی درگا پرشاد صاحب لایق ایلمد کلیات ریاست راج گڑھ تلمیذ جناب تمیز

جب اپنے سوز جگر سے ہم آہ کرتے ہین
جلاکے خیمۂ گردون سیاہ کرتے ہین

یہ بے سبب ہین نہین مہر و ماہ گردش مین
تلاش منزل جانان کی راہ کرتے ہین

کبھی تو آسکے گھر پر سنکے خاکسار و نکے
ہم اپنے دیدہ و دل فرش راہ کرتے ہین

کسیکو چاہ ذقن کی ترسے ہو کیا خواہش
وہ جھانکتے ہین کنوئین جو کہ چاہ کرتے ہین

نہ دل لگائینگے تجھسے اب اے بت کافر
یقین جان خدا کو گواہ کرتے ہین

ستم ہے غیر سے آنکھین لڑاتے ہین کیا کیا
مجھے وہ دیکھکے نیچی نگاہ کرتے ہین

یہ کیا ستم ہے بھرین آہ سرد ہم ہر روز
رقیب گرم تمہاری بارگاہ کرتے ہین

جب اپنی راست روی سے ہوئیے نہ ہم باہر
حضور کسلئے ٹیڑھی نگاہ کرتے ہین

نہ باز آئیگا یہ کجروی سے اے لایق
ہٹو فلک کے تلے سے ہم آہ کرتے ہین

جناب منشی ہر سکھہ رائے صاحب آرزو دھڑی ساز لاہوری

طبیعت ہون پہ تو ہوتا ہے آرزو شیدا
دل اونکو دے جو تری خود بھی چاہ کرتے ہین

جناب منشی محمود حسین صاحب بنیظیر سلطانپوری

مرے موئے بھی باقی ہے اونکے دلمین غبار
جنازہ دیکھکے وہ قطع راہ کرتے ہین

عالیجناب شیخ ارادت اللہ صاحب توقیر نائب ریاست راج تردا رئیس قنوج

کھلا ہے جو در توبہ گناہ کرتے ہیں ۔ فرشتے کیوں مری نامے سیاہ کرتے ہیں
شب وصال بتوں کو جو چھیڑتے ہیں ہم ۔ یہ قہر ہے کہ خدا کو گواہ کرتے ہیں
کنویں میں ڈوب مریں تو بھی آبرو رہ جائے ۔ جو لوگ زہرہ جبینوں کی چاہ کرتے ہیں
خرام ناز سے مرقد کا روندنا لینا ۔ ہماری خاک کو وہ گرد راہ کرتے ہیں
وہ آئے میری عیادت کو کیوں دم آخر ۔ کہ قطع اونسے اب ہم رسم و راہ کرتے ہیں
جفا کو جھیل رہے ہیں وفا کے بدلے لیکن ۔ ہمیں سے ہیں کہ جو تم سے نباہ کرتے ہیں
وہ سیدھی بات جو کرتے نہیں تو کیا ہے عجب ۔ غرور حسن یہ سب کج کلاہ کرتے ہیں
نہیں ہے کچھ یہ بلا فکر عاقبت کا غم توقیر ۔ خدا کے نام یہ طے دم میں راہ کرتے ہیں

جناب منشی محمد نجیب الدین صاحب نجیب محرر دبکاری خاص والی ریاست کورانی

جب اونسے ملنے کی ہم رسم و راہ کرتے ہیں ۔ تو دیکھ دیکھ کے اغیار آہ کرتے ہیں
بہت سے جمع ہیں بکھرے ہیں دم جو الفت کا ۔ چلیں تو دیکھیں وہ کس پر نگاہ کرتے ہیں
وہ میرے قتل کا محضر بنا کے وائے نصیب ۔ سنا ہے غیر کو اوسپر گواہ کرتے ہیں
وہ وار کرتے ہیں تیغ ادا کے جب مجھپر ۔ تو ہنسکے زخم جگر واہ واہ کرتے ہیں
کوئی یہ اوس ستم ایجاد سے کہے جا کر ۔ نجیب ہجر میں حالت تباہ کرتے ہیں

جناب محمد یوسف صاحب یوسف از کلکتہ

ہٹو فلک کے تلے سے ہم آہ کرتے ہیں ۔ اسے بھی اپنی طرح سے تباہ کرتے ہیں
جفائیں کا ہیکا کہتے ہیں دل مگر یوسف ۔ نہ جور یار کا شکوہ نہ آہ کرتے ہیں

جناب سید محمود علی صاحب موسوی یاور تلمیذ جناب مصحفی امروہوی

کسی کی یاد میں جھپکے نہ آنکھ اک پل بھی ۔ تجھے ہم اے شب ہجران گواہ کرتے ہیں
عبث بگڑتے ہو واعظ شراب پینے پر ۔ تمہارا کیا ہے خدا کا گناہ کرتے ہیں

جناب محمد شاکر علی خان صاحب شاکر زمیندار قصبہ کھیڑے

گھلا ہے جان شب غم میں ہمنے رو رو کر ۔ انہیں کو دیدۂ تر ہم گواہ کرتے ہیں

جناب منشی جے گوبند سہای صاحب محرر تحصیل قصبہ بھارتھنہ گنج

لگا کے ہاتھوں میں مہندی دکھا دکھا کر کے ۔ وہ خون لاکھوں کا یوں بیگناہ کرتے ہیں

جناب مہاراج گنگا بشن صاحب معجز براجپوری تلمیذ وحید العصر حضرت طاہر مدظلہ

یہ کیا غضب ہے وہ غیرونکی چاہ کرتے ہین
نیا یہ تپاک نئی رسم و راہ کرتے ہین

کئے تو ہین جھکائی ہین دنیا مین جسنے لاکھون کو
خدا کی شان ہی ہم اوسکی چاہ کرتے ہین

چھپا کے گیسوؤن سے آپ عارض روشن
شب وصال کو روز سیاہ کرتے ہین

مدار اپنے گواہ ہو کا ہے سرو سہی پر
یہ راستباز ہے اسکو گواہ کرتے ہین

بھبھوکا بچ ہی جاتے ہین کوچہ مین شام سے اغیار
بڑا کمال ہیا ی رشک ماہ کرتے ہین

تمہارے گیسوؤن سے جانبری نہین ممکن
بلا ہے چوٹ یہ مار سیاہ کرتے ہین

ترے کلام نے پائے وہ آبرو لے معجز
کہ قدردان سخن واہ واہ کرتے ہین

جناب سید مہر علی صاحب افق ملازم ریاست راج ترواہ

وہ جبکہ ہمپہ کرم کی نگاہ کرتے ہین
حسود رشک سے جلتے ہین ڈاہ کرتے ہین

ہم عرض آپ سے حال تباہ کرتے ہین
حضور جانے کدہر کو نگاہ کرتے ہین

کرین نتیجۂ اعمال کا بھروسا کیا
ثواب ایک تو لاکھون گناہ کرتے ہین

وہان سہینگے جو کچھ عاقبت مین گذریگی
یہان تو چین بفضل آلہ کرتے ہین

خوشی ہو رنج ہو کچھ ہو رضا کے بندے ہین
ہر ایک حال مین شکر آلہ کرتے ہین

کسی سے ظلم تمہارے سہے نہین جاتے
جگر ہمارا ہے جو ہم نباہ کرتے ہین

کبھی تو قمر زنخدان کو چوم لینے دے
اسی امید پہ ہم تیری چاہ کرتے ہین

افق محبت ہی تجھے شکوۂ جفا و ستم
وہ بت نہین ہین جو خوف آلہ کرتے ہین

افق ڈباتے ہین جو سبکو بحر الفت مین
ہزار شکر کہ تیری وہ چاہ کرتے ہین

جناب محمد قاسم ذاکر صاحب خضر شاگرد جناب فائز بنارسی

[illegible] انکو [illegible] مشتاق آہ کرتے ہین
وہ منہہ چھپاتے ہین نیچی نگاہ کرتے ہین

ہمارے درد جگر کا تمہین یقین نہین
بتو خدا کو ہم اسکا گواہ کرتے ہین

ہم اپنا حال [illegible] سنائین کہان ہے یہ طاقت
جگر کو تھام کے مشکل سے آہ کرتے ہین

سہینگے عاشق ناشاد عمر بھر بیداد
لگا چکے ہین دل اس بت سے نباہ کرتے ہین

فقیر آپ کے وہ صاحب تصرف ہین
کہ جسکو چاہتے ہین بادشاہ کرتے ہین

خوشا نصیب زہے بخت حبذا طالع
خضر جو وعدہ کئے رشک ماہ کرتے ہین

جناب مولوی حسین علی صاحب احسن مدرس مدرسہ صدرپور ضلع سیتاپور

خموش ہین نہین اظہار چاہ کرتے ہین — ادب سے یار کے ہم ضبط آہ کرتے ہین
کرینگے حشر مین فریاد تیری او ظالم — ہم اپنے نالۂ و غم کو گواہ کرتے ہین
وہ گھر کو اپنے رقیبون سے کرتے ہین آباد — ہمارے خانۂ دل کو تباہ کرتے ہین
زکوٰۃ حسن کی ہم مانگتے ہین اک بوسہ — بتایئے تو بھلا کیا گناہ کرتے ہین
نہ بیقرار ہو احسن کہ اب مدینہ ہین — طلب تجھے بھی حبیب الہ کرتے ہین

جناب رگھوناتھ پرشاد صاحب شاد نائب قانونگوی رجسٹرار تحصیل شکوہ آباد

غرور سے جب بت کافر نگاہ کرتے ہین — تو گویا ذلیل خدا کی پناہ کرتے ہین
خدا بچائے بتون کی نگاہ سے سب کو — یہ ایک چشم زدن مین تباہ کرتے ہین
اشارہ غیر سے پوچھو تو کہنا کچھ بھی نہین — تمہاری بات پراک ہم نگاہ کرتے ہین
عدو کہ دوست ہو ہم تو اسی کے قائل ہین — زبان سے کہتے ہین جو کچھ نباہ کرتے ہین
جگر یہ داغ کسیکے ہے کوسے جلتا ہے — فلک پہ رشک ترا مہر و ماہ کرتے ہین

جناب محمد بخش صاحب بلبل سہارنپوری تلمیذ جناب غریب سہارنپوری

غرور حسن سے اونکو وہ کیون ادھر دیکھین — نظر فقیر پہ کب بادشاہ کرتے ہین

جناب سید محمد رضا صاحب رضا ولد سید حکیم ضامن علی صاحب از بلوہ

کنویں جھانکتے نہ فرقت کہین رقیبون کو — وہ میرے غیرت یوسف کے چاہ کرتے ہین
ہزارون تیر سے لگتے ہین اس کلیجے مین — مری طرف جو وہ ترچھی نگاہ کرتے ہین

جناب سید غلام حسین صاحب نائب مدرس مڈل اسکول قصبۂ شیر کوٹ

ہمارے آہ نہین وہ نہ ہوا اثر جس کا — ہٹو فلک کے تلے سے ہم آہ کرتے ہین
نتیجہ ہمنے یہ پایا ہے دل لگانے کا — کہ رات دن ترے فرقت مین آہ کرتے ہین

جناب محمد عطا صاحب عطا شاگرد جناب کاشف از لاہور چاؤنی میانمیر

نہین ہے جان عزیز اونکو اے مہ کنعان — تمہاری چاہ ذقن کی جو چاہ کرتے ہین
تمہارے حسن کو ہم دیکھتے ہین حیرت سے — نہین خدا کے قسم بد نگاہ کرتے ہین

جناب منشی سید واحد علی صاحب پیشوا متوطن اوجین وارد رتلام

لکھا جو حال شب ہجر تو جواب ملا — یہ آپ کس لئے کاغذ سیاہ کرتے ہین

جناب سید لطف علی صاحب رمق متوطن تروا ضلع فرخ آباد

نہایہ عشوہ بت کجکلاہ کرتے ہین — کہا اِت بات پہ ترچھی نگاہ کرتے ہین
طلسم جو بوسۂ چشم سیاہ کرتے ہین — اداسے ہنسکے وہ ترچھی نگاہ کرتے ہین
نقاب جب وہ اوٹھاتے ہین دونون عارض سے — زمین پہ جلوہ نما مہر و ماہ کرتے ہین
سنا ہے جو باغ مین ہوتا ہے نغمہ زن وہ گل — چٹک کے غنچے بہم واہ واہ کرتے ہین
جگر کے درد کا آہ و فغان سے ہے اظہار — بیانِ واقعی جی سے گواہ کرتے ہین
برا نہ مانیو اسکا رمق کبھی بخدا — جو عیب بین ہین خطا پر نگاہ کرتے ہین

جناب وزیر خان صاحب منت گوپاموی تلمیذ جناب مضطر خیرآبادی

ہمین وہ غرفے سے چھپکر نگاہ کرتے ہین — ہمارے خانۂ دل مین وہ راہ کرتے ہین
دکھا دے اپنا تل اونہین بھی تو اے چشم — بہت گھمنڈ یہ بر سیاہ کرتے ہین

جناب ہیرالال صاحب ہیرا تلمیذ جناب شیخ عالم صاحب مدرس از قصبہ بدنیرہ

تمہارے حسن پہ جسدم نگاہ کرتے ہین — تو تھام تھام کے دلکو ہم آہ کرتے ہین
بتو تمہین صنعت صانع پہ کرتے ہین غور — کہو تو وہ غلط کیا ہم گناہ کرتے ہین

جناب شیخ غلام نقشبند صاحب عالم از گورداسپور پنجاب

نگاہ ناز سے زخمی کیا ہے اس دل کو — ہم اونکی آنکھونکو اپنا گواہ کرتے ہین

جناب میر محمد صاحب اختر ناظر محکمۂ فوجداری شہر رتلام

بتو تمہین ستان خدا دیکھتے ہین اے ناسمجھ — وہی ثواب ہے ہم جو گناہ کرتے ہین

جناب مولوی عبد اللہ صاحب فصیح از قصبہ چاندپور ضلع بجنور

ادہر وہ ناز سے جسدم نگاہ کرتے ہین — جگر کو تھام کے ہم ایک آہ کرتے ہین
کرینگے ترک نہ الفت بتونکی تا دم مرگ — ہم اس سخن کا خدا کو گواہ کرتے ہین

جناب منشی میر مقبول علی صاحب اختر مدرس مدرسہ دہرن گانون

عزیز جان نہین اپنے کیا رقیبون کو — وہ میرے غیرت یوسف کی چاہ کرتے ہین

جناب ہرپرشاد صاحب ذرہ سلطانپوری

تجھے ہو مژدہ محرومئ ابد اے دل — عدو سے آج وہ عہد نباہ کرتے ہین
نبھے گی دوستی کیونکر بھلا مری اونکی — مرون مین اون پہ وہ غیرونکی چاہ کرتے ہین

جناب منشی جگموہن لعل صاحب شاعر گرداور قانونگوی تحصیل باندہ تلمیذ جناب تمیز

یہ کیون بگڑتے ہو کیا کہہ گناہ کرتے ہین — جو عرض درد جگر داد خواہ کرتے ہین
بلا سے اونکے اونہین کیا کوئی جیے کہ مرے — وہ کب کسی پہ کرم کی نگاہ کرتے ہین
سمجھتے ہین وہ ہنسی کوئے گر کرے گریہ — ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہین
بس اونکے یوسف دل کا خدا ہی حافظ ہے — تمہاری چاہ ذقن کی جو چاہ کرتے ہین

جناب مشتاق احمد صاحب مشتاق تلمیذ و برادر جناب مقبول از بھوپال۔

جو تنگ ہوکے کہا درد دل تو وہ بولے — اسی بھروسہ پہ دنیا مین چاہ کرتے ہین
جو دل مین آیا وہ کرتے ہین تجھکو کیا زاہد — ثواب کرتے ہین یا ہم گناہ کرتے ہین۔

جناب منشی امام الدین احمد صاحب لرزان سنسارپوری تلمیذ جناب غریب

آئی خیر ہو کیا جانے کیا پڑی افتاد — جو آج حضرت دل آہ آہ کرتے ہین۔
ہوا ہی وسعت رحمت سے تنگ حسن عمل — امید عفو پہ لرزان گناہ کرتے ہین۔

جناب میر معشوق حسین صاحب عرف عبد الصمد افسر کاکوروی مدرس اسکول اناؤ

تبسم حسینونکی سب لوگ چاہ کرتے ہین — یہ بیوفا بھی کسی سے نباہ کرتے ہین۔
اثر ہوا مری الفت کا بعد مرنے کے — کہ وہ لحد پہ گذر گاہ گاہ کرتے ہین۔

جناب قاسم خان صاحب قاسم متوطن قصبہ کھیڑہ ضلع بریلی

دو سار سینہ مین تیر نگاہ کرتے ہین — وہ آنے جانے کو پہلو مین راہ کرتے ہین۔
بتون کی رسم وفا پر مٹا تو اے قاسم — یہ دوست اپنا بنا کر تباہ کرتے ہین

جناب محمد اسحق صاحب بیکل سہارنپوری۔

نہین ہوں اوس پہ کنعان کے ظلم کا شاکی — وہ چاہ غم مین ہین پڑتے جو چاہ کرتے ہین

جناب رام دیو لعل صاحب غازیپوری

جو گا رہی ہین بسنت آج غیر کے گھر مین۔ — اونہین کے ہجر مین ہم آہ آہ کرتے ہین۔

جناب شیخ فتح محمد صاحب نادر بٹالوی از گورداسپور پنجاب

نہ ہمکو حور کی خواہش نہ باغ جنت کی — قسم خدا کی فقط تیری چاہ کرتے ہین

جناب منشی ضمیر الدین احمد صاحب اشک از بلند شہر

نگاہ ناز نے مارا ہے اوٹھ نہین سکتے — پڑے ہوئے سر رہ آہ آہ کرتے ہین

جناب منشی لچھمی نراین صاحب بہتر متوطن ترو اتلمیذ جناب تمیز

ہمیشہ ہم پہ وہ ترچھی نگاہ کرتے ہین — اسی تلے چھری کے ہم اپنا نباہ کرتے ہین
ہم ہین بیکل قدِ یار یاد آتا ہے — تو بیٹھ کر یہ شکستہ داد آہ کرتے ہین
دھوئین اوڑا دینگے دم بھر مین اسکی انیا صبح — ہٹو فلک کے تلے سے ہم آہ کرتے ہین
نہ کعبہ سے ہو غرض اور نہ دیر سے مطلب — جو اپنے دل مین ہی ہم اوسکی چاہ کرتے ہین

جناب منشی رحیم بخش صاحب رحیم از جہانگیر آباد ضلع بلند شہر

حسین لطف کی جسپر نگاہ کرتے ہین — اوسی کے خانۂ دل کو تباہ کرتے ہین
خدا غفور ہے جب سے یہ سنتے جانا ہے — امید عفو پہ لاکھون گناہ کرتے ہین۔

جناب منشی مدار خانصاحب ہنر از دھولیہ ضلع کھاندیس

غرض ہے یار کی صورت سی ہمکو اے رضوان — جو آوے حور تو ہم کب نگاہ کرتے ہین۔
ہمارا خون نہ کچھ رنگ لائے محشر مین۔ — یہ آپ قتل ہمین بے گناہ کرتے ہین۔

جناب سید محمد نثار علیصاحب ہنر ہیڈ کنسٹبل محرر اسٹیشن جھاجھر

کبھی جو وہ مری جانب نگاہ کرتے ہین — رقیب دیکھکے حالت تباہ کرتے ہین
روا نہین ہے یہ جور و جفا خدا کی قسم — ڈرو بتو کہ خدا کو گواہ کرتے ہین
ہنر کو حشر مین خوف و خطر ذرا بھی نہین — مدد جناب رسالتمآب کرتے ہین

جناب راو ہامو ہن لعل صاحب رونق اہلمد ریاست راج ترو اتلمیذ جناب تمیز

دکھاتے ہین وہ کفِ پا کو دور سے ہنسکر — جو سامنے کبھی رخ مہر و ماہ کرتے ہین۔
پسیجتے ہین مرے آہ سے بتون کے دل — وہ اپنے نالے ہین پتھر مین راہ کرتے ہین
ترا ہے نام غفور الرحیم اے خالق — تو کیون وہ خوف کرین جو گناہ کرتے ہین

جناب محمد عبد الواحد صاحب واحد عاز یپوری وارد بنارس

ادا سے دیکھکے پہلے تو لے لیا دل کو — اب اوسکے بعد وہ ترچھی نگاہ کرتے ہین

جناب محمد عبد الغفور خان صاحب واثق از سلون ضلع رای بریلی

جو اوسپہ ہنستے ہین عارض کو کس سی نسبت دین — نگاہ جانبِ خورشید و ماہ کرتے ہین۔

جناب دیوکی نندن صاحب اختر تلمیذ جناب تمیز از ترو ا

اگرچہ آبِ محبت کے ہم بھی ہین تشنہ — مگر جو چاہیے ہمین اوسکی چاہ کرتے ہین۔

جناب محمد اکرم خانصاحب اکرم از طروانی

تڑپنے لگتے ہیں بسمل کی طرح کشتۂ ناز ۔ جدھر ادا سے وہ ترچھی نگاہ کرتے ہیں
جفا ئی سے محبت تو کیوں ہوئے ناخوش ۔ تمہیں جو چاہتے ہیں کیا گناہ کرتے ہیں
ہزار بیشکر کل آئینگے وہ اے اکرم ۔ قسم بھی کھاتے ہیں حق کو گواہ کرتے ہیں

جناب محمد یوسف علی خان صاحب یوسف متوطن قصبۂ ڈیرہ تبسی

نہ حال پوچھئے فرقت میں جاںنثاروں کا ۔ کراہتے ہیں سسکتے ہیں آہ کرتے ہیں
امید وصل پہ جیتے ہیں راتدن یوسف ۔ جو ادن پہ مرتے ہیں وہ یوں نباہ کرتے ہیں

جناب عبدالرحیم صاحب شفقت بلہوری

نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی اپنا شفیق ۔ اٹھو تھا کے آنکھ جہاں تک نگاہ کرتے ہیں

جناب منشی کرامت حسین صاحب صبر از چھاؤنی نیمچ

ہوا ہے تازہ الم کسکا صبر حیرت ہے ۔ وہ آج کس لئے جامہ سیاہ کرتے ہیں

احقر الانام مسالکرام النور لکھنوی محرر دفتر پیام عاشق قنوج

ملا ہے خاک میں اپنا شباب کیوں انور ۔ ڈرین خدا سے بتوں کی جو چاہ کرتے ہیں

بی امراؤ جان دلبر طوائف اوناؤ مقیم کانپور

ہمیں ستاتی ہے جب ظلمت شب ہجران ۔ تو ہم شکایت بخت سیاہ کرتے ہیں
خدا کیواسطے اے شاہ حسن سن اونکی ۔ کہ شور در پہ ترے دادخواہ کرتے ہیں

کلام غیر طرح

جناب منشی دلبر سنگھ صاحب ہوش از تھانہ بھون

گئے وہ سیر کو جو بن ٹھن کے ۔ آج جاگے نصیب گلشن کے
خود وہ عاشق ہیں اپنے جوبن کے ۔ آئینہ دیکھتے ہیں تن تن کے
ہوں وہ وحشی زمیں ہے دشت ہے ۔ اوڑ رہا ہوں غبار بن بن کے
یاد آئی مری وفا جو انہیں ۔ خوب روئے قریب مدفن کے
میرے پہلو سے جب وہ اوٹھتے ہیں ۔ داب لیتا ہوں گوشے دامن کے
یوں اکڑتے ہیں یہ پری پیکر ۔ رہیں دنیا میں آدمی بن کے

گیا ملنے کو وہ سیہ خو بدلے / عید ہے آج گھر مین دشمن کے
اوس کی پازیب کی صدا سنکر / چونک اوٹھے سونے والے مدفن کے
لو مبارک ہو جان بلب بیہوش / جلے گھی کے چراغ دشمن کے

جناب قاضی علی حسن صاحب خورشید تلمیذ جناب ضیاء لکھنوی از باندہ

پھولے پھلے نہ ہم چمنِ روزگار مین ۔ / شاخِ بریدہ بنگئے فصلِ بہار مین
تیرِ مژہ نے تیغِ نگہ نے کیا شہید / مارا پڑا محبتِ چشمانِ یار مین
کچھ اور رست بناؤ گے بگڑی ہوؤنکے کیا / آفت ہے بول بجتے ہین ظالم ستار مین
دو دن مین آنکھ بند ہوئی دم نکل گیا / ایسا ہے جانکنی کا اثر انتظار مین
دق تھی شب فراق کی بیداریون سے جان / جب مر گئے تو نیند پڑی ہی مزار مین ۔
خورشید دن کے چھپتے ہی دنیا سے جائیگا / تارے گنیگا کون شبِ انتظار مین ۔

جناب حاجی حرمین شریفین نواب محمد اقبال حسین خانصاحب بہادر مضطر فرخ آبادی

سرشکِ دیدۂ عنقا ہے آبرو میری / الٰہی رکھ لے قیامت مین بات تو میری
یہی مراد ہے اے یارِ شمع رو میرے / کہ ٹھنڈے کانون سنو جمکے گفتگو میری
یہ خوف ہی کہ نہ بہہ جائے ساتھ اشکون کے / رہی سہی جو ذرا سی ہے آبرو میری
جو تیغِ ابروے قاتل وہان ہی جنبش مین / پھڑک رہی ہی یہان بھی رگِ گلو میری
یہ ڈر ہے وصل مین لیتے ہی بوسۂ رخسار / کہین نہ پھیلے مین پڑ جائے آرزو میری
بندھا ہوا ہے تصور کسیکی زلفون کا / نہ کسطرح سے مسلسل ہو گفتگو میری
کہان کہان شبِ وصل آپکو بچاؤ گے / بڑھی ہوئی ہی کہین مجھسے آرزو میری
جو دیکھتا ہون مکرر تو ہنسکے کہتے ہین / منگا کے رکھ لو تصویر روبرو میری
نہ جاؤن بزم مین رندونکے مضطر کیونکر / کہ قدر کرتے ہین اربابِ ہاؤ ہو میری

جناب محمد رضا خانصاحب رضا غازیپوری

حسرت بسی ہوئی ہے دلِ بیقرار مین ۔ / آجائین ایکدم وہ مرے اختیار مین
ٹھکرا کے میری قبر کو کہتے ہین ناز سے / ہم آئین اور سوتے رہو تم مزار مین
نرگس کے پھول کیون نہ چڑھین میری قبر پر / آئی ہے مجکو موت ترے انتظار مین
اشعار اس غزل کے رضا یون شگفتہ ہین / جسطرح پھول کھلتے ہین فصلِ بہار مین

مضمون عاشقانہ

کچھہ یاس ہے کچھہ امیدواری

ہائے وہ دلدادگان یار کیونکر شب فراق کے صدمے جھیلتے ہونگے ہمسے تو جھیلے نہین جھیلتے وہ کیونکر
دل درد مند کو تھامے رہتے ہونگے ہمسے تو تھاما نہین جاتا وہ کیسے زندگی کے دن کاٹتے ہونگے
ہمسے تو کاٹے نہین جاتے وہ اُمڈے ہوئے آنسوؤنکو کیونکر روکتے ہونگے ہمسے تو روکے نہین جاتے
وہ کسطرح طبیعت کو سنبھالتے ہونگے ہمسے تو سنبھالی نہین جاتی وہ کیسے ہجر کی راتین بسر کرتے ہونگے
ہماری تو کروٹین بدلتے بدلتے پسلیان دُکھنے لگین وہ ڈبڈبائے ہوئے آنسو آنکھون مین کس طرح
روکتے ہونگے ہمارے تو روکے سے رُکتے نہین وہ صبح وصل منہہ اندھیرے پہلو سے اُٹھکر
جانے والے کو کیسے رخصت کرتے ہونگے ہمارا تو دم فنا ہوا جاتا ہے ہجر مین وہ اُٹھتے
جوبنوں کے مزے لوٹنے والے ہاتھہ کیونکر قابو مین رہتے ہونگے ہمارے دست گستاخ تو
مصروف ماتم ہین وہ کیسے آرزو ئیکو دل مین سمجھا بجھا کر رکھتے ہونگے ہماری تو تمناؤن کا
خون ہوا جاتا ہے وہ شب ہجران کے تڑپنے والے کسطرح آنکھہ جھپکاتے ہون گے
ہماری تو پلک بھی نہین لگتی وہ کسی عرق وش کی جدائی مین کیسے آہ و نالے کو ضبط کرتے
ہونگے ہمارے دل سے تو آہون کی آندھیان اُٹھہ رہی ہین۔ افسوس ایک وہ لوگ
ہین کہ شب وصل مین لپٹے ہوئے اپنی حسرتین نکالتے ہون گے ایک ہم ہین کہ آرزوئے
دل مین سے کنج تنہائی مین بیٹھے ہین ایک وہ ہین کہ کسی کافر ادا کے گلے مین باہین
ڈالے بستر ناز پر پڑے مزے کی نیندین لے رہے ہون گے ایک ہم ہین کہ انتظار
یار اور تمنائے وصل مین بیچین کبھی اس کروٹ کبھی اوس پہلو۔ ایک وہ ہاتھہ ہین
کہ رات بھر کسی چلبلی ہمصحبت کے ساتھہ گستاخیان کیا کرتے ہین ایک یہ ہاتھ
ہین کہ حسرتمند چہرے کا تکیہ بنے ہوئے ہین ایک وہ ہین کہ شب فراق کی مصیبتین
کسی عہد فراموش کو لکھہ لکھکر بھیجتے ہین ایک ہم ہین کہ ہاتھہ تھرتھراتے ہین قلم چھوٹ
جاتا ہے

سینۂ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس دل گھبرا گیا

لطایف وظرایف

(بی بی) اسوقت ہمکو اپنے باپ یاد آتے ہین۔ کیونکہ اسیطرح وہ بھے ہماری خدمت کیا کرتے تھے۔ (میان) توہرج کیا ہی تم ہمکو یہے سمجھو (گستاخ بیٹا) اور پھر مجکو کیا خاوند کہین گے۔ (میان بی بی سے) سچ تو یہ ہی کہ جب ہم تمکو نہلاتے دہلاتے ہین تو ہمکو بھے اپنے والدہ کا خیال آجاتا ہی کیونکہ ہم اسیطرح اونکا بھے سر وغیرہ دھو دھلا دیا کرتے تھے۔ (بی بی) تو کیا مضائقہ ہی تم بندی کو بھے یہے سمجھو۔ (پیام عاشق) اور میان کو کسیوقت پر یہ بھے خیال آتا ہوگا کہ اسیطرح ہماری مان بھی دودہ پلانے کو بیٹ پر چڑہاتے تھین:۔

دل کے پھپولے کب پھوٹین گے

نادہند خریداران پیام عاشق سن رکھین دنیا مین جو زر سالانہ پلاؤ کا ہضم کر لیا ہی تو قیامت مین اوسیوقت اس دلکے پھپولے پھوٹین گے جب آپ لوگ ہمارے و بر دبکڑا آئین گے اور کب جب ہمارا ہاتھ ہوگا اور آپکے ٹانگین اور ہم میدان قیامت مین گھسیٹے گھسیٹے پھرین گے۔ اور کب جب تم سب خجالت سے سر جھکائے کھڑے ہوگے اور ہم تمہارے منھکے پاس اپنا منہ لاکے کہین گے کیون حضرات اب کہو اور کب جب ہانپر دانت نکالکر خوشامد سے کہوگے للہ اب معاف کیجئے۔ اور کب جب شیر کے مانند ہم ڈکین گے اور تم لوگ بھیگی بلی کے طرح سکڑے سمٹے جاؤگے۔ اور کب جب

فرشتے ہمسے پوچھینگے اب انکے نسبت کیا کہتے ہو
تو ہم مونچھوں پر تاؤ دیکر کہینگے بیٹھالو دام دیکر
اونکے پاس ہین۔ اور کب جب ہاتھ پکڑ کر
ہم ہمکو خدا کے سامنے لیچلین اور تم لوگ
اونکے واسطے ٹٹو لیطرح دوایک قدم پیچھے
ہٹ کر کہو آپکے ہاتھ جوڑتے ہین اب ہمکو
چھوڑ دیجیے۔ اور کب باقی چراغ اُسوقت
دیکھا جائیگا۔ سہ بڑا مزہ ہو جو محشر مین ہم کرین
شکوہ ÷ وہ منتون سی کہین چھوڑ دو نا انکے لئے ÷

حضرت اجہلنت

ہجر مین بھی تین نہ چوکا وصل کی تدبیر سے
رات منگا ہو کے اپنا یار کی تصویر سے
ہین بہت کچھ اب بھی ہمارے تیر قد ابرو کمان
قد کمان ہی پر گئے گذرے نہین ہین تیر سے
جانکر مفلس مجھے رنڈی نے سمجھا تھا ذلیل
مال و زر دیکھا تو پیش آنے لگی توقیر سے
مونہی ہین خود مری باتین ہین کیون جادو کرون
کام کچھ ہونا جماری سے نہ نکلوا پیر سے
تلخ جانی سہہ رہی ہین سیکڑون بگلا بھگت
کم نہین بوسہ لبِ شیرین کا ٹیڑھی کھیر سے
شیخ کو پھوپھی جو کہو تند آب آتشین
خون جاری ہوگیا کمبخت کی نکسیر سے
جانکر ممسک وہ فرماتے نہین کچھ التفات
او میان اجسنت گھبراتے ہین خود تاخیر سے

پیام عاشق حضرت تاخیر کی نوبت ہی کیون آتی
ہوگی وہ آپکو رقت کا عارضہ ہے کیا تھوڑا ہے
ایک غوطہ لگانے کے سوا دوسرا الغضب [illegible]
ہوتا ہوگا۔

چٹپٹی غزل

پہنکر لنگوٹا زرا وٹھین جب وہ گانے کے لئے
ہو گئے تیار سارنگی بجانے کے لئے
ہیکے ہم جلاب بھی سیٹھے خانہ دلدار مین
ڈھونڈھتے پھرتے جگہ مین پائجانیکے لئے
بوڑھے ہو رونا گھر مین اپنے لائے بچہ کسی دلھن
پوچھو تو کہتے ہین لائے دودھ کہانیکے لئے
بیٹھکر رندون مین پھر کچھ وعظ فرمانے لگے
سر کھجایا شیخ کا پھر دھول کھانیکے لئے
صبح سے چندہ نگوڑی آج غائب ہے کہین
بیٹھے ہون پیسے لئے سودا منگانیکے لئے
نوکری تو مثلِ عنقا ہے زمانی مین نجیب
ایک ڈھولک مول لے لو مانگ کھانیکے لئے
راقمہ نجیب الدین نجیب از گوروائی

(پیام عاشق) اگر طبلہ بجانا آتا ہو تو کسی رنڈی کی نوکری نہ کر لیجئے:۔

چٹپٹا لطیفہ

ایک حضرت کا نام اسم بامسمےٰ پیٹ پیٹ خان تھا ایکروز ازاربند کھولنا تو بھول گئے جلدی سے بند کھولکر پاخانہ پھرنے لگے:۔

(دوست) ہا ہین ہا ہین ارے مان کیون مارتے ہو منشی جی!!
اجی یہ بڑا نمکحرام ہے ہر روز کھانا پکاتے مین نمک کے بہانے سے ہنڈیا کا خاتمہ کردیا کرتا ہے۔

مزیدار سہرا

ایکمرتبہ اینجانب شرکت کی غرض سے ایک شادی مین خواہ مخواہ دھرے گئے۔ برات کی روانگی مین دیر تھی خیال ہوا۔ بیکار مباش کچھ کیا کر جلسہ احباب مین بیٹھ سے لگے گپ شپ کرنے۔ ایک طرفسے اصرار ہوا۔ کوئی سہرا کہہ ڈالو۔ مجبوری تھی۔ ارشاد کی تعمیل کرنا ہی پڑی طبیعت موجود اسے توبہ حاضر تھی چند منٹ مین آٹھ نو شعر بک ڈالے حسب حال اور مناسب وقت ہونے سے داد وا کے شور نے مکان کی چھت اوڑا دی۔ دیوارین شق کروین سے بچئے اب سن لیجئے۔

وہو ہذا

مبارک سر پر نوشہ کے نشان جن چڑھا سہرا
نقاب شیر م بنکر آج ہے منہ پر پڑا سہرا
عداوت ڈالدی باہم درازی اور بلندی نے
کہ سہرے سے لڑی بنی تو بنی سے لڑا سہرا
صفایا کرکے داڑھی کا چھپایا منہ کو تھی لینا
حقیقت کھل گئی سب پر ہوا جب سے بٹا سہرا
ہوا دھوکا سفید و لمبی داڑھی دا جوگی کا
لباس گیروئے پر سبز آیا سدھ آگھرا سہرا
دلہن ہے یا کنواں یا دیگ ہے یا حوض ہے یا ہے
کھلا جب بات کرنیکو تو منہ مین جا چڑا سہرا
یہی دونون سے بنے ہین منتظم سامان شادی کی
جو اندر زنان بیٹھی ہیتے باہر ہے کھڑا سہرا
کہین جھگڑے کہین عقد کہین خفگی کوئی ناخوش
عجب گڑ بڑ مچی گھر بھر مین ہے جب سے رچا سہرا
کہانتک وصف سہرے کے بیان ہو بس سمجھ لو یہہ
کہ نازل سر پہ نوشہ کے ہوا مثل بلا سہرا

راقم شوخ ظریف

کس کسکا چولی دامن کا ساتھہ

شراب	اور	کباب
عیاشی	اور	شباب
سوال	اور	جواب
داڑھی	اور	خضاب
قبر	اور	حساب

یونانی حکیم اور جُلاب

بڑی دِلگی ہوئی

حضرت اڈیٹر - اتوار کا دن اور کچہری کے کام سے فرصت
گھر مین بیٹھے بیٹھے جی گھبرانے کا موقع تو ہاتھ آ ہی
چکا تھا ایکدوست کو ساتھ لیا۔ اور سیر گشتی کرتے آہستہ
آہستہ سڑک پر جا پہونچے۔ بارش کی کمی سے تو کہین
سبزے کو مدت سے ترستی ہوئی تھین کنجڑن کی دوکانین
ہری ہری ترکاری کھینچنے لگے۔ ایک ادہیڑ ہوئے ہین
کی صورت لالہ بھائی عمر سکھ اس مین ایک ہاتھ سے
ترکاری اور دوسرے ہاتھ سے کنجڑن کا دامن پکڑے
گئے جاتے بچا رہتے ہوئے نظر پڑے - ہرگز لالہ صاحب کے
پیچ وپیچ اونکی حرکت کرنا تھوڑی دیر تک دیکھتے رہتے
مگر افسوس آخر مین لالہ صاحب نے جو کنجڑن سے ہوا
دوسری طرف نظر کرنا حرام سمجھتے تھے ہمکو دیکھ لیا
اگرچہ دونون ہاتھ وقف ترکاری و عمامہ سمیت تھے بھی
گردن ہلا کر زبانی بندگی سے ممنون فرمایا اور ہلانے کا
جواب خود ہی مزاج شریف پوچھکر گھبراہٹ مین
ترکاری دامن سے پھینک کھاتے گر ترکاری مایہ النزاع
کی تنگ دامی سے گذر کر ندامت اور وحشت کو بچا کے
ترکاری کے اپنے جیب و دامان مین لئے بھاگ نکلے
ہم پھر لالہ صاحب کو اونکے بندگی اور مزاج شریف
کا جواب دینے کو ساتھ ہو لئے۔ ہم تو اونکی جناب
مین ترکاری کے خون کرا دینے سے گردن زدنی قرار
پا چکے تھے لالہ صاحب کب ٹھہر کر دیکھتے لیکن ہمنے
پکارنا شروع ہی کر دیا (اجی لالہ صاحب اجی لالہ صاحب)
کھڑے تو رہئے۔ ہم تمھارے آگے ہین خیر تو ہے کیا ہوا
آج خلاف معمول کیون ایسے بے تحاشہ آپ سرپٹ
بھاگتے چلے جاتے ہین

لالہ صاحب۔ کہئے کہئے آپ کیون اس طرح پیچھے
پڑے ساتھ چلے آتے ہین مہربان صاحب مین اگر
ترکاری لینے گیا تو اسکے درمیان مین کیا گناہ ہوا
آپکو علم نہین گھر کے درمیان مین جون کر فصل آ کے
رہے۔ لالہ صاحب مین یہ نہین سمجھتا۔
ارے رام رام زبان گندہ کرکہ بڑی صاحب ہی
پیتے جل اور آج للاین نے طعام نہین نوش فرمایا
ساعت کے درمیان ہری ہری کی طرف کی سمت
بے تحاشہ جی بھایا۔ آپ خیال فرماوین لڑکوری عورت کے
کا تقاضہ بے سنجا نیدن اچھا نہین ہوتا۔ اور بلبلانا سخت
نالائق مخوری کی عقب گذاری ہی نہین کرتا۔ لامحالہ
بدین وجہ ہمکو تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ ورنہ آپ جانتے ہین
کہ ہم قلم کے آدمی کلیات و جزئیات کچہری سے کب باز
آتے ہین۔

راقم - وہی جو ہے گا کہ کیا نادان کہ بھر دو۔ ا۔ لکھنو

لطیفہ کسی جرنیل نے بعد فتح کرنے مہم کے اپنے سپاہی
سے پوچھا کہ تو نے اس موقع پر کیا بہادری کی۔ اوسنے
کہا کہ مین نے دشمن کے ایک سپاہی کا پانون کاٹ
ڈالا۔ اسکے جواب مین جرنیل نے کہا کہ پانون کاٹنے
سے کیا حاصل سر کیون نہ کاٹا۔ سپاہی بولا اوسکا
کہ سر اوسکا پہلے ہی کٹا پڑا تھا۔

بات مین بات نکالی ہی نئی بات ہے یہ

اوستاد - شاگرد

(شاگرد) اوستادؔ قبلہ ہوت ہوت
(اوستاد) خبردار یہ گستاخی۔ اوستاد جی کو کوئے ڈھونیا۔ ڈاہاڑی مقرر کیا۔
(شاگرد) جناب پھر کوئی اور خطاب بتائے۔
(اوستاد) ہمین کہو ماسٹر صاحب
(شاگرد) او ہو ہو ہو ماسٹر مونگٹر اور جناتی بولی نکلی ہمارے تو پُرکھون نے بھی یہ بات چیت نہین سُنی سوا عید کے پیچھے ٹر لیکن جو آپ کہتے ہین وہی سہی اب ذرا کیل کانٹے سے درست ہوکے میدان مین آتے ہ۔
(اوستاد) یہ میدانہین آنے کی کیا وجہ میرے آپکی کوئی پٹی داری نہین کہ دو دو ہاتھ ہونگے مین تو پڑھنے پڑھانے کا آدمی ہون ہ۔
(شاگرد) اجی حضرت آپ تو پڑھتے پڑھاتے رہتے ہین چند روز مین ہم خود آپکو اولٹی پٹی پڑھائینگے کیا آپ نے مجھے نکھٹو کوئی ایسا ویسا گھسر پھسرا شاگرد مقرر کیا۔
(اوستاد) اچھا ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات اب مین سبق سے پہلے تُم سے کچھ سوال کرون۔
(شاگرد) مفلس پر سوال حرام ہے۔
(اوستاد) کہو تو شاباش تم میرا نام روشن کرو گے مین تم سے کچھ پوچھون ہ۔

(شاگرد) شوق سے پوچھئے منع کسنے کیا۔
(اوستاد) ایک اور ایک کتنے ہوئے۔ (شاگرد) گیارہ۔ (اوستاد) تین اور پانچ کتنے۔
(شاگرد) ترپن۔ (اوستاد) پانچ اور چھ
(شاگرد) پنیسٹھ۔ (اوستاد) اچھا یہ کس حساب سے۔ (شاگرد) حساب کو کیا کتاب دیکھئے۔ (اوستاد) واہ واہ اچھے کہے۔
(شاگرد) بُری کہتے تو اور کچھ سنتے (اوستاد) تم تو برس پڑے۔ (شاگرد) پہلے تو آپ ہی گرجے تھے۔ (اوستاد) میان بات تو کرنے دو۔ (شاگرد) میان کہتے ہین خوجے کو۔
(اوستاد) اچھا خیر سبق پڑھو۔
(شاگرد) بھلا اوستاد کسکا کوڑا کون ہے۔
(اوستاد) خوبصورت لڑکونکا کوڑا میانجی۔ عورتونکا کوڑا مردونکی جوانمردی۔ ملازمون کا کوڑا حکّام کی سختی۔ زبان کا کوڑا چٹنی اچار (شاگرد) اور اوستاد دنیا مین کسکے ہاتھ کسکی عزّت ہے۔
(اوستاد) طوائفونکے ہاتھ تماشبینونکی عزّت۔ بھانڈون کے ہاتھ صاحب محفل کی عزّت۔ دلجلی عورت کے ہاتھ خاوند کی عزّت۔ خریدارونکے ہاتھ پیام عاشق کی عزّت۔
(شاگرد) اور بھلا کون کون مرد شہید کہلاتا ہے
(اوستاد) جو طوائف کے گھر انتقال کرے۔ وہ شہید ہے۔ جو حالت زنا مین مارا جائے وہ شہید ہے ہ۔

(شاگرد) اور آج کل دوست کسکو سمجھا جاتا ہے —
(اوستاد) ہمارا دماغ تو چاٹ گئے لے جاؤ اب چھٹی —
(شاگرد) بہت اچھا لیکن بین لات اسے تو یہ تسلیمات —

راقم
اوستاد نکر گردو کمشنال — ۱۲ — ب — لکھنو —

(مولوی) اللہ جلشانہ وعم نوالہ فرماتا ہے کہ غیر مرد پر عورت کو نظر ڈالنا حرام ہے خلاف حکم اوسکے جو تم نے یہ پیشہ واہیات اختیار کیا ہے تو عاقبت مین تمہاری کیا نوبت ہوگی — (نائکہ) جو میری خالہ زہرہ ڈومنی کی ہوئی تھی جسکے باعث سے خالو ہاروت ماروت چاہ بابل مین ابتک قید ہین — (پیام عاشق) واہ ری پیرائی! —

لطیفہ

ایک مفتی صاحب کے ہان کسی خوشی کی تقریب پر نقال طلب کیے گئے اور ایک نقل اسطرح شروع کی کہ ایک نقال دوسرے سے مخاطب ہوا کہ مینے ایک بیوی کی ہے مگر روپیہ بہت کچھ خرچ ہوگیا ہے وہ بولا آخر کہو تو سہی کتنے کو خرید ی ہے — اوسنے جواب دیا کہ دو سو روپیہ خرچ ہوگیا ہے — دوسرا اصرار کرتا ہے کہ نہین کم ہوا ہوگا وہ جھلا کر کہتا ہے کہ اچھا میان مفتی کی دمفت ہی کی سہی — تمہین اس سے کیا! —

نئی روشنی

خوش انتظام — دو تین سو ماہانہ آمدنی — ٹوٹا مونڈھا — کھری کھاٹ — سوکھی روٹی روکھی دال — خوش لباس — کوٹ پتلون — ٹرکی ٹوپی — داڑھی سے نکلتی ہوتی ہین — خوش رفتار — سر پٹ — صرصر سے دو قدم آگے — زمین پر پاؤن کی دھمک — خوش گپ — بیکار شکوہ شکایت کسیکی برائی کسیکی ہر غیبت کسیکی — خوش اخلاق — آخاہ اخاہ تسلیم کورنش مزاج شریف قبلہ و کعبہ جناب جیسین — خوش مذاق — جھوٹ کا پل بے تکلف باندھے — بات بات پر تمسخر کرے — خوش گلو — گانا وانا خاک نہین آتا گنگنانا ہے ضرور! —

بقلم — ل ت ۔

مفید لٹکے

تو ندیل ہونا چاہتے ہو تو۔ لین دین اختیار کرو۔

خطاب حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو خداوند ضلع کے ناک کا بال بنو۔

ریل پر سفر کرنا چاہتے ہو تو۔ کوٹ پتلون ڈٹا ٹوانسو دھوان دھار چرٹ اڑاؤ۔

مولوی بننا چاہتے ہو تو۔ سر گھٹاؤ داڑھی بڑھاؤ۔

منشی جی ہونا چاہتے ہو تو۔ کان میں قلم گھونسو۔ بستہ ہاتھ میں لو۔

مسٹر ہونا چاہتے ہو تو کوٹ پتلون کے ساتھ چشمہ بھی لگاؤ۔

راقم یشرف

جمعہ کی مناجات

اے میرے خدا اگر افسر مندرجہ گزٹ ہو کر ہم مستقل ہو جائیں گے۔ تو

تیری قسم۔ بجز گالی کے کسیکو کچھ نہ دیں گے۔

تیری قسم۔ بجز رشوت کچھ نہ لیں گے۔

تیری قسم۔ بجز شکایت کچھ نہ لکھیں گے۔

تیری قسم۔ بجز جھوٹ کچھ نہ بولیں گے۔

تیری قسم۔ بجز کوٹ پتلون کچھ نہ پہنیں گے۔

تیری قسم۔ بجز مال مفت کچھ نہ کھائیں گے

تیری قسم۔ بجز شراب کچھ نہ پئیں گے۔

تیری قسم۔ بجز رنڈی بھڑوؤں کے کسیکی مروت نہ کریں گے۔

تیری قسم۔ ہر اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی کسیکی حق کا خیال نہ کرینگے

تیری قسم۔ اگر کام کی تعریف ہوگی تو کبھی کوئی کام دیانت و امانت سے نہ کرینگے ایضاً

وہ بھاگ گئی

کیوں حضرت کون بھاگ گئی۔ اجی وہی۔ آخر کسیکا نام بھی لیجیگا اجی وہی لاحول ولاقوۃ دیکھیے بھولا جاتا ہوں۔ استغفر اللہ مرد خدا کسیکا نام بھی لوگے۔ اجی وہی لاحول ولاقوۃ ہی کہتے رہوگے دیکھیے سوچ لوں حضرت نسیان اسقدر بڑھ گیا ہے کہ دم میں ناک ہے اچھا سوچ لیجیے کیا مضائقہ (سوچکر) لاحول ولاقوۃ اجی وہی خانصاحب۔ ای سبحان اللہ حضرت میں اب جاتا ہوں آپ تو پہیلیاں بجھواتے ہیں اور مجھکو اسقدر فرصت نہیں - نہیں نہیں آپ کو واللہ دیکھیے بتائے دیتا ہوں (دس بارہ منٹ کے بعد) وہ مارا۔ خدا خیر کرے بھئی تمہارے حواس تو اسوقت ٹھکانے نہیں مجھے کیوں پریشان کرتے ہو جناب خدا خدا کرکے تو اب نام یاد آیا اب آپ بکبک کر بھلا دیجیے۔ آخاہ یہ کہیے اچھا بتائی سردی بھاگ گئی گرمی کا ڈیرہ خیمہ آپہونچا لعنت خدا کی میاں تمہارے تو ہوش باؤ گئے ہم سمجھے تمہاری بیاہتا بی بی بھاگ گئی۔ خیر جائیے رخصت۔

راقم

ج۔ ل۔ ش ش ش ش شٹ

اطلاع طرح

ہر مہینے کی غزل ہر انگریزی مہینے کی ۱ یا ۲ تاریخ تک آجایا کرے طرح اپریل سنہ ۱۹۰۹ء (پہلو مین مشل گل کے منہ پہولا سمائے دل) سمائے قافیہ۔ دل ردیف۔ طرح مئی سنہ ۱۹۰۹ء (وہ یار تو سنتا نہین فریاد ہماری) فریاد قافیہ۔ ہماری ردیف۔ طرح جون سنہ ۱۹۰۹ء ارشاد ہوتا ہے مرا دل اوسکو خندان دیکھکر ہاے خندان قافیہ۔ دیکھکر ردیف ؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرع طرح پیام عاشق

بُرا ہو ناتوانی کا بُرا ہونا توانی کا

جناب مولوی منشی سید محمد طاہر علی صاحب طاہر سلمہ اللہ القادر فرخ آبادی

ہوا ابرو کی مدحت سے یہ شہرہ خوشبیانی کا
کہ سیفی نے پڑہا مجھسے سبق شمشیر خانی کا

پیالہ مجکو بھر دینا شراب ارغوانی کا
کہ ہون مشتاق اے پیر مغان عمر جوانی کا

تمہاری بید ہن ہونیکی شہرت جبسے گلشن مین
دہان غنچہ کو عوسے ہوا ہے خوش بیانی کا

شراب کہنہ کا جبتک سرور آنکھون مین ہوتا ہے
گزر ہوتا نہین ہے دل مین یاد نوجوانی کا

خیال روے روشن کی دل عاشق مین ہو منزل
اندہیرے گھر مین بھی عالم ہو برج آسمانی کا

پیالہ عمر کا جبتک نہو لبریز اے ساقی
رہے پیش نظر ساغر شراب ارغوانی کا

ملی غم کھانے کی لذت جو یار سبزہ خط مین
ہوا مین خضر سے طالب حیات جاودانی کا

تیر در پر شب فرقت مین میری آنکھ کیا جھپکے
کہ سیکھا ہے ستارون سے طریقہ پاسبانی کا

کبہی تو آکے کوٹھے پر دکہادو طلوہ کا جلوہ
سنا کرتا ہون مدت سے فقرہ لنترانی کا

ہزارون داغ کھائے ہین کف افسوس مل ملکر
بڑی مشکل سے چھالا ہاتھ آیا ہے نشانی کا

ہمارے دیدہ تر سے ہین اشک آتشین جاری
شرر اس سے نکلتے ہین یہ وہ چشمہ ہے پانی کا

لڑا لیتے ہم آنکھین آئنہ مین عکس عارض سے
جو اندیشہ نہوتا ہمکو تیری بدگمانی کا

غضب آہونکے جھونکے ہین قیامت صبح پیری ہے
خدا حافظ ہے اے طاہر چراغ زندگانی کا

جناب سید قمر علی صاحب قمر سبزواری قادری متوطن بھیڑی ضلع بریلی

جو کچھ کہنا ہو نہین اوس سے تو کہتا ہے نہ بکبک کر
جو چپ بیٹھون تو ہے الزام مجپر بے زبانی کا

بنادے مجکو متوالا شادی کلفت ہجران
چھلکتا جام دے ساقی شراب ارغوانی کا

جناب منشی بالکرشن صاحب قمر لکھنوی وائس پریسیڈنٹ گنیش گنج ایجوکیشنل کلب لکھنؤ شاگرد جناب امیر مینائی لکھنوی

ٹھکانا اوسکو کوئی ڈھونڈھوائے غم میہمانی کا
مجھے اب حوصلہ باقی نہیں ہے میزبانی کا

دریدہ لدا ازتک پھر اپہونچنا ہو گیا مشکل
برا ہونا توانی کا برا ہونا توانائی کا

نہیں موقوف ہم پر سب کو عالم یاد آتا ہے
جوانی میں لڑکپن کا بڑھاپے میں جوانی کا

لڑکپن ہی سے میں عشقِ بتان کا ہو گیا بندہ
جو سچ پوچھو مزہ پایا نہ میں نے زندگانی کا

سنانے جب لگے ہم قصۂ غم تب وہ یون بولے
چلو چپ ہو نہیں مشتاق میں جھوٹی کہانی کا

دہان وہ چھیڑ دیتے ہیں اودہر قصہ نزاکت کا
ادہر جب ذکر ہم کرتے ہیں اپنی ناتوانی کا

پکڑ لو دل وہیں ہاتھوں سے ہو جاؤ بہت مضطر
سناؤں گر کوئی حصہ تمہیں اپنی کہانی کا

نکر پھر خدا تو ذکر مجھ سے حورِ جنت کا
سبب ہو جائیگا ناصح یہ اوسکی بدگمانی کا

عدو سے چھپکے بیٹھو تم ہمارے خانۂ دل میں
دلِ مضطر کو ارمان ہے تمہاری پاسبانی کا

پھٹی چولی سے اوسکی ہوتی محرم سی تم پوچھو
سبب ہم کیا بتائیں تم کو اپنی بدگمانی کا

غضب ہے تیری ہوتے آب پیکان یہ ستم ہو وے
پیاسا یہ دلِ مضطر رہے اک بوند پانی کا

کبھی آنکھیں بچھاتے ہو کبھی بستر لگاتے ہو
قمر سامان کرتے ہو یہ کسکی میہمانی کا

جناب منشی محمد مراد علی صاحب مراد از کیامئو ضلع بہانی

سناتا ہون جو اونکو حال میں دردِ نہانی کا
تو فرماتے ہیں میں شائق نہیں قصے کہانی کا

وہان کیونکر کوئی ظاہر کرے حالِ دلِ مضطر
جہان موقع نہ لکھنے کا نہ پیغامِ زبانی کا

خدا ہی اپنے ہاتھوں سے تری تصویر کھینچے ہے
نکیونکر قافیہ ہو تنگ یان بہزاد و مانی کا

ہمارے یہ اسیری بھی عجب ہے ہمصفیر وتے
قفس میں نام سکتے ہیں دانے کا نہ پانی کا

جناب محمد بخش صاحب بیکس سہارنپوری تلمیذ جناب غریب سہارنپوری

دفورِ شوق نے تڑپا کے کھویا وصل میں مجھکو
ملا اوس دشمنِ ایمان کو موقع بدگمانی کا

نقابِ عارضِ جانان میں ڈالے سیکڑوں رخنے
نگاہِ شوق نے توڑا غرور اب لنترانی کا

نہایت ہے شبِ فرقت کے یہ بھی ہو گیا پورا
فقط باقی تھا اک ارمان مرگِ ناگہانی کا

جناب سید عبدالقدوس صاحب قدسی مدرس تلمیذ جناب امتی میر مدرس مدرسہ سلطانیہ نگلو

ہمیں نقشِ قدم کیطرح اوٹھنا ہو گیا مشکل
برا ہونا توانی کا برا ہونا تو[illegible]نے کا

جناب منشی چھیدی لعل صاحب تمنا کاکوروی تلمیذ وحید العصر حضرت طاہر ظلہ

ہوا ہی ہجر مین یہ حال میری ناتوانی کا
گران ہی ہنکو لینے کی مجھے چہلا نشانی کا

اگر ہے خنجر قاتل کو غم اپنی روانی کا
تو آ کر سامنا کر لے ہماری سخت جانی کا

قیامت ڈھا رہی ہین وہ ابھی اس عہد طفلی مین
خدا جانے کرین کیا آئے جب عالم جوانی کا

تہیہ کم عاشق و معشوق اپنے اپنے رتبے مین
وہان غمزہ نزاکت کا یہان ہی ناتوانی کا

نکالا خود ہجر مین کا ٹین گے اپنا عاشق ابرو
نہ احسان لینگے وہ اس ترکش تیغ اصفہانی کا

خدا ہی ہی جو کھنچ جائے تمہارا او نکے ہی نقشہ
اداؤن نے کیا ہی بند دم بہزاد و مانی کا

وہ اپنے دیکھنے والونسے جا ناآنکھین کرین کیونکر
ہوا ہی ابتو یارا نہ حیا سے نوجوانی کا

بھلا ہم اور ڈر جائین رقیبونکے ڈرانے سے
گئی جب آبرو پھر کیا مزہ ہے زندگانی کا

زمانہ عہد پیری کا قریب آیا ہی لے غافل
بڑا نادان ہی تجکو جو غرہ ہے جوانی کا

تمنا چھوڑ دی عشق بتان یاد آ کے کر
کہ ھو ڈرا رہ گیا ہی اب زمانہ زندگانی کا

جناب سید جلیل حسین صاحب حزین عرف سید بادشاہ فیض آبادی مقیم کلکتہ

بہار آئی ہی گلشن مین شگفتہ غنچہ و گل ہین
ثمر بلبل کو ہاتھ آیا ہے اپنی زندگانی کا

ہزارون گالیان دیتے ہو سُن لیتا ہون ہنس ہنس کر
کبھی کرتا نہین شکوہ تمہاری بدزبانی کا

عیادت کو دم آخر وہ آئے میری بالین پر
ادا ہو شکریہ کسطرح اونکی مہربانی کا

جناب سید محمود علی صاحب سوسوی یادگار شاگرد جناب سخی امروہوی

ہمارے داستان غم کو اکدن بیٹھکر سُن لے
تصدق ایک پیر دل نے اس اوٹھتی جوانی کا

وہ اوٹھنے بھی نہ ملنے کو بٹھایا ضعف نے مجکو
بُرا ہو ناتوانی کا بُرا ہو ناتوانی کا

جناب محمد ابراہیم صاحب تابش نبیرہ بخشی ملک مہو

نہین کروٹ بدلنے کی بھی طاقت ہائے اب مجھ مین
بُرا ہو ناتوانی کا بُرا ہو ناتوانی کا

مرے دل مین بہت دنسے بہت عرصہ ہوا اسے غم
کوئی اب اور گھر جا کر منالے میہمانی کا

جناب غلام احمد صاحب غنی عرف چھوٹے بابو از شہر کلکتہ

نہ اترا و خدا کیواسطے حسن دو روزہ پر
ابھی بیٹھو عبث ہی زعم اس اوٹھتی جوانی

جناب منشی موتی خان صاحب گوہر مقیم بڑوا

ترنم رشتن سے اوسکی ہر سے کرنیکا دھوکا ہے
ذرا ہم منہ تو دیکھین پہلے شمع آسمانی

عالیجناب کنور عنایت سنگھ صاحب عنایت رئیس و تعلقدار بریلی

اوٹھالے لطف ہم آغوش ہو کر نوجوانی کا
مزا ہے اوبت بے پیر اس مین زندگانی کا

کہو ہن کیا اے صنم دل تھام کر ہم بیٹھ جاتے ہین
نظر آتا ہے جب جلوہ تری اوٹھتی جوانی کا

کسی پردہ نشین کے عشق مین مرتا ہون گھل گھل کے
مسیحا کیا کرین چارہ مرے درد نہانی کا

کہا اوس گل نے ہنس دو تو دل پژمردہ تازہ ہو
کہا جاتا رہیگا لطف اس غنچہ دہانی کا

جو دیکھے اک نظر واخط سبز کے مجکو ملنے سے
کہے بیساختہ ہے لطف اسمین زندگانی کا

سلیمان مین ہون تو ہے ہدہد فرخندہ پے قاصد
کو بھیجا اوس پریرو نے مجھے چھلا نشانی کا

عنایت ہے نہین بیکار فکر نظم آرائی
رہیگا تا ابد چرچا تمہاری خوش بیانی کا

جناب مولوی محمد خانصاحب عزیز ہیڈ کانسٹبل اسٹیشن گکلور ضلع سہارنپور

نہین پیرانہ سالی مین مزا کچھ زندگانی کا
کبھی طفلی کا غم ہے اور کبھی ماتم جوانی کا

فراق یار مین آنکھون سے ہم یہ کام لیتے ہین
ہوا لیتے سرد آہونکا مژہ سے خونفشانی کا

برنگ گرد منہ پر خاک سی اوڑتی ہے پیری مین
اوڑا جاتا ہے بنکر کاروان عالم جوانی کا

ہر اک موسم کی ہوتے ہین بہارین اپنے وقت پہ
بڑھاپے مین مزا ہرگز نہین آتا جوانی کا

سر ستے ڈہین جو تھا وہ اوس صنم سے آگیا منہ پہ
خدایا کیون نہو دعوے بتونکو غیب دانی کا

یہ مانا ہے کہ زاہد پارسا ہو پاکدامن ہو
سبب آخر کوئی تو ہے کسیکی بدگمانی کا

سلایا تجکو اولیں بہت کو جگایا رات بھر بیٹھے
اثر اے پاسبان دیکھا مری افسانہ خوانی کا

غریب اوس نور یزدان کی صفت کیا ہوسکے ہمسے
بجائے سایہ وہان جلوہ ہے برق لن ترانی کا

جناب منشی نراین پرشاد صاحب واثق جونپوری از علیگڑھ

اثر ظاہر ہوا بعد فنا سوز نہانی کا
شرار سنگ مرقد ہے کفیل آتش فشانی کا

بیان کیا ہوسکے مجھ سخت جان کی سخت جانی کا
کہ منہہ پھر پھر گیا مقتل مین تیغ اصفہانی کا

کبھی پہلوئے بسمل مین کبھی پہلوے قاتل مین
دل مضطر نمونہ ہے طبیعت کی روانی کا

جگر مین آکے یارب درد بھی تو اوٹھ نہین سکتا
یہ عالم کر دیا ہے کلفتون نے ناتوانی کا

کسیکا عشق ہے تو دل مین لیکن جی کھٹکتا ہے
کہ الفت مین ضمیمہ ہو نہ مرگ ناگہانی کا

رہا کرنا قفس سے آشیان گم کردہ کا کیسا
گذر ہے لطف کے پردے مین بھی نامہربانی کا

مسیحائی سخن ہو کہین زمانے مین وہ کافر ہے
نہو قائل جو اے واثق مری معجز بیانی کا

جناب مولوی رستم علیخانصاحب ادیب ہیڈ مولوی گورنمنٹ اسکول فرخ آباد

بگڑنے کو بنا ہی نتیجہ زندگانی کا ہو
تنِ خاکی بشر کا ہے گھروندا ار فانی کا ہو

مرے ہر موئے تن پر ہے شعلے عمر کا عالم
تصور جب سے ہے اک چہرۂ خورشید ثانی کا

ہوا بحرِ غزل پر سم کو بحرِ آب کا دھوکا
لکھا اشعار مین جب آپ کی آنکھونکی روانی کا

خضر کو جاودانی عمر سے کیا زیست کی لذت
مزہ ہم مرنے والونکو ہے اپنی زندگانی کا

لبوں پر جان کا آنا ہی جاناں سے سیکڑون منزل
تری فرقت مین ہے یہ حال اپنی ناتوانی کا

اوٹھا کرتا ہی درد ایسا کہ دل ہی بیٹھ جاتا ہے
خیال آتا ہی ہمکو جب تری اوٹھتی جوانی کا

پڑے ہین پاؤن پر اوسکے ہین یہ سرفرازی ہے
قدم سے سر نہین اوٹھتا بھلا ہو ناتوانی کا

تصور آتشین رخسارِ جانان کا ہے رونے مین
عجب ہے ساتھ دیکھا آج ہمنے آگ پانی کا

اوسے اوسکے دہان تنگ کی جب سے صفت لکھی
زمانے مین ہوا شہرہ ہماری غیب دانی کا

جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب ذبیح وکیل عدالت منصفی چھبرا مؤ

سرور آنکھوں مین جب آنے لگا جوشِ جوانی کا
سرکنے نہ دو اونکا پردہ حیا کی پاسبانی کا

ادہر بھی اک نگاہِ ناز اے سیمبر کر دو فرما
دلِ رنجور ہے مشتاق مرگِ ناگہانی کا

کہے کیا حرمتِ بنت العنب کا پاس ہے ہمکو
عبث ہی شیشۂ مے سے گلہ پنبہ دہانی کا

سرِ بالین وہ آئین اور یہ مجکو نہ اوٹھنے دے
برا ہو ناتوانی کا برا ہو ناتوانی کا

لکھا ہی سب مقدر کا جو آگے میرے آتا ہے
بتِ نامہربان سے کیا گلہ نامہربانی کا

شبِ وصل اونکی آنکھیں شرم سے اوپر نہوتی تہین
مروت کو حیا بد تہا تقاضا مہربانی کا

کلام اونکے دہن مین کیون نہو حاجت اونہین کیا
بتونکی چتونون مین ہے اثر جادو بیانی کا

ستم اونکا حیا اونکے ادا اونکے قضا اونکی
ذبیح تیغ ابرو سے گلہ کیا سخت جانی کا

جناب محمد عبد الغفور خان صاحب واثق از ایوت محل

سمایا ہی نگہہ مین دستِ رنگین یارِ جانی کا
سیہ آنکھون مین ہر شیشہ شرابِ ارغوانی کا

مسی مالیدہ لب کا لے لیا بیٹھے جو اک بوسہ
دیا اتنی خطا پر حکم اوسنے کالے پانی کا

پیر دیونگے کوچہ کار ہا جگر سے مجھے واثق
مقرر گردشِ ایام سے ہے عالم جوانی کا

جناب منشی عبد الستار خان صاحب عاصی سلطانپوری

کہے گا کیا لئے قصہ مرنے دردِ نہانی کا
عدو کو مرتبہ بخشا گیا ہے قصہ خوانی کا

جناب منشی کنج بہاری لعل صاحب مسکین سدھوروی از صفدر گنج

قصور اپنا نہین ہی بال بھر بہزاد دمانی کا — نزاکت سے بگڑ جانا ہی نقشہ یار جانی کا
دلا رخصت نہ دیتے تم اگر چہ لا نشانی کا — سہارا تھا نہ کوئی مجکو اپنی زندگانی کا
کیا جسوقت مینے اوسکے اپنا مدعا ظاہر — کہا ہنسکر کہ ہم مطلب سمجھے اس کہانی کا
خدارا ایک بوسہ دیجیے سمجھے چاہ زنخدان کا — اثر رکھتا ہی میرے حق مین آب زندگانی کا
رہی خم گردن تسلیم سب کے سامنے مسکین — بھروسا کچھ نہین ہی یان دو روزہ زندگانی کا

جناب منشی مدار خان صاحب بدتر از دھولیہ ضلع خاندیس

فقط مین تیرہ شیدا ہون نہین کچھ اور شکوہ ہی — گلا کس سے کرون جاکر تمہارے بدگمانی کا
جھکا ہون مین تمہارے ابروئے خمدار کے آگے — ذرا جوہر دکھاؤ مجکو تیغ اصفہانی کا
شب فرقت کا قصہ سنکے وہ شوخی سے یون بولے — ہمین باور نہین آتا تری جھوٹی کہانی کا

جناب قادر بہائی ہفتہ اللہ بھائی صاحب قادر ساکن جنڈ ایوت محل

نہ جوبن کے صدقے مین عنایت کیجیے بوسہ — بھلا ہو نوجوانی کا بھلا ہو نوجوانی کا

جناب محمد حسین صاحب عرف چھوٹے میان صفی متوطن پاچور ضلع خاندیس

سہے دکھ کیسے کیسے مینے وصل یار کی خاطر — نتیجہ کچھ نہ نکلا ہائے میری جانفشانی کا

جناب منشی رام سہائی صاحب رام سہسوانی تلمیذ جناب مضطر

تری رفتار پر کاکل کو ہلتے جیسے دیکھا ہے — ہمین ہی سامنا ہر دم بلائے ناگہانی کا

جناب کنور دلیسراج سنگھ صاحب بصیر رئیس موضع ٹونڈولی ضلع مینپوری

مسیحا حال کیا جانے مرے درد نہانی کا — قتیل ناز خنجر ہون نگاہ جانستانی کا
تہ خنجر تڑپنے دے کہ حسرت تو نکلجاوے — خدارا کام کر جلاد اتنا مہربانی کا

جناب امام الدین احمد صاحب لرزان سہارنپوری تلمیذ جناب عزیز سہارنپوری

یہ کہنا ناز سے انجان بنکر یار جانی کا — کہان جاتے ہو رکئے گھر ہی سامان میہمانی کا

جناب سید محمد صاحب سابق طالبعلم مدرسہ ہلور تحصیل ڈومریا گنج

وہ خود ہی ہمکو بلواتے ہین لیکن جا نہین سکتے — بڑھا ہی زور اب ایسا ہمارے ناتوانی کا

جناب منشی ہری پرشاد صاحب ذرہ از سلطانپور

کبھی ناجنس کی الفت نہین نبھتی زمانے مین — کہ دیکھا ہی نہین ملنا کبھی روغن سے پانی کا

جناب منشی محمد عبد الرحمٰن صاحب شریف ٹھوری وارد بمبئی تلمیذ جناب فائق فرخ آبادی

یہ آیا وقتِ پیری اور گیا عالم جوانی کا ۔ نہ کھلایا فلک نے وقت کوئی شادمانی کا
کفِ افسوس مل کر رہ گیا ہوں بزمِ غربان میں ۔ غضب ہے وقتِ پیری یاد آجانا جوانی کا
نکیوں برروؤں ہی عالم ضعف کا اور پیری میں الکھوں ۔ غضب ہے وقتِ پیری یاد آنا ابھی جوانی کا
بغل میں ساقیِ مہوش ہو اور ابرِ بہاری ہو ۔ مزا جب باغِ عالم میں ہے دورِ ارغوانی کا
تری سایہ میں کب آرام سے بیٹھا کوئی ای چرخ ۔ کہ مخزن ہے تو عالم میں بلائے ناگہانی کا
پڑے ہیں نیل بوسوں کے رخِ نازک پہ ای خیاب ۔ بیاں تو کیجئے کچھ حال شب کی میہمانی کا
کہے تو آ خیالِ وصلِ جاناں خانۂ دل میں ۔ بہت رہتا ہے مجکو شوق تیری میہمانی کا
کیے ٹکڑوں کی فرقت میں شریف ایسے ہیں ہم نالاں ۔ کہ چرچا بلبلوں میں ہے ہماری نوحہ خوانی کا

جناب مولوی محمد رضا خاں صاحب رضا شاگرد جناب بقا غازیپوری

تجھے کیوں باعثِ نخوت ہوا جو شرِ شباب اپنا ۔ ہمیشہ کب رہا دور کسیکے نوجوانی کا
لگی ہر گھات میں بادِ خزاں ہو ہیم پیری ۔ بہارِ گل سمجھ لے یار جوبن نوجوانی کا
ہماری زندگی تک ہے تمہارے حسن کی عزت ۔ ہمارا عشق ہی باعث ہے اوسکی قدردانی کا

جناب سید ولایت علی صاحب ولایت از ہلور ضلع بستی

بتوں کے ناز و غمزہ سے تو ای زاہد نہیں واقف ۔ ارے انکی محبت میں مزا ہے زندگانی کا
کہیں قاصد نہ تھک کر بیٹھ جائے راہ میں یارب ۔ لکھا ہے خط میں سارا حال اپنی ناتوانی کا

جناب ممتاز علی صاحب بیکل منگلوری سرویر محکمہ انجنیری ریاست کوٹہ

وہ آنے اور پئے تعظیم اوٹھنا غیر ممکن ہے ۔ برا ہو ناتوانی کا برا ہو ناتوانی کا
جہاں کی آفتیں سب ختم مجھپر ہو چکیں بیکل ۔ فقط اب منتظر ہوں ایک مرگِ ناگہانی کا

جناب ولی محمد صاحب صفر کمپازیٹر شاگرد جناب نصیر از شملہ

بیانِ حالِ فرقت پر وہ یوں کہتے ہیں جھنجھلا کر ۔ بھلا کچھ بھی ٹھکانا ہے تمہاری لن ترانی کا
خدا کی شان کہا کر گالیاں بھی ای پری پیکر ۔ جسے دیکھو ثنا خواں ہے تری شیریں زبانی کا

جناب مولوی عبد اللہ صاحب فصیح از چاندپور ضلع بجنور

ہوئی لب بند غنچوں کے خجل سے ای گلِ خنداں ۔ چمن میں جب ہوا شہرہ تری غنچہ دہانی کا
تری اس تیغِ ابرو کے مقابل ای پری پیکر ۔ بگڑ جاتا ہے منہ غیرت سے تیغِ اصفہانی کا

جناب منشی کنھولعل صاحب نائب تلمیذ جناب واجد مرحوم لکھنوی کے

فغان کو مرتبہ کیا ہے عرش نے پاسبانی کا
در لب پہ ہر نالا وحشت دل کی نشانی کا

ہمارے خط دل کھا کے ہمین شعر لکھتا ہے
اثر نا دان یہ خبر ہے قفس لب او ارغوانی کا

ہماری خاک کا اوشک بگولا پھیر جاتا ہے
برا ہو ناتوانی کا برا ہو ناتوانی کا

زیادہ کام نخوت کو نہ فرماؤ ذرا دیکھو
کوئی مشتاق بیٹھا ہے تمہاری مہربانی کا

یہ بتنے غیر کو دیکھے کہ ہم واقف نہیں اصلا
جگر پر داغ رکھتا ہوں میں الفت کی نشانی کا

مصیبت ہجر کی افسوس کہتا ہوں تو کہتے ہین
نکالا آپ نے جھگڑا یہ پھر اپنے کہانی کا

ادھر خفت ادھر شمشیر قاتل منفعل از حد
ہوا بازو قاتل شل برا ہو سخت جانی کا

ہزاروں اختر تابان جسکے قربان گردون نے
جو وہ مہ اوڑھ کر نکلا دوپٹہ کامدانی کا

پھر کیا دیکھے کیون انسان آتا نائب پہ مرکر
تمام عالم مین شہرہ ہے تمہارے خوش بیانی کا

عالیجناب شیخ ارادت اللہ صاحب توقیر نائب ریاست راج تروا رئیس قنوج

دبایا ہے گلا ایسا برا ہو سخت جانی کا
اٹک جاتا ہے آکر آب تیغ اصفہانی کا

کہو پہچی جو رکھتے ہین حیا کا اک بہانہ ہے
تماشا دیکھتے ہنستے ہین وہ اوٹھتی جوانی کا

تصور بھی مرا آیا تو جھٹ منھ پھیر کر بیٹھے
ٹھکانا کچھ نہیں اوس بدگمان کی بدگمانی کا

یہ تجکو منہ سے گفتگو کیون ہے اشارون مین
بس اب ثابت ہوا مجکو سبب ہے بے دہانی کا

تری تیغ نگہ مقراض کا بھی کام کرتی ہے
کہین رشتہ نہ کٹ جائے کسیکے زندگانی کا

شبیہ یار کیون خاموش ہے آئینہ دل مین
یہ خلوتمین سبب کیا اسطرح کی بے دہانی کا

لیا مار نظر سے کھینچ تم نے گوہر دل کو
یہ اچھا سلسلہ پیدا کیا ہے دلستانی کا

نگاہو نسے کیا مردہ تو باتونسے کیا زندہ
اثر وہ چشم جادو کا ہے یہ معجز بیانی کا

غلامان غلامان ہے ترا توقیر اے احمد
بھروسہ حشر مین رکھتا ہے تجھسے مہربانی کا

جناب سید محمد رضا صاحب رضا متوطن قصبہ بلور

تمہاری زلف پر ہم ہو گئے سو جان سے شیدا
تمہیں سے سامنا ہوگا بلائے ناگہانی کا

دلٹ دونگا ابھی پردہ کو ڈرکر اپنے ہاتھونسے
سنونگا مین نہ یہ فقرہ تمہاری لن ترانی کا

جناب پنالال صاحب پٹواری متوطن سکندرآباد ضلع بلندشہر

پریشان کیون نہو دل دیکھکر زلف پریشاں کو
ہوا ہے سامنا یارب بلائے ناگہانی کا

جناب سید مہر علی صاحب افق ملازم ریاست راج ترو اضلع فرخ آباد

نہین اک رنگ پہ ہی رنگ دورِ آسمانی کا — کہین سامان غم کا ہی کہین ہی شادمانی کا
مزے لوٹین شب وصلت چلے ہم تم عدین خلوت مین — یہی کچھ لطف ہے ایجان ایام جوانی کا
بتان سنگدل کا دل نہین ہرگز پسیجے گا — نکلتا ہی کبھی پتھر سے قطرہ کوئی پانی کا
جو ڈرتا ہون تو ڈرتا ہون تری غصے کی نظر و سے — جو سائل ہون تو سائل ہون نگاہِ مہربانی کا
مثالِ دانۂ تسبیح وہ گردش مین رہتا ہے — جو دانا ہو کے کرتا ہے تکبر نکتہ دانی کا
ہر کستا ہون فرقتمین یہی کستا ہون فرقتمین — دل ناداں برا ہو جائے تجھ پہ الفت کربانی کا
مری احباب کہتے ہین یہ میری دیکھکر صورت — کیا کیا ہائے تو نے حال اپنی نوجوانی کا
ذرا مضمون ہزارون ہین افق لینے خزانہ مین — نہین ہی آجکل لیکن زمانہ قدر دانی کا

جناب محمد یوسف علیخان صاحب یوسف از روپڑ ضلع انبالہ

سماجب یاد آتا ہی بڑھاپے مین جوانی کا — یہی کہکر مین روتا ہون برا ہو ناتوانی کا

جناب ڈاکٹر محمد قاسم خان صاحب خضر تلمیذ جناب فایز بنارسی

محبت مین نیا پایا لطف ہمنے زندگانی کا — مصیبت مین اذیت مین کٹا موسم جوانی کا
کہا تو خضر نے تجھسے مگر وہ سُنکے بگڑینگے — نکرنا اونسے قاصد ذکر پیغام زبانی کا

جناب لالہ برہما دین صاحب نالان طالب العلم تلمیذ جناب موج برراجپوری

بنا توڑا گلے کا ہیرے جھیلا سیر سجانی کا — یہ دیکھا تھی تماشا ہمدمو اس ناتوانی کا

جناب حیدر خان صاحب حیدر ملازم تحصیل شیوراج پور

دکھا کر لال لال آنکھین مجھی بھی صحبت سے ایساقی — ندے تو بزم مین ساغر شراب ارغوانی کا

جناب شیخ عبد الرزاق صاحب یتیم متوطن قصبہ دیوہہ ضلع کانپور

ٹھہرنا خوش نہین آتا ہی ہمکو دارِ فانی کا — ارادہ ہر گھڑی رکھتے ہین ملکِ جاودانی کا
بیک گل گلستان مین وہی دلریش ہوجاتی — جو غنچہ دیکھلے عالم تری غنچہ دہانے کا
یتیم خستہ تو دل دیکے کیون غمگین رہتا ہی — تجھے ملجائیگا تجکو نتیجہ جانفشانی کا

جناب محمد عماد الدین صاحب مایل امروہوی از نرسنگ پور

خدا کی سامنے کھلجائیگا سب حال اے ظالم — ترے اس جورِ بیجا کا ہمارے بے زبانی کا
شہادت سے رکھا محروم تیر سخت جانی نے — نزاکت نے کیا بدنام تیغ اصفہانی کا

جناب حاجی امیر تجمل حسین صاحب تجمل چشتی النظامی الفخری جلال پوری وارد حال بمبئی شاگرد جناب حافظ محمد نثار احمد خانصاحب تائب شاہجہانپوری

نہین آتا ہی باور مجکو قاصد کی زبانی کا
کہ ہوتا ہی وہان سامان میری میہمانی کا

رقیبون نے ہی بہونکا کا نہین کچھ جھوٹ سچ شاید
سبب کھلتا نہین کچھ یار تیری بدگمانی کا

خفا تھے کسلئے کل یہ تو تبلا دیجئے پہلے
سبب کیا آج ہی اسنے یار اتنی مہربانی کا

شب ہجران ہی یا مین ہون دیا اختر شماری کی
نہین ہی سننے والا کوئی بھی میری کہانی کا

ہوئی جاتی ہی رنگت زرد ہجر یار مین ایسی
تحمل ہے چھپانا سخت مشکل زعفرانی کا

جناب سید محمد نثار علی صاحب ہنر ہیڈ محرر اسٹیشن جہانگیرآباد ضلع بلندشہر

ہوا کشتہ خدایا کسکے مین جادو بیانی کا
بنا چور نگ یارب کسکے تیغ خونفشانی کا

وفور حسن پر اتنی شوخی کیون نازان ہی تو اتنا
سرائے چند روزہ نام ہی اس دار فانی کا

کھینچے جب ابروئے خمدار جانان پر بل آتا ہی
سنایا کرتا ہون قصہ اونہین شمشیر خانی کا

جناب محمود حسن صاحب مایل سہارنپوری تلمیذ جناب لرزان سنسارپوری

کسیکے گیسوئے پر پیچ کا سودا جو سر مین ہے
ہی دل پابند زنجیر بلائے ناگہانی کا

نہین سنتا کوئی اب داستان فرہاد و مجنون کی
ہی قصہ چار سو پھیلا ہوا میری کہانی کا

تڑپتے ہی تڑپتے ہجر کی شب ہوگئے آخر
لبون تک بھی نہ آیا دم برا ہو سخت جانی کا

جناب رحیم بخش صاحب رحیم از جہانگیرآباد ضلع بلندشہر

تری تعظیم کی خاطر نہین طاقت ہی اوٹھنے کی
برا ہونا توانی کا برا ہونا توانی کا

یہ سنگین دل کسیکے آشنا ہوتے نہین دیکھے
بھروسا ان بتون سے رکھ نہ اے دل مہربانی کا

جناب پیاری لعل صاحب پیاری از آوجین

بسان اشک جس جا گر پڑا اوٹھا نہین جاتا
برا ہونا توانی کا برا ہونا توانی کا

نکر اتنا تکبر حسن بے بنیاد پر پیارے
ہوا کا ایک جھوکا ہے یہ عالم نوجوانی کا

جناب محمد یوسف علی صاحب بسمل ہیڈ ماسٹر مشن اسکول اوناؤ

کیا زخمی کسے پردہ نشین کی تیغ ابرو نے
بیان کرتا نہین ہون اسلئے درد نہانی کا

جناب سید سخاوت علی صاحب اسیر کوڑوی تلمیذ جناب بسمل

مزار شمع تک روشن نہین ہی جنکے تربت پر
پتہ کافی یہی ہی بے نشانو نکے نشانی کا۔

جناب منشی محمد نجیب الدین صاحب نجیب محرر روبکاری حضور والی ریاست کوروائی

تصور دل مین ہی ساقی تری جوشش جوانی کا ۔۔۔ نشہ رہتا ہی آنکھون مین شراب ارغوانی کا
دکھادی رخ تو یان بیتن نہین سننے کا خوگر ہون ۔۔۔ بسانِ حضرتِ موسیٰ صدائے لن ترانی کا
کیا کرتا ہے آکر غسل آہمین وہ بتِ ہندو ۔۔۔ بڑہا ہی اس سبب سے مرتبہ گنگا کے پانی کا
ہون پیجان کھلکر آنکھو ہے تلخ کامی سے ۔۔۔ چکھادے پھل کوئی سفاک تیغ اصفہانی کا
نجیب الدین کو امید بخشش کیا قیامت مین ۔۔۔ بھروسے ہے فقط مولا تمہاری مہربانی کا

جناب محمود حسین صاحب بینظیر سلطانپوری

عبث مغرور کیون ہوتے ہو تم حسن دو روزہ پر ۔۔۔ رہیگا کیا ہے عالم ہمیشہ نوجوانی کا

جناب محمد اکرم خانصاحب اکرم از بڑوانی

سراپا جل کے سمجھے جانا مگر نہ سر نہ اف کرنا ۔۔۔ پڑہایا شمع کو مینے سبق یہ بے زبانی کا
نہین معلوم خط مین کیا لکہا ہو جو سر وحشت مین ۔۔۔ بھر دیا ہے فقط قاصد کی تقریر زبانی کا

جناب محمد عبد الحبیب صاحب حبیب جلال آبادی وارد کوہ شملہ

اوڑایا طرز ابرو نے تری چینگیز خانی کا ۔۔۔ نیا ڈھب یاد ہی ظالم تجھے ایذا رسانی کا
عشق شعلہ رویان نے لگائی آگ ہے دل مین ۔۔۔ خدا سے ہوگا فریادی دھوان سوزِ نہانی کا

جناب نواب علی صاحب فائق اوناوی

جلا ہون اسقدر مین آتشِ ہجر غم بت سے ۔۔۔ کوئی احوال تو پوچھے مرے سوزِ نہانی کا
زبان میری بھی ہی کچھ مین بھی کہہ بیٹھونگا آخر کو ۔۔۔ خدا کیواسطے چھوڑ دیہ شیوہ بد زبانی کا

جناب رشید احمد صاحب رشید تلمیذ جناب واجد متوطن تہانہ بھون

ارے او چرخِ نا انصاف دشمن یون رہی شادان ۔۔۔ فقط اک مین ہی مورد ہون بلائے آسمانی کا
کلیجے کو جلایا دلکو پھونکا خاک کر ڈالا ۔۔۔ ابھی کچھ ٹھکانا ہی ہی اس سوزِ نہانی کا
اوڑایا ہی کسی بت کا یہ اندازِ ستمگاری ۔۔۔ فلک تہا کب سلیقہ تجکو یہ ایذا رسانی کا

جناب سید عابد علی صاحب مسکین معافیدار قصبہ ہلور ضلع بستی

ہوا ہون ناتوان ایسا تری فرقت مین اے ساقی ۔۔۔ پیالہ تک نہین اوٹھتا ہے جام ارغوانی کا

جناب سید محمد تقی صاحب تقی صنلعدار کورٹ دہنیانوان ضلع پرتاب گڈھ

مجھے تم کوس لو کچھ غم نہین بس رنج اتنا ہے ۔۔۔ نہو جائے کہین شہرہ تمہاری بد زبانی کا

گلدستہ ناز یہ پرچہ محبت کا خوشنما آئینہ یکم اپریل ۱۸۹۹ء سے جاری ہوگا اسکا جلد ابند اسکی شوخی و شرارت قابل دید ہوگی طرح جسمین جلد غزلین آنا چاہیے آمدہ اب چمن مین گل نونہال یکی نہال قافیہ کی ردیف
المشتہر چودھری [illegible] تعلقہ دار بانگرمئو ضلع اناؤ۔

جناب میر معشوق حسین عرف عبد الصمد صاحب افسر کاکوروی ماسٹر مشن سکول اوناؤ

حسد اعدا کو ہو کیونکر نہ میری خوشبیانی کا ۔ کہ میری طبع میں عالم ہے دریا کی روانی کا

کسی پردہ نشین کی آتش فرقت میں جلتا ہوں ۔ مدادا غیر ممکن ہے مرے سوز نہانی کا

بڑی مشکل ہوئی اب جیتے بھی ہم جا نہیں سکتے ۔ ملا عہدہ رقیب رو سیہ کو پاسبانی کا

نفس کے آمد و شد بھی بڑی مشکل سے ہوتی ہے ۔ یہانتک حال پہونچا ہے ہماری ناتوانی کا

بچاؤں دل کہاں تک اپنا دلبر سے میں اے افسر ۔ کہ اوسکی ہر ادا میں ڈھنگ ہے اک دلستانی کا

جناب سید لطف علی صاحب رمق متوطن ترزوا ضلع فرخ آباد دہلی

یہی عالم رہا غم میں جو انکو نکی روانی کا ۔ کسی دن خلق میں آجائیگا طوفان پانی کا

چمن میں بلبلو کیون پھول مرجھاتے ہیں غیرت سے ۔ ہوا ہے تذکرہ اوس گل کی کیا غنچہ دہانی کا

ہر اک زخم جگر جو صورت خورشید زرین ہے ۔ سمجھا ہے خنجر سفاک کیا سونے کے پانی کا

کبھی یاد بتان دل میں کبھی ذکر خدا لب پر ۔ کبھی زنار کا مائل کبھی تسبیح خوانی کا

سبکدوشی عطا ہو حشر میں یا شافع محشر ۔ رمق کے سر سے اوترے بوجھ عصیاں کی گرانی کا

جناب سردار خان صاحب فارس سوداگر ریاست دھول پور

چرائی آنکھ قاتل نے برا ہے سخت جانی کا ۔ ستم ہے پھر گیا منہ آج تیغ صفہانی کا

ہوا جو کاتب تقدیر نے لکھا مقدر میں ۔ نہ شکوہ اونسے کچھ ہمکو نہ جور آسمانی کا

کبھی وہ خوش ہمیں کرتے ہیں گہہ ناشاد کرتے ہیں ۔ نہ غصہ کا ٹھکانا ہے نہ اونکی مہربانی کا

جناب مولوی سید واجد حسین صاحب واجد مدرس ہلور ضلع بستی

نشیلی آنکھ قہر آلود نے تیرے کیا بسمل ۔ نہ میں خنجر کا مارا ہوں نہ تیغ اصفہانی کا

کرو زندہ لب جان بخش کا بوسہ ہمیں پھر ۔ رہونگا عمر بھر مشکور میں اس مہربانی کا

پریرو لو نکا دل قابو میں فوراً لیے ہی آتے ہے ۔ عجب انداز ہے واجد تری جادو بیانی کا

جناب حافظ حضرت نور صاحب نور رامپوری وارد بھیڑی تلمیذ جناب مقیم

کہاں یہ داغ فرقت زندگی بھر سمجھو کافی ہے ۔ دم رخصت جو میں سائل ہوا اونسے نشانی کا

تمنا ہے گدائی کوئی جانان کی میسر ہو ۔ نہ خواہش مجکو دولت کی نہ طالب حکمرانی کا

عیادت کو جو آئے بھی تو لیکر ساتھ غیرو نکو ۔ ادا اچھا کیا حق تم نے میری جانفشانی کا

فلک سب جسکو کہتے ہیں دھواں ہے میری آہونکا ۔ جہنم اک شرارہ ہے مرے سوز نہانی کا

عالیجناب معلی القاب راجہ شیو پرشاد صاحب رہبر رئیس شاہ گڈھ

نہین کچھ کم ہمارے دیدۂ تر دو سمندر سے
نہین گر ابر کے بارش ہی تو کیا تھوڑا ہی پانی کا

کوئی بیٹھا ہوا اندر کلیجہ جیسے ملتا ہو
بہت صدمہ ہی رہبر دلپہ ہجر یار جانی کا

جناب محمد صدیق صاحب صدیق سہارنپوری تلمیذ جناب غریب سہارنپوری

جو عرض حال دل اونسے مین کرتا ہون تو کہتے ہین
نکر بکواس کسکو شوق ہی قصے کہانی کا

اوٹھاتے ہو ہمین غیرونکو پہلو مین بٹھاتے ہو
سمجھ کے صدقے قایل ہون تمہاری قدردانی کا

جو صورت ہو تو ایسی ہو جو نقشہ ہو تو ایسا ہو
تری تصویر نے توڑا قلم بہزاد و مانی کا

مین وہ برگشتہ طالع ہون اگر مرنیکی خواہش ہو
اثر ہو زہر کے پانی مین آب زندگانی کا

تمہاری دوستی مین دشمنی کا کوئی پہلو ہے
عنایت کیون ہوئی مجھپر سبب کیا مہربانی کا

جناب محمد اللہ خان صاحب حمید از اورنگ آباد ضلع گیا

مثل ہی چاردنکی چاندنی مشہور عالم مین
غرور اتنا نکر اے بے حسین ڈھلتی جوانی کا

پسینہ آگیا رخ پر کلائی دکھ گئے اونکی
برا ہو سخت جانی کا برا ہو سخت جانی کا

خدا کے فضل سے آفتین تو جھیل ڈالی ہین
بس اب کھٹکا لگا ہے ایک مرگ ناگہانی کا

رکھو تم لاکھ پردونمین مگر ہم دیکھ ہی لینگے
چھپائے سے کہین چھپتا ہی جوبن نوجوانی کا

نکلجائیگی اکدن دیکھ لینا جان عاشق کی
برا ہوتا ہی صدمہ سوز غمہائے نہانی کا

بتان سنگدل سے منہ کو موڑا اور یاد خالق کر
بھروسا کچھ نہین ہی اے حمید اس زندگانی کا

جناب سید شبیر علی صاحب شفق متوطن تروا ضلع فرخ آباد

نزاکت سے لگایا ہاتھ تم تیغ اصفہانی کا
عبث قاتل کو شکوہ ہی ہماری سخت جانی کا

تمہین کس آسرے پر نقد دل کو ہاتھ سے دیدین
کبھی چھلا بھی تم دیتے نہین اپنی نشانی کا

تبسم کیا تکلم کیا ادا کیا ناز و غمزہ کیا
شفق کے دل پہ ہی پر اک کو دعویٰ دلستانی کا

جناب ہیرالال صاحب ہیرا متوطن قصبہ بدنیرہ

نصیحت کیا سنون مین ناصحونکی ہوش کسکو ہے
چڑھا ہے آج کل پیر مغان نشہ جوانی کا

شب فرقت مین ہیرا آہ بھی کرتے نہین بنتا
برا ہو ناتوانی کا برا ہو ناتوانی کا

جناب غلام اکبر خانصاحب اکبر از کوڑیا نوان ضلع سلطانپور

مین اسے پردہ نشین اس خوف سے نالہ نہین کرتا
نہ پردہ فاش ہو دی الفت راز نہانی کا

خاکسار بھگو خان رحیمؔ مہتمم پیام عاشق

یہ وقت نزع ہے تشنہ ہوں مین خنجر کے پانی کا
مجھا دے پیاس قاتل وقت ہے یہ مہربانی کا

کمر کی پوچھو تو چاندی ہے عدو کی اے مہ انور
دم رخصت دیا تمنے اوسے چھلا نشانی کا

نکالین [illegible] عجب حسرت بھری پڑتی ہین نیناں کی
یہ ہے کس نوک اور کس آن پر جوبن جوانی کا

وہ چھپ سکتے ہین کیا جو جیتے ظاہر ہونیوالی ہے
دو پٹہ سے بہہ آتا ہے نظر جوبن جوانی کا

یہ جیسی بھولی صورت ہے تو سیکھو ویسے باتین بھی
گلی کوچہ مین شہرہ ہے تمہاری بدزبانی کا

خدا جانے ہماری ستیان بھی ہین کس آفت کی
اٹھایا [illegible] سب زور [illegible] کا

نہ سمجھے گا دل [illegible] تیرے تیر مژگان کی
بہت [illegible] نوک کی لیگا یہہ جوبن [illegible] جوانی کا

نہ اس سختی سے باندھو بند کیسے سخت ہو [illegible]
بہت تنگ ہو گیا محرم مین جوبن نوجوانی کا

منالو اپنے روٹھے کو گلے مین ڈالدو باہین
رحیمؔ خستہ دل ہے منتظر اس مہربانی کا

کلام عورات

بی امراؤ جان دلبر طوائف متوطن اوناؤ مقیم کانپور

اوٹھالین لطف دو دن تو جہانگیر نوجوانی کا
بھروسا کیا ہے اے جان جہان اس زندگانی کا

رہے لب پر سخن ہر دم نہ کیونکر لنترانی کا
ابھی نام خدا اون بت پہ ہے عالم جوانی کا

بھلا آتے ہین اب وہ بے طلب اکثر مرے گھر مین
ادا کیونکر کرون مین شکر اون کی مہربانی کا

سنا دینگے اسے حیلہ سے اپنے سرگذشت اونکو
ملا گر خوبی قسمت سے موقع قصہ خوانی کا

نہ کی گر پیاس آب خنجر خونریز قاتل سے
دہان زخم پھر شاکی نہوتا تشنہ دہانی کا

کیا تحریر خط لیکن نہ قاصد کو دیا ہمنے
رہا سب حوصلہ دلمین برا ہو بدگمانی کا

وہ سایہ سے بھی اپنے جھجکتے ہین مگر شک سے
یہ عالم ہے مرے جانب سے اون کی بدگمانی کا

نغمہ بلبل باغ فصاحت ہے یہ اے دلبر
حسد ہو ہمصفیرونکو نکیونکر خوش بیانی کا

بی سلونی جان دلبر طوائف از رائے بریلی

[illegible] انکا غم چلے ساغر شراب ارغوانی کا
یہی ہے لطف ساقی چند روزہ زندگانی کا

[illegible] وزہ حکن پر دعوے عبث ہے لنترانی کا
بت تو قایم نہین رہنے کا یہ عالم جوانی کا

لہا داغ جگر کافی ہے تجکو یاد کرنے کو
دم رخصت جو مین طالب ہوا اونسے نشانی کا

بہلا سوز و گداز اتنا تہا کب بلبل کے نالونمین
اوڑایا اونسے کچہ طرز میری نوحہ خوانی کا

تڑپ جاتا ہون مین فرقت کے شب جب یاد کرتا ہون
کسیکے بھولی بھولی شکل اور عالم جوانی کا

بوقت نزع بھی صورت نہ دکھلائی ستمگر نے
نتیجہ خوب پایا ہمنے اپنی جانفشانی کا

شب فرقت مین دم کا توڑنا بھی ہوگیا مشکل
برا ہو ناتوانی کا برا ہو ناتوانی کا

تاسف ہوگا پیری مین بہت عمر گذشتہ پر
نہین کچھ سوجھتا جبتک ہے یہ عالم جوانی کا

وہ سو جاتے ہین کیونکر حال دل ظاہر کرون دلبر
مزا آتا ہے قصہ مین مرے اونکو کہانی کا

کلام غیر طرح

جناب صبا شاگرد جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

ہوئی میرے نالون کی تاثیر اولٹی
نہ تدبیر سوجھی یہ تقدیر اولٹی

خطا پر وہ دیتے ہین تعذیر اولٹی
گلو پر چلاتے ہین شمشیر اولٹی

دم قتل کیون غیر کا نام آیا
سکھاتی ہے کسنے یہ تکبیر اولٹی

تمہین مینے دیکھا عدو کی بغل مین
مری خواب کی کہہ دو تعبیر اولٹی

وہ مجھسے کھنچاوٹ عدو سے لگاوٹ
وہ ہر بات پر اون کی تقریر اولٹی

وہ میرے سوالون پہ انکار ہر دم
وہ خط کے جوابون کی تحریر اولٹی

مگر اون کو اولٹا مین الزام دون کیا
صبا کچھ ہے میری ہے تقدیر اولٹی

جناب منشی عبد الغنی صاحب غنی از ریاست ٹونک

کہنے مین دل کی ہو نہ مرے اختیار مین
پھر موت کیونکر آئے شب انتظار مین

آنکھین دکھائین آکے نہ حورین مزار مین
مارا پڑا محبت چشمان یار مین

وہ شوخ درکنار یہان موت بھی نہ آئے
پل بھر لگی نہ آنکھ شب انتظار مین

یہ حال اب ہے عاشق گیسو کی زیست کا
اولجھا ہوا ہے تار نفس جسم زار مین

جس سے ملائی آنکھ مسخر کیا اوسے
جادو بھرا ہے کیا نگہہ شرمسار مین

اب بھی غضب ہے وعدہ وصلت جو بھول جائے
ہمنے گرہ لگائی ہے دامان یار مین

گردش کا چشم یار کے آیا ہے جب خیال
بس بس گیا ہے شوق دل بیقرار مین

بعد فنا بھی چرخ نے مٹی خراب کی
خاک عدو ملائی ہمارے غبار مین

خوبان بیوفا ہی کو دیدیتے اے غنی
ہوتی جو کچھ بھی جنس وفا اختیار مین

[illegible] | مضمون عاشقانہ | دل [illegible]

نامہ

[illegible] ستان رعنائی — تو نہال [illegible]
حال [illegible] ان پر نظر بھی ہے — مر گئے جیتون کی کچھ خبر بھی ہے
جب تو مجھ سے یہان جدا ہو گا — بھولے سے بھی نہ یاد میری آئے
تو وہان عیش مین ہو شام و سحر — مین یہان پتھرون سے پھوڑون سر
جینا اب ہجر مین وبال ہوا — کیا کہون مین جو میرا احوال ہوا
رات دن خون دل کا پیتا ہون — مین نہ مرتا ہون اور نہ جیتا ہون
[illegible] فریاد آہ و زاری ہے — دونون آنکھون سے اشکباری ہے
جب مزے لگے یاد آتے ہین — اور دکھ دل کو بس دکھاتے ہین
کیسی وہ صحبتین تھین روز و شب — دن گذرتے تھے با نشاط و طرب
وہ کبھی سیر باغ کو جانا — اور خوش خوش وہان سے پھر آنا
بیٹھنا پھر وہ بزم مین آکر — اور چلنا وہ شیشہ و ساغر
ہونٹ مین کترا کے [illegible] — گرنا مائل پر اپنے سو سو بار
سینہ و سینہ سے دبائے ہوئے — اور لب سے وہ لب ملائے ہوئے
کیسے سوتے تھے ہائے شام و سحر — ہوتی تھی کس مزے مین عمر بسر
کیا یکایک یہ انقلاب ہوا — وہ مزا سب خیال و خواب ہوا
یہ مزے جب کہ یاد کرتا ہون — ہو کے بیخود زمین پہ پڑتا ہون
ہوش مین آکے نالہ کرتا ہون — گاہ جیتا ہون گاہ مرتا ہون
دن اگر ہے تو بیقراری ہے — رات گر ہے تو آہ و زاری ہے
اس طرح عمر کاٹنا مجھکو — ہجر مین تیرے او بت دلجو
بس کر اب جور ظلم سے باز آ — ورنہ اک دن مین جان سے گذرا
کام فرما کہ مہربانی کو — جانے دو اپنی لنترانی کو
رحم کچھ میرے حال پر کیجے — اب تغافل نہ اسقدر کیجے
اور کیا نامہ مین لکھے بیکس — تم سلامت رہو ہزار برس

لطائف و ظرائف

مصنوعی کمیٹی

ایک لالہ صاحب بھاری توند سیاہ رنگ چیچک رو نمک وغیرہ فروخت کیا کرتے تھے اونکا نام ایک کمیٹی مین لکھا گیا تو مارے خوشی کے بدن مین پھولے نہ سمائے رات ہی مین حجام کو بلوایا حجامت بنواکر تیار ہو گئے صبح کے وقت منتظر بیٹھے ہی تھے کہ چپراسی بلانے آیا جھٹ دوکان بند کرکے کمیٹی تشریف لیگئے جب واپس آئے تو عورت لڑکون نے گھیرا کہ لالہ کمیٹی کیسی ہوتی ہی ہمکو بھی بتادو۔ لالہ نے کہا کہ اچھا لو ہم اوسکی نقل دکھاتے ہین فوراً ایک مٹکا منگوا کر اوسپر ایک چھاج رکھا اور اوسکو دھوتی سے ڈھانک بجائے میز کے قرار دیا اور چار پانچ گھڑے اولٹے رکھکر بجائے کرسیون کے رکھدئے اور عورت اور لڑکون سے کہا کہ تم ایک ایک مٹکو نپر بیٹھ جاؤ اور ہمسے کہو کہ ہمکو فلان چیز دیدو (عورت) مجکو ایک لہنگا بنوا دو کیونکہ میرا لہنگا آگے سے پھٹ گیا ہی لالہ صاحب (یعنی ممبر کمیٹی) آجکل بجٹ مین روپیہ نہین ہی (لڑکی) مجکو ایک اوڑھنی بنوا دو (لالہ ممبر کمیٹی) بکوست بجٹ مین روپیہ نہین ہی۔ (چھوٹا لڑکا) لالہ مجکو چھدام کے چنے منگوا دو بھوک لگی ہی۔ (لالہ صاحب) منظور ہے منظور ہے :-

رموز عاشقان عاشق بدانند

نوجوان عیاشونکی رمز کوئی کیا سمجھے کچھ تو سب سے چور نڈیون سے چلبین بھرنے لگتے ہین کچھ کوئی تو بات ہی

جوروئیان سیدھی کیا کرتے ہین جہان کسی چلبلی رنڈی کو
دیکھا اور چیز چشو ہو بیٹھے - جورو شریفہ بیٹھی ہین جہان
مان باپ پر لعنت - بھائی بند عزیز و آشنا کے
ایسی تیسی باپ جو کچھ ہین وہ بی صاحب ہین لاکھ
دلتین ہون سب گوارا ہزار بہانا سیان ہون
سب منظور لیکن کسے فقیر ہین وصل کے اشتیاق
مین ہستی سا سشادینا کیا چیز گھر بار ہے نہ ہے
کیا پروا - انکی رفیق ہی جانین یا وہ بی صاحب جنہون نے
لگاوٹ یا نگاہون سے دل مین جھپٹ کر میان کو
الو بنا رکھا ہے - ایکصاحب اپنی معشوقہ کو نامہ لکھتے
ہین - افسوس یار فراق مین دب گیا گھل گیا دم گھٹا
جاتا ہے خلاصہ یہ ہے ع

فرقت مین ترے گھل گیا سارا تن لاغر - ہے ہجر مین خواہر
دل لگی کیا کیون ہے مرا حال یہ ابتر - ہے ہجر میری خواہر

وہ جواب مین لکھتے ہین - ہائی میرے دل مین رنج و الم کا
وہ ہجوم ہے کہ کہین تل رکھنے کو جگہ نہین مختصر یہ ع

میرے میٹھا کی منہ نوچ کے کہتے ہین عزیزن - ہے ہجر کے میرن
مین مر رہی ہون تیری محبت مین اے میرن - ہے ہجر کے میرن

(پیام عاشق) خواہر اور میرن پیارے الفاظ
سمجھکر شاید دونون نے لکھے ہین ۔

کچھ بھی ہو ہم کیا کرین ہم کیا کرین

غریب شریف اپنی شرافت کیا کرین -
شہد لگا کر چاٹین یا بذریعہ منی آرڈر برادری
مین بانٹین ۔
کیونکہ شرافت اس زمانہ مین کچھ کام نہین دیتی -
مفلس بیکار دلاور کیا کرین -
انکی بقرعید مین قربانی کردین یا رجسٹر بدمعاشان
کرادین تاکہ پولیس تو نگرانی کرے ۔
کیونکہ خود بھوکون مرتے ہین انہین کہانے کو
کہان سے دین ۔
توبہ شکن کیا کرین -
توڑین اور جائین پھر توڑین اور جائین -
کیونکہ آگے چور دلی توبہ اسیطرح قبول ہوتی تھی -
ٹڈی پانس غیر ملازم کیا کرین -
اپنی قسمت پر نادم ہون اور منہ پر ایکطرف کالک
ایکطرف چونا لگا کر جلا وطن ہو جائین - کیونکہ
ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
کسبی کیا کرے -
نرخ ارزان کر دے -
کیونکہ اس گرانی مین کوئی سستے تو
سستی ہو ۔
بندوبست کے تخفیف شدہ کیا کرین -
ماتا کی بھیک مانگین -
کیونکہ بیکار سے بیگار بھلی -
ہم کیا کرین -
دنیا سے قطع تعلق کر کے بڑی مسجد مین بیٹھ رہین اللہ
اللہ کیا کرین کیونکہ جو ہونا تھا ہو لیا - مرنا باقی ہے تو
اوسکے گھر جا کر کیون نہ مرین ۔

(بچپن) تونے میرے کچھ قدر نہ کی تونے کھیل کود مین مجکو ستیاناس کردیا وہ تلون مزاجی وہ انتہا کی ضد وہ دوڑ دھوپ مین لگا رہنا وہ سیرو تماشے کا شوق یاد ہی رہائے اب تو مجکو کبھی نپائے گا۔

(شباب) او بڈھے مین تیرا قوت بازو تھا تونے خواب غفلت مین مجکو ہاتھ سے کھودیا وہ غرور وہ قہقہے وہ بد مستی وہ رندونکی صحبت وہ دیدبازی کا لپکا یاد ہے افسوس اب مین تیرے ہاتھ کبھی نہ لگونگا۔

لطیفہ

ایک مراسی اپنی کتیا کو پکڑے ہوئے بازار مین جارہا تھا کسی مسخرے نے کہدیا کہ ارے تو کتیا کا کیا لیوے گا۔ مراسی نے جوابدیا کہ تو کتیا کا کیا دیوے گا۔

کون کہتا ہے حسینونکا دوالا نکلا
زلف کو اونکے ٹٹولا تھا کہ کالا نکلا

بھیاجی۔ بندگی۔ کہئے بولتا کچھ ہے۔ یا کال کر گیا۔؟ لاحول ولا یہ کیا بول چال۔ کال کمبخت کا نام ہے۔ کہین ہمارے لالہ صاحب کے توند پر تو ہاتھ نہین پھیر دیا۔ بھئے کال کا نام کیون لیتے ہو مینھ کی دعا مین مانگو کہ سولپاٹ ستی کہین ہان خیر یہ تو بتائے کہ حضرت ہین کون؟ جناب مین یہانسے وہانتک مشہور ہون حضرت کا نام؟ حضور نام تو مالک کا ہے مگر مجھے ململ پرشاد کہتے ہین! خوب۔ کہئے زمانہ کا کیا رنگ ہے؟ بس کچھ نہ پوچھئے نہین قبلہ نکلگیا۔ گنگا جی کسون نکل گیا۔ دہرم کی سوگند نکل گیا۔ ہوش بہوش۔ کیا نکلگیا۔ نظیر جان کا پیٹ؟ عاشق کا دل؟ پولیس کا نام؟ مارے خوف کے سقے کا دم۔؟

پھر صاحب کا کسی چار پیسے مطلب - نہیں صاحب نکلگیا پھر وہی - بلاؤن کنسٹبل کو! جی نہین بتاے دیتا ہون؟ تھوڑی دیر گئے تھی کھاتہ سامنے رکھدیجئے لو سنتے جاؤ - ہمارے شہر مین کئی مہاجنون کا دوالا نکلگیا - توبہ توبہ - تم بھلے مانس ہو یا سیٹھ جی کے بائین - چھٹانک بھر بھیجا کھا کے بولے تو وہ رتی بھر ٹھین - بیٹے تو بتاتے جاؤ کہ سیٹھ جی کے ساتھ سیٹھانی جی کا تو نہین نکلگیا - ؟ نہین حضور سیٹھانی جی تو مہینے پہلے فارغ ہو چکی ہین - ؟ سیٹھ جی بھی یونتو ہر سال نیو بارہ کرتے رہے مگر سنہ ۱۹ء کے شروع ہوتے ہی تین کانے ہاتھ مین رہگئے - بھلا فضولخرچیونکا کچھ ٹھکانا ہے کہ بلا ناغہ دھیلے روز کی پکوڑیان کھا جانے - ڈکار تک نہ لی - دوالا نہ نکلتا تو کیا ہوتا - پھر چار روز کی سولیان ترکاری کو گہر مین گئین - چھٹے مہینے دھوتی بدلنی پڑی - برسوین دن پیتل کی نئی لٹیا خریدی - سات کوڑی روز کے چنے کوڑی بھر بچون مین صرف ہوئے - غرضکہ ہر طرف سے خرچ ہی کی بھرمار رہی - آمد ایک پائی کی نہین - تھیلیونکو جو ہاتھ لگائے سو پائی - جڑ سے گل کر گر پڑے - سیٹھانی جی کا چرخہ سلامت رہے کہ بال بچونکا پیٹ پل جاتا ہے - سیٹھ جی لاٹھ بنے بیٹھے ہین - ورنہ پہلے ہی کیا رکھا تھا - سوت نہ کپاس - ہان دوسرے مہاجن کا دوالا ہنوز بالکل نہین نکلا بلکہ نسل بڑہانیکے لئے دوالی کو ڈھونڈنے گیا ہے - سچ تو یہ ہے کہ دوالا بھی ہٹ دھرم لوگونکے لئے روزگار کا سستا لٹکا ہے کہ جب جی چاہا لٹیا ڈوری لے بوریا بدھنا سنبھال تیتر اولٹ دیا - اور دھوتیا سے منہ پونچھ چلتے بنے -

راقم - لٹرگشت خان ج ۱۱ -

لطیفہ

کسی شاعر کا ایک لڑکا بھی شاعر تھا - باپ کا تخلص ناشاد اور بیٹے کا تخلص شاد تھا - باپ نے لڑکے پر کسی قسم کی نالش کی - سمن شاد کے نام آیا تو آپ اوسکی تعمیل نہ کر سکے کہتے ہین کہ نافہمی سے ناشاد نے کی شاد پہ نالش ہو دانا بھی کہین کرتے ہین اولاد پہ نالش ہو -

راقم - جیگوپال سنگہ از جوندھرے -

خدا کرے کہ مزا انتظار کا نہ مٹے
مری سوال کا وہ دن جواب سو نہین

سوال - فضولخرچی کا نتیجہ کیا ہے -
جواب - محتاجی -
سوال - خدا کی یاد کب آتی ہے -
جواب - جب مصیبت پڑتی ہے -
سوال - فی زمانہ دوست کی قسم کے ہوتے ہین -
جواب - تین قسم کے -
(۱) خود غرض مطلب کے ساتھی -

(۲) ہان مین ہان ملانے والے۔

(۳) روپیہ کے آشنا۔

سوال۔ ذلیل وخوار کون ہوتا ہے۔

جواب۔ جو جھوٹ بولتا ہے۔

سوال۔ برا کیا ہے۔

جواب۔ اخبار کی قیمت دبانا بیکس کا دل دکھانا:۔

سوال۔ کس لڑکے سے لڑکی بھلی۔

جواب۔ جسنے شریف خاندان مین پیدا ہوکر اغلام کرایا۔

سوال۔ کسنے خاندان کا نام ڈبویا۔

جواب۔ جسنے رنڈیونکے پیچھے لات جوتہ کھاکر حرمت گنوائی:۔

سوال۔ کیا چیز زمانہ سے عنقا ہے۔

جواب۔ دوست صادق۔

سوال۔ ہماری دعا کیا ہے۔

جواب۔ پیام عاشق کی ترقی:۔

(راقم۔ اے۔ یس۔ کے۔ سلطانپوری)

لطیفہ

کوئی شخص بادشاہ وقت کے پاس لاکھ کی مالا لیکر گیا بادشاہ نے لاکھ روپیہ عطا فرمایا۔ وزیر نے کہا کہ حضور یہ مالا لاکھ کی ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ تب تو مینے بھی لاکھ روپیہ دیا:۔

چہ خوش گفت است فلٹن در ظریف
اُہو ہو ہوا ہا ہا ہا اہا ہا

آپ کون۔ آپ خود کون۔ الٰہی خیر تو آنکھین کیون نیلی پیلی کرتے ہو۔ آخر ہو کون: ہین کون آدمی تو نہین اور چاہے جو کچھ ہون۔ آدمی نہین کیا اونٹ ہو۔ اونٹ نہین تو کیا آدمی ہین۔ توبہ تو بلبلاتے کیون ہو یہ شتر غمزے۔ بلبلائین نہ تو لوگ اونٹ کیونکر کہین۔ ماشاء اللہ کیا دور کی کوڑی لاتے ہو اری میان قد کی درازی ہی تمہارے اونٹ ہونے پر گواہ ہے۔ اللہ اللہ یہ تمخل تعریف بھی کی تو آدھی دُم نہین دراز ہے گردن نہین دراز ہے آپ بند کرلی۔ ایصاحب کیا بند کرلی۔ عقل کی گٹھری اور کیا۔ کس مین بند کرلی۔ پتلون کی پاکٹ مین۔ ماشاء اللہ پتلونکا پاکٹ کیا خاصہ صندوقچہ ہے جی صندوقچہ نہین صندوقچی ہے۔ یون نہین کہتے کہ گرگری خانہ ہے۔ آدمی ہو کہ دیوانہ ہے اس گرگری خانہ مین کیا کوڑا کرکٹ بھرا ہے اسمین عرضیان ہین اتنے دیر بکوایا اب ایک عرضی کا ترجمہ کرو وہ ایک نہین نہ دو سہی۔ لیجئے یہ عرضی ہے۔

مسودہ عرضی بنام صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر

غریب پرور سلامت:۔

جو کہ فدوی خیر خواہ بلا اشتباہ سرکار ابد قرار کا ہے فدوی کے والد نے غدر کے ایام مین کوشش بہت بڑی کی تھی کہ باغیونکو فتح نہ ہانے دی اور چونکہ ایام ہونگی ناسا عدت تھی اپنا ارادہ کر کے رہگئے۔ پس فدوی ایک خیر خواہ

خدا کا بندہ زادہ ہی کسی محکمہ مین قلیل دفتر نوکری ملنا چاہئیے۔ خدا حضور کو کسی ملک مین ملک مسغلہ کرے صاحب بنو دعرض کرو اکہ آفتاب دولت چمکتا و تابان رہیو۔ قبلہ میرے سر کی قسم ایک ایک لفظ کا ترجمہ سنیے گا۔ لاحول ولا قوۃ اس معنی کی ایسی تیسی اور اسکے لکھنے والے کی ایسی تیسی اور ترجمہ کرنے والے کی ایسی تیسی۔ دعا جس شیم دور کتنی انوکھی ہے کہ خدا کسی ملک کا حضور کو ملک مسغلہ کرے۔ اور سنئے حضرت کے والد ماجد نے کہین بھنگ کی ترنگ مین سوچا تھا کہ غدر مین انگریزونکو مدد دین جب غدر ختم ہوا تو اسکا خیال بھی شامل دفتر گاؤ خورد ہو گیا اس بنا پر خیر خواہ غدر کے بندے زادے بن بیٹھے۔ واہ رے احمق :-

راقم :- لالہ بھائی از لکھنو :-

برعکس نہند نام زنگی کافور

بھئی ہندوستان بھی عجب ملک ہے کہ آدمی یہان جو بات کرتے ہین اولٹی۔ جو کام کرتے ہین بیفائدہ بھلا خیال تو کیجئے کہ یہ کیسا غضب ہے کام کچھ اور نام کچھ ذری ملاحظہ فرمائیے :-

خاکروب . . . . مہتر
حجام . . . . راجہ اور خلیفہ
کمہار . . . . پرجاپت - سقہ . . . . . . بہشتی

ایک خانصاحب کی داڑھی مین سفید بال نکلنے لگے ایک پرانے رفیق مدت کے بعد جو ملے تو کہا بھائی تمہارے تو سفید بال ہو چلے۔ حضرت فرماتے ہین جی مضائقہ نہین دل تو ویسا ہی سیاہ ہے :-

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ایکصاحب نے ایکصاحب سے پوچھا کہ کیون صاحب تم کیا کام کرتے ہو تو آپ کس خوش خلاقی سے فرماتے ہین کہ ہم وہ کام کرتے ہین جو سب سے آگی ہو۔ ارے بھئی کچھ کہو تو۔ اجی حضرت نہ پوچھئے۔ بھئے کچھ تو کہو نہین حضرت کچھ نہ پوچھئے یا اللہ نہ کہنے کا کیا سبب پھر کبھی دو دن بعد ہان ہان ارشاد فرمائیے۔ اچھا لیجئے سنئے اور سمجھئے لاٹ صاحب سے بھی آگے۔ آخر بتاؤ کیا ملکہ وکٹوریہ۔ نہین حضرت اونسے بھی آگے۔ پھر کیا ہفت اقلیم کے سلطان۔ اجی صاحب اونسے بھی آگے

تو ہیئے تمہین بتاؤ ہماری سمجھ مین نہین آتا۔ اچہا اچہا
سنئیے مین بتلائے دیتا ہون وہ جو ولایتی چکر مین گاڑی
کے آگے آگے ہٹی ہٹی کرکے دوڑتے ہین۔ ارے بہئی
کیا سائیس ہان ہان سبحان اللہ۔ لاحول ولاقوۃ:۔
راقم بے تکا ظریف۔ ق۔ ی لکہنوی۔
(پیام عاشق) واہ جناب خوب آگے کا مطلب
پیچہے نکالا:۔

انشاء اللہ

ایک شخص درہمون کی تہیلی بغل مین دباکر گدہا خریدنے
کو چلے راستہ مین قل آعوذئی دوست سے ملاقات ہوگئی
دوستنے پوچہا خیر تو ہی۔ اسطرح سر پر پاؤن رکہے
ہوئے کدہر کو بہاگے جاتے ہو۔ یہ بولا بازار جاتا
ہون۔ گدہا خرید ونگا۔ دوستنے کہا۔ مرد خدا انشاء
اللہ کا لفظ کہہ تو کہا ہوتا۔ یہ بولا صاحب گدہا نخاس مین
موجود درہم میری بغل مین موجود۔ انشاء اللہ کا
یہان کیا واسطہ قل آعوذئے نے سمجہا کہ یہ ماننے
والے آدمی نہین ناچار خاموش ہو رہا اور دونو
رخصت ہوگئے۔ گدہے کے خریدار صاحب جب
نخاس مین پہونچے تو معلوم ہوا کہ درہمون کی تہیلی
کو کوئی بدمعاش بغل سے اوڑا لیگیا۔ ناچار سر
پیٹتے وہانسے اولٹے گہر کو واپس پہرے راستہ
مین اتفاقاً پہر وہی قل آعوذ سے صاحب ملگئے
دوستنے پوچہا کیون گدہے کا سودا نہ بنا۔ یہ بیچارہ
درہمونکے غم مین پہلے ہی سے سوختہ دل تہا۔ بولا
کہ جی نہین انشاء اللہ اور بنتا کہانسے انشاء اللہ۔
جب گہر سے آپ ایسے منحوس سے دوچار ہوا تہا انشاء اللہ
درہم میرے سب کے سب چوری گئے۔ انشاء اللہ اور مین
گدہا خریدنے سے محروم رہگیا۔ انشاء اللہ سچ تو یہ ہے
کہ تم پر سو لعنت ہے۔ انشاء اللہ۔ جسکی ملاقات کی برکت
سے اس حالت کو پہونچا۔ انشاء اللہ۔ جاؤ تمہین شیطان
کو سونپا انشاء اللہ۔ ک۔ ل۔ مراد آباد

لطیفہ

دو آشنا ملکر سیر کو نکلے اور چلتے چلتے دریا کے کنارے پہونچے
تب ایک نے دوسرے سے کہا کہ بہائی تم یہان کہڑے رہو تو
مین جلد سے ایک غوطہ لگالون یہ کہکر اپنے پندرہ روپیہ
اوسے سپرد کر کپڑے کنارے پر رکہ جون ہی پانی مین گہسا
تو اوسنے چالاکی سے دہ روپیہ اپنے گہر بہیجدئے اسنے
پانی سے نکل کپڑے پہن روپیے مانگے وہ بولا کہ حساب
سُن لو اسنے کہا کہ دیجئے دیر نہین ہوئی حساب کیسا
غرض دونونسے تکرار ہونے لگی اور سو پچاس آدمی جمع ہوگئے
اون مین سے ایک نے روپیہ والے سے کہا کہ میان جہگڑا
کیون کرتا ہے حساب کیلئے نہین سُن لیتا اسنے
ہار مانکر کہا کہ اچہا فرمائیے وہ بولا جسوقت آپنے غوطہ
مارا مینے جانا ڈوب گئے پانچ روپیہ دیکر تمہارے گہر
خبر بہیجی اور جب نکلے تب اور پانچ روپیہ خوشی کے
خیرات مین دئے رہے پانچ روپیہ سو مینے اپنے گہر بہیجدئے
ہین اگر اون کا کچہ اندیشہ ہو تو مجہسے تمسک
لکہوالو۔ یہ دل نہ دل پہنے کی بات سُن وہ بیچارہ
بولا کہ بہلا صاحب بہر پائے:۔

اطلاع طرح

ماہ انگریزی مہینے کی ۲۰ یا ۲۵ تاریخ تک کل غزلین آنا چاہئے طرح جنوری (استقبال و عدو نرخ دشمن کو شمع کر ہو جائے) گھر وغیرہ قافیہ۔ طرح فروری (اتر ہو ملنے کی ہر دم آرزو ہے) گفتگو وغیرہ قافیہ) طرح مارچ (جادو ہے کہ اعجاز ہے نقش کف پا مین) وغیرہ قافیہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرع طرح پیام عاشق

(تمہین کچھ ہماری محبت نہین ہے)

جناب مولوی خلیل الدین احمد صاحب ناشی صدیقی ٹہری

جفا کی کچھ اے دل شکایت نہین ہے — کہ رحم ان حسینون کی عادت نہین ہے

تری زاہد و حور جنت نہین ہے — کہ رندون کیا ادھر دل کو رغبت نہین ہے

مبارک رہے غیر کو عیش خانہ — مرے گھر مین بھی غم کی قلت نہین ہے

نکلنے لگا دم ترے جاتے جاتے — مرا کوچ ہے تیری رخصت نہین ہے

بھڑکتے ہو رسم و رہ عاشقی سے — مگر عشقبازون کی صحبت نہین ہے

گھڑی دن ایک دن موت کی بیماری — تمہین کو تو آنے کی فرصت نہین ہے

نہ پینا کبھی مے کشو اس کے آگے — کہ زاہد کوئی نیک نیت نہین ہے

مقرر دل انکا کہین آگیا ہے — وہ چتون وہ رنگ طبیعت نہین ہے

کرے تو مرے سو بار ناوک کسی کا — نکلنے دے وہ لے وہ حسرت نہین ہے

کس امید پر سرو گلشن سے لپٹون — کسی گلبدن کی یہ قامت نہین ہے

مرے جنس دل میں رقیبونکا حصہ — حسینو یہ مال غنیمت نہین ہے

ٹھہر جائیے وعدہ نے تیرے یہ کافر — مجھے اعتبار طبیعت نہین ہے

کوئی پیار کی چتونون پر سنبھالے — ان آنکھون مین تل بھر مروت نہین ہے

لپٹ جاؤ بللہ سینے سے آکر تو — عدو کی طرح میری نیت نہین ہے

نہ بدظن ہوا اے شیخ عشق بتا مین — تجھے پاکبازون کی صحبت نہین ہے

گلہ کیا جو آصفی نے دامن کو پھاڑا — کہ دیوانے کی کچھ شکایت نہین ہے

جناب منشی بالکرشن صاحب قمر والیر ضلع شاہجہانپور متوطن گنج مراد آباد تلمیذ جناب امیر لکھنوی

کوئی کمیل عشق و محبت نہین ہے — خدا کی یہہ زاہد عبادت نہین ہے
گلہ ہے مقدر سے اپنے سراسر — ہمین آپسے کچھہ شکایت نہین ہے
شب وصل مین بھی ہے فرقت کا کھٹکا — ہمین تو کسی طرح راحت نہین ہے
ادھر آؤ مین کان مین کچھہ کہونگا — مری جان کچھہ اور نیت نہین ہے
عنادل یہہ کہتے ہین مجھہ سے چمن مین — گلو مین بھی رنگ محبت نہین ہے
وہ ارمان نہین ہے جو ہو جائے پورا — نکلجائے دلسے وہ حسرت نہین ہے
عدو مجھہ سے اچھا ہے اور مین برا ہون — چلو اب تو کچھہ اسمین حجت نہین ہے
بلا لو شب وصل شوخی کو اے جان — حیا کی تو کوئی ضرورت نہین ہے
لگانے نہین دیتے ہو ہاتھ کیون تم — یہہ جوبن کسیکی امانت نہین ہے
نہ سو بولو کچھہ وصل مین تو مزا ہو — یہان شرم کی کوئی حاجت نہین ہے
لپٹ کر گلے وصل کی شب وہ بولے — کہو اور تو کوئی حسرت نہین ہے
کوئی پوچھتا ہے یہہ صبح شب وصل — قمر اب تو کوئی شکایت نہین ہے

جناب مولوی محمد رضا خانصاحب رضا غازیپوری تلمیذ جناب بقا غازیپوری

شب وصل ہوتی ہے چھوٹی ہی اے دل — موذن کی اسمین شرارت نہین ہے
جلاتا ہے ناحق جگر عاشقون کے — تجھے شمع کچھہ مروت نہین ہے
دوپٹے سے منہ کو چھپاتے ہو ناحق — مری بوسہ لینے کی نیت نہین ہے
کیا کرتے ہین سب سے ہنس ہنس کی باتین — وہ کمسن ہین دلمین رعونت نہین ہے
وہ ملکر مرے دلکو پھر تھوڑتے ہو لاؤ — ابھی اسمین بوئے محبت نہین ہے
ترے گل سے عارض کا بلبل ہے عالم — رضا ہی گرفتار الفت نہین ہے

جناب منشی جنید العلصاحب فتنہ تلمیذ جناب ناظم ازلترولی

سلامت رہے آپ کا آستانہ — مجھے کعبہ جانیکی حاجت نہین ہے
ذرا اور دورِ مئے ناب ساقی — ابھی ہوش ہے مجھکو غفلت نہین ہے

جناب منشی گوپی ناتھہ صاحب مضطر جلالآبادی از جنت آباد

جگر کر شب وصل یہہ اونکا کہنا — تجھے رحم ای بیمروت نہین ہے

جناب منشی کرپا شنکر صاحب مشتاق سکندر آبادی از قصبہ باہ ضلع آگرہ

اگر زلف سے بڑھ کے آفت نہیں ہے — تو قامت بھی کم از قیامت نہیں ہے
نہ دے دشمنوں کو غم عشق خالق — کوئی اس سے بڑھکر مصیبت نہیں ہے
بیدل ہو نہ کس طرح آزاد غم سے — کہ پہلو میں وہ سرو قامت نہیں ہے
تمھیں کو تو دم بھر میں رام اپنا کر لون — خدا ہی کی مجھپر عنایت نہیں ہے
وہ یار آکے گھر سے مرے پھر گیا کیون — اگر میری برگشتہ قسمت نہیں ہے
نہ آئینگی اونکی کرون کیا شکایت — تجھی میں اثر جذب الفت نہیں ہے
سدا رشک سے داغ کھاتا ہے لالہ — ترے لب پہ اوسکو فضیلت نہیں ہے
ہوا صاف دل میرے آئینہ رو کا — نہ ہے بخت اب کچھ کدورت نہیں ہے
وہ غفار مشتاق خود بخشدے گا — شفاعت کی محتاج رحمت نہیں ہے

جناب منشی سید محمد محسن صاحب محسن جالپوری حال وارد چھپرہ

میں اب کیا کہوں جو گذرتی ہے دل پر — تمھیں دیکھو صورت سے قرابت نہیں ہے
نقاہت ہوئی ہے شب غم میں ایسی — کہ کروٹ بدلنے کی طاقت نہیں ہے
جو بوسہ لیا تو وہ بولے بگڑ کر — یہ محسن تری اچھی عادت نہیں ہے

جناب منشی عبد الغفور خانصاحب واثق متوطن سلون مقیم اوت محل ملک برار

خدارا مرا قصہ غم تو سنلو — یہ شکوہ نہیں کچھ شکایت نہیں ہے
چمکنے لگے اسلئے داغ دل کے — کہ پہلو میں وہ ماہ طلعت نہیں ہے
کہا کیا خدا جانے واثق سے اوسنے — کہا دور ہو تجھکو غیرت نہیں ہے

جناب منشی گور نرائن صاحب لطف از رائے بریلی

جسے ہمنے چاہا ہوا دشمن جان وہ — سزاوار ہمکو محبت نہیں ہے
لپٹ کر شب وصل سینے سے بولے — کہو اب تو کچھ دلمیں حسرت نہیں ہے

جناب منشی عبد الحمید صاحب حمید گلشن آبادی

شب ہجر میں چھوڑی جاتی ہے راحت — اسے کچھ خیال رفاقت نہیں ہے

جناب منشی عبد اللہ خانصاحب عرف سانڈو میان اظہر تلمیذ جناب اصغر از دہران گانون

یہ محشر میں پوچھونگا اوس سرو قد سے — تری ہر ادا کیا قیامت نہیں ہے

جناب منشی محمد عبد الغفور صاحب مضطر نمازی پوری تلمیذ حضرت بقا نمازی پوری

ترا حسن کیا حق کی صنعت نہین ہے
تجھے دیکھنا کیون عبادت نہین ہے

مری راہ سے یون وہ جاتے ہین گویا
کبھی کی بھی صاحب سلامت نہین ہے

یہی قمریونکی صدا ہے چمن مین
ترا مثل اے سرو قامت نہین ہے

شب وصل اونکی حیا مجھ سے بولی
تمہین کچھہ کسیکی مروت نہین ہے

کہا طنز سے حال غم سنکے سیدا
تمہین جھوٹھہ بکنے کی عادت نہین ہے

قیامت ہے ہر ایک انداز اوس کا
ادا کونسی ہے جو آفت نہین ہے

لگا کر گلے تمکو اک بوسہ لے لون
سوا اسکے کچھہ اور نیت نہین ہے

ذرا دیکھہ لو آئینہ پھر یہ کہنا
کہ مجھہ سا کوئی خوبصورت نہین ہے

وہ بے وجہ آئے نہین آج مضطر
کوئی بات خالی ز حکمت نہین ہے

جناب منشی محمد اللہ خان صاحب حمید اورنگ آبادی ضلع گیا

مرے حال پر کچھہ عنایت نہین ہے
وہ پہلی سی تمکو محبت نہین ہے

عدو سے تو ملنے کو ملتا ہے موقع
مرے پاس آنیکی فرصت نہین ہے

بناوٹ کی باتین ہین ساری تمہاری
تمہین کچھہ ہماری محبت نہین ہے

ہوئی ہاے حالت زمانے کی کیسی
سوا رنج و حسرت کے راحت نہین ہے

حمید اب دعا پر کرو ختم مضمون
کہ ہے وقت کم اور فرصت نہین ہے

جناب حکیم عزیز احمد صاحب عزیز حکیم آبادی

گلوری جو دی کیون اوٹھے بیٹھو بیٹھو
ابھی اس سے مقصود رخصت نہین ہے

جو غیرون نے پوچھا عزیز اب کہان ہے
کہا اونسے صاحب سلامت نہین ہے

جناب حاجی شاہ مجید حسن صاحب از قصبہ بہٹ ضلع سہارنپور

دیا دل تو شکوہ کرین کس زبان سے
کرو جور مجکو شکایت نہین ہے

ہمین بھی نہین غمسے ملتی ہے مہلت
اگر تمکو غیرون سے فرصت نہین ہے

جناب منشی محمد موسیٰ صاحب رضا زاہد بلیوی ضلع سارن چھپرا تلمیذ جناب عزیز

شب وصل وہ ناز سے ہنس کے بولے
تمہین کچھہ ہماری محبت نہین ہے

شب غم نے ایسا کیا زار مجھکو
کہ بستر سے اوٹھنے کی طاقت نہین ہے

جناب منشی مہر علی صاحب افقؔ ملازم ریاست باجترو ضلع فتحپور

ہمیں ناز بیجا یہ عادت نہیں ہے — ہمیں دل سے اپنے عداوت نہیں ہے
اٹھاؤں میں کیوں ناز بیجا تمہارے — کوئی اور کیا خوبصورت نہیں ہے
چلو بس نہ مجھ پر بڑھ کے باتیں بناؤ — تمہیں کچھ ہماری محبت نہیں ہے
نہ مانوں خدا کی قسم بھی جو کھا لیں — تجھکو کسی کی محبت نہیں ہے
شب وصل کس ناز سے اوس نے پوچھا — کہو اب تو کوئی شکایت نہیں ہے
گدائی ترے در کی جو ہاتھ آئے — تو شاہی کی بھی کچھ حقیقت نہیں ہے
ترے سامنے حور کی یا پری کی — حقیقت نہیں ہے حقیقت نہیں ہے
غم عشق سے بڑھ کے دونوں جہاں میں — مصیبت نہیں ہے مصیبت نہیں ہے
حسین کون ہے وہ جسے تیرے آگے — ندامت نہیں ہے ندامت نہیں ہے
افقؔ ان بتوں میں قسم ہے خدا کی — محبت نہیں ہے محبت نہیں ہے

جناب قاضی محمد بسم اللہ صاحب عاصیؔ زمیندار موضع بیارہ ضلع بستی تلمیذ مولانا بخش اکبر جہا[illegible]

شبابا مجھے ضعف فرقت نے ایسا — کہ اوٹھنے کی بھی مجھ میں طاقت نہیں ہے
کھلے سیر گلشن سے کیا غنچہ دل — مرے ساتھ وہ سرو قامت نہیں ہے
حنا سے ہوئی کس لئے تمکو نفرت — یہ کیوں رنگ پر اب طبیعت نہیں ہے
نہ آ سوئے میخانہ رندوں میں چل ہٹ — یہاں زاہدا تیری عزت نہیں ہے
الٰہی کٹیں کیسے جاڑے کی راتیں — بغل میں وہ خورشید راحت نہیں ہے

جناب مولوی محمد عبد الواحد صاحب واحدؔ کاریوری از مرزاپور

مقدر ہی میں اپنے راحت نہیں ہے — کسی سے ہمیں کچھ شکایت نہیں ہے
نہ کر ذکر حور جناں کا تو واعظ — مخاطب ہماری طبیعت نہیں ہے
نہ نازاں ہو اس حسن پر اے حسینو — سدا رہنے والی یہ دولت نہیں ہے
شب وصل وہ یوں پوچھتے ہیں کہ واحدؔ — کوئی دل کی باقی تو حسرت نہیں ہے

جناب منشی شیخ زاہد علی صاحب زاہدؔ از صفی پور

مرے قبر پر آ کے لے تو فاتحہ کو — یہ کس نے کہا اونکو الفت نہیں ہے
خفا ہیں وہ ایک بات پر مجھ سے زاہدؔ — مری اونکی صاحب سلامت نہیں ہے

جناب منشی محمد عبدالرحمن صاحب بندہ ازبٹ ضلع شہار نپور

ہو خواہش سے دل کو تو ہو تیری خواہش — سوا تیرے کچھہ اور حسرت نہین ہے
اگر دل لیا ہے تو بوسہ بھی دیدو — اجی نقد سودین حجت نہین ہے
لگاوٹ ہین اغیار کو ہنسہ سے اوسکے — فقط ایک مجکو اجازت نہین ہے
جو لیتے ہو صاحب تو کچھہ قدر کرنا — مجھے دل کو دینے مین حجت نہین ہے
رقیبونکے گھر روز و شب آنا جانا — بہانا ہے مجھہ سے کہ فرصت نہین ہے
دم نزع آئے ہین غیرون کو لیکر — جلاتے ہین مجکو عیادت نہین ہے
اوٹھائے ہین تقدیر سے رنج سارے — تمہاری ہمین کچھہ شکایت نہین ہے
کرین انکو دل دیکے کیون رنج پیدا — تبو نکو کبھی کی محبت نہین ہے
ہوا حال بندہ یہہ عشق بتان مین — وہ پہلی سی رنگت وہ صورت نہین ہے

جناب منشی شوکت حسین صاحب خلف حافظ سید محمد ذکریا صاحب مصاحب راجصاحب تروا

ہمین کب خدا سے شکایت نہین ہے — کہ اوس بت کی ہمپر عنایت نہین ہے
ہمین چھیڑتے ہو رقیبون کے آگے — یہ کیا ہے جو دلمین شرارت نہین ہے
ترا قتل کرتا ہے ظالم تغافل — ستم کی بھی اب کوئی حاجت نہین ہے
رقیبونکو لائے ہو ہمراہ اپنے — ہمارا دت یہہ ہے کچھہ عیادت نہین ہے
لچکتی ہے گجرے سے نازک کلائی — یہ کیا بات ہے جو نزاکت نہین ہے
سنین قصہ کیا قیس آشفتہ سر کا — کہ پابوسئی غم سے فرصت نہین ہے
پیام زبانی یہہ لایا ہے قاصد — مرین یا جئین ہمکو فرصت نہین ہے
کبھی دل لگانا نہ تو اوس سے شوکت — کہ ظالم بتانمین مروت نہین ہے

جناب سید علی عباس صاحب اسم از مقام چھپرہ

رقیبونسے باتین مرے روبرو ہون — مری جان پر یہہ مصیبت نہین ہے
ستمگر کسے کہتے ہین روز محشر — یہہ پہلو سے اوٹھنا قیامت نہین ہے

جناب منشی بہار یلال صاحب شوخ امین تحصیل از سنگرول

نہ دو مسیحا ن نقد بوسے عبث وعدہ کو — لٹانے کے قابل یہہ دولت نہین ہے
نہین کیا وہ غیرون مین بیٹھے رہینگے — اثر تجھہ مین کچھہ جذب الفت نہین ہے

جناب شیخ محمد ارادت حسین صاحب توقیر نائب ریاست راج تروا ضلع فرخ آباد ... قنوج

یہ دنیا ہے وہان جام عشرت نہین ہے ۔ سوا رنج کے کوئی راحت نہین ہے
جگہ دیجئے دل کو دل مین جو اپنے ۔ تو کہتے ہے مجھکو محبت نہین ہے
اوٹھائے ترے کون اب ناز و غمزے ۔ کہ اس یار کی دلمین طاقت نہین ہے
شب وصل روز قیامت ہو تب بھی ۔ دل عاشقان کو قناعت نہین ہے
غرور اتنا کرتا ہے انسان خاکی ۔ کہ گویا یہہ مٹی کی مورت نہین ہے
خوشی سب ہے وفا کی نہ شکوہ جفا کا ۔ یہان دل ہی حضرت سلامت نہین ہے
طواف دل تنگ دل کیا روا ہو ۔ کہ بتخانہ جائے عبادت نہین ہے
صنم خانے کو بتکدہ کہتے ہین سب ۔ یہہ توقیر جائے اقامت نہین ہے

جناب منشی محمد حسین صاحب تجلی ڈاکٹر پھلواروی عظیم آبادی مقیم تیھریا ضلع دموہ

اڑاتے ہو مجلس مین غیرون سے آنکھین ۔ اگر مجھپہ چشم عنایت نہین ہے
بٹھایا ہے مجھے درد ہجران نے ایسا ۔ کہ اب ہمنے اوٹھنے کی طاقت نہین ہے
لبون پر ہے واعظ کے بھی ذکر مے کا ۔ کسی دختر رز کی چاہت نہین ہے

جناب منشی شیخ احمد اللہ صاحب نور کاغازیپوری

جو عاشق ہین اوسکو وہی جانتے ہین ۔ محبت مین کیا کیا مصیبت نہین ہے
وہ خود ہونگے اکثر مرے معالج ۔ مجھے شکوہ درد فرقت نہین ہے
وہ بہت پھر گیا کل مرے گھر تک آکر ۔ ذکا راہبر میری قسمت نہین ہے

جناب منشی رگھنندن پرشاد صاحب عیش سیندر سندھنا

وہ چاہت نہین ہے وہ الفت نہین ہے ۔ تمھین اب وہ میری محبت نہین ہے
تمھارے چھیڑونکی یہہ آواز سنکر ۔ کہا کس نے صور قیامت نہین ہے
اوٹھائینگے کیا ناز بیجا تمھارے ۔ رقیبون مین صاحب یہہ ہمت نہین ہے

جناب سید محمد علی صاحب محزون از لساڑہ

خدا کا دیا تم مین سب کچھ ہے لیکن ۔ عنایت نہین ہے مروت نہین ہے

جناب منشی عبد القدیر صاحب ... از بھوپال

ابھی ہم تو کہدیتے ہین دل تم پہ صدقے ۔ تمہین کچھ ہماری محبت نہین ہے

جناب منشی رادھا موہن لال صاحب رونق اہلمد ریاست راجہ ترروا ضلع فرخ آباد

اگر تمکو اقبال وصلت مین ہے — تو ہمسے کی بھی کچھ ضرورت نہین ہے
کسی کے اگر شیشہ دل کو توڑا — تو اسے نوجوان کچھ شجاعت نہین ہے
یہہ مانا کہ چاہو تو جسے مار ڈالو — جلاؤ کسی کو یہ قدرت نہین ہے
دل زار کرتا ہے فریاد ناحق — وہان تو کسی کی سماعت نہین ہے
نہین کیا وہ حال دل زار عاشق — کہانی نہین ہے حکایت نہین ہے
ستو بے گناہونکو ہر دم نہ صیاد — تمہین خوف روز قیامت نہین ہے
وہ عیسی نفس بے طلب آپ آئے — کوئی قاصدا ایسی حکمت نہین ہے
دم نزع کیا حال دل مین سناؤن — کہ دم مارنیکی بھی فرصت نہین ہے
مکدر ہے وہ آئینہ رو جو مجھہ سے — کوئی منھ دکھانیکی صورت نہین ہے
ہوئی جب وہ بدنام رونق سے بولے — یہہ شہرت تمہاری بدولت نہین ہے

جناب منشی لال بہادر لال صاحب برہم [illegible] ضلع شاہ آباد

وہ صحبت وہ چاہت وہ الفت نہین ہے — وہی آپ ہین وہ طبیعت نہین ہے
مین اپنے مقدر کو روتا ہون ظالم — ترے ظلم کی کچھ شکایت نہین ہے
دم وصل تیوری بدلکر وہ بولے — عداوت ہے یہ کچھ محبت نہین ہے
غم و رنج سے کشمکش مین پڑا ہون — مجھے بات کرنیکی فرصت نہین ہے
عبث جان دیتے ہو اسے برہم تم — اونہین کچھ تمہاری محبت نہین ہے

جناب بابو بلدیو بخش صاحب شجاع از صفی پور

دم نزع کسلئے رقیبون کو لیکے — عداوت ہے یہہ کچھ عیادت نہین ہے

جناب خوش کھیڑہ کشتی تلمیذ دیوانہ جیوری

وہ ہے کون جسکو نہین تیری خواہش — ترے وصل کی کسکو حسرت نہین ہے

جناب منشی شیخ کہانسی عرف عبدالغنی صاحب محتاج از ساوہ ضلع خاندیس

بگڑ کر وہ کہتے ہین ہمکو نہ چھیڑو — ہمین ایسی باتونسے رغبت نہین ہے

جناب منشی میر حسن علی صاحب خوشنا ملازم پیشی نظم اورنگ آباد

سنایا جو افسانۂ غم تو بولے — یہہ سننے کی قابل حکایت نہین ہے

از جناب فدا سید شرف الدین صاحب عرف اچھے صاحب رشید تلمیذ جناب بیان لکھنوی از بھوپال

ہو گر کسی کے دل سے تو پیدا الفت نہیں ہے — محبت نہیں پھر محبت نہیں ہے
تمھیں کون دیکھے تمھیں کون چاہے — وہ صورت نہیں پھر وہ صورت نہیں ہے
نہ ہو یار اور حور و غلمان ہوں جس میں — وہ جنت نہیں ہے وہ جنت نہیں ہے
ملے کون تم سے مرے کون تم پر — یہ حسرت نہیں ہے یہ حسرت نہیں ہے
خوشامد کریں ایک بوسے کی تم سے — یہ غیرت نہیں ہے یہ غیرت نہیں ہے
محبت سے وہ دل جلاتے ہیں میرا — شرارت نہیں ہے شرارت نہیں ہے
اون آنکھوں میں شوخی نے گھر کر لیا ہے — مروت نہیں ہے مروت نہیں ہے
رشید اپنے دشمن کو تکلیف کیا دیں — یہ غیرت نہیں ہے یہ غیرت نہیں ہے

جناب حاجی میر محمد حسین صاحب محمد حسینی النعمانی القمری جالپوری متخلص مبتلا تلمیذ جناب تائب

نہ دو بوسہ یہ کوئی حجت نہیں ہے — مری لکی اتنی بھی قیمت نہیں ہے
شباہت ہے حور و نگین کچھ اونکی لیکن — وہ شوخی نہیں وہ شرارت نہیں ہے
نہ ہو میرے دلبر نہ ہو میری جان پر — کوئی ایسی دنیا میں آفت نہیں ہے
میسر سکونت ہے کوچے بتان کی — ہمیں خواہش باغ جنت نہیں ہے
ہوا چلگئی ایسی باغ جہان میں — کسی گل میں بوئے محبت نہیں ہے
پھر اکیوں مراد دست مجھ سے بگڑتی — اگر میری برگشتہ قسمت نہیں ہے

جناب منشی اکبر حسین صاحب اکبر از قصبہ بارہ

گلو پر وہ خندہ زنی کر رہے ہیں — کہ میری سی بو اور رنگت نہیں ہے
وہ کہدیں خدایا رقیبوں کے منہ پر — ہمیں کچھ تمہاری محبت نہیں ہے
کسی کی خوشی میں خوشی کیا کروں میں — مجھے اپنی ہی غم سے فرصت نہیں ہے
کہا جاکے دربان نے اکبر سے جا کر — تو بوسے کہ ملنے کی رخصت نہیں ہے

جناب حکیم سید باقر علی صاحب دیوانہ از حسین پور ضلع بلند شہر

زمانے پہ ہے یہ باقی تمہارا جی — نہیں ہے تو مجھ پر عنایت نہیں ہے

جناب منشی بالمکند صاحب ... از بلند شہر

سنو غور سے داستان میرے دل کی — یہ کچھ ایسی ویسی حکایت نہیں ہے

جناب سید محسن علی صاحب محسن کاکوری تلمیذ حضرت ماہ لکھنوی

وہ جب آ سلے ہیں مجکو یاس تیر عشق ہونا | مقدر میں لکھے زیارت نہیں ہے
نہ پہونچے گرد بھی کعبہ دل کو میرے | کوئی ایسی ویسی عمارت نہیں ہے
سکے ڈھونڈھتے ہیں تو پاتے اک دل | محبت ہماری اکارت نہیں ہے
نہ کیوں سلطنت حسن کی غیب کو شین | جو شرم و حیا کی وزارت نہیں ہے
سکے دیدہ و دل ہیں ہم دیکھتے ہیں | کہ آنکھوں میں اتنی بصارت نہیں ہے
قسمت خط تقدیر کو خاک سمجھے | کوئی مسل ایسی عبارت نہیں ہے
ہمیں کون پوچھے زمانے میں محسن | ریاست نہیں ہے امارت نہیں ہے

جناب سید اصغر حسین عرف پیارے صاحب اصغر لکھنوی تلمیذ حضرت ماہ لکھنوی از بھوپال

خراماں جو وہ سرو قامت نہیں ہے | تو فتنہ نہیں ہے قیامت نہیں ہے
وہ خوش ہیں جفاؤں کا شکوہ نہ سنکے | یہ بگڑو ہے اسے ندامت نہیں ہے
رہو ہر کوئی یاں مسافر کی صورت | یہ دنیا تو جائے اقامت نہیں ہے
قیامت کو رفتار کے تیرے سمجھے | کہیں سمجھے کہ یہ تو قیامت نہیں ہے
بہت مے پرستی کی مشکل ہیں شرطیں | یہ مسجد کی زاہد امامت نہیں ہے

جناب منشی کریم بخش صاحب مشتاق تلمیذ جناب شاد از اوجین

تو پھر صاف دل ہے جیسے آئینہ رو | اگر دل میں تیرے کدورت نہیں ہے
جھجکتے ہو کیوں آج سایہ سے اپنے | ابھی کی اگر تمکو دہشت نہیں ہے

جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز از تھانہ بھون ضلع مظفرنگر

غضب ہے کہ جس گل کا بلبل بنا ہوں | ذرا اسمیں بوئے محبت نہیں ہے
پھنسا مرغ دل دام گیسو میں ایسے | رہائی کی اب کوئی صورت نہیں ہے

جناب منشی محمد یوسف صاحب اثر از ردولی

ستا لے مجھے جتنا جی چاہے ظالم | ہوا شکر کے کچھ شکایت نہیں ہے
خبر لے بسم خدا نا اثر کی | کہ جینے کی اب کوئی صورت نہیں ہے

جناب منشی عبدالرحیم صاحب ترقی از جھاولی

اگر اودھ مسکین ناراض کے تو سمجھے | مجھے دل کے دینے میں حجت نہیں ہے

جناب منشی عبد القدیر صاحب قدیر کانپوری تلمیذ جناب ماہ

تلاوت مین ہے میرے وہ مصحف رخ — کہ انہین کبھی جا پہ آیت نہین ہے

مرا حال کا ہیکو سننے لگے وہ — یہ قصہ نہین یہ حکایت نہین ہے

عدو پر بھی لطف و عنایت نہ کیجے — جو منظور میری رعایت نہین ہے

رہے شب جدائی مین آنسو لہو کے — کب آنکھ پہ دل کی عنایت نہین ہے

سمجھتے ہین وہ دوست دشمن کو یکسان — وہان کچھ کسیکی رعایت نہین ہے

جناب منشی جگموہن لال صاحب شاعر گرداور قانونگو تحصیل ضلع باندا تلمیذ جناب تمیز

بجا ہے غرور حسینان عالم — فزون حسن سے دولت نہین ہے

صنم تجکو سب خوبیان دین خدا نے — نہین ہے اگر تو مروت نہین ہے

سنین کیا وہ حال پریشان عاشق — انھین سننے کی جو ذرا فرصت نہین ہے

وہ عیسےٰ نفس دیکھ کر مجھکو بولا — یہ سب ڈھونگ ہر کچھ علالت نہین ہے

پڑا کس سے پالا جو پژمردہ دل ہو — گل رخ کی وہ اصلی رنگت نہین ہے

نہین ایسی پہ دل سے مجھے تیری بس بس — یہ تو بھی خدائی مین قلت نہین ہے

نہین بر مین جو وہ دل آزار شاعر — کسی پہلو آرام و راحت نہین ہے

جناب منشی محمد یوسف صاحب منظور اوکاسی

کہو کس سے ہے آج کل گرم صحبت — جو گھر تک کے آنے کی فرصت نہین ہے

وہ جاتے ہین خود چھپکے اغیار کے گھر — اگر ہم بلائین تو فرصت نہین ہے

پڑھائی ہے پٹی تمہین کس عدو نے — کہ پہلی سی اب وہ طبیعت نہین ہے

لگاؤ نہ منظور دل گلرخون سے تو — کہ انمین ذرا بوئے الفت نہین ہے

جناب منشی محمد حسن حلیم صاحب فرخ تلمیذ جناب جلیس از گورکھپور

صبا کیون اڑاتی ہے پھر خاک تربت — اگر اوسکو مجھسے کدورت نہین ہے

کبھی عہد فرقت کبھی یاس و حرمان ہو — ہمین بیماریون سے فرصت نہین ہے

جناب منشی کاظمی ناتھ صاحب فدا تھانوی

فدا کیا کسی پہ فدا ہو گئے ہو — تمہاری وہ پہلی سی حالت نہین ہے

جناب منشی [illegible] صاحب [illegible] رقم پر راجپوت [illegible] جناب [illegible] کاکوروی مرحوم

تمہاری یہہ عادت وہ خصلت نہیں ہے — مرے حال پر اب عنایت نہیں ہے
اوڑا لیگئے [illegible] دکھلا کے جوبن — تمہیں سینہ زوری خیانت نہیں ہے
قدم رکھیے عشق مین دیکھنا اے دل — بجز رنج کے اسمین راحت نہیں ہے
حسینان عالم یہہ سب بیوفا ہین — کہ آنکھون مین تل بھر مروت نہیں ہے
وہ کہتے ہین [illegible] کیون [illegible] — اگر دل مین انکے کدورت نہیں ہے
یہہ کہنا کسی کا شب وصل اے ندیم — کوئی آپسا بے مروت نہیں ہے

جناب منشی پیالا لال صاحب شوق از سکندرآباد

غضب ہے شب وصل کہنا کسی کا — زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں ہے
دم آخری ساتھ دشمن کے آنا — پیام اجل ہے عیادت نہیں ہے
ادا ناز و شوخی شرارت کرشمہ — یہہ سب تم مین ہر اک مروت نہیں ہے
عبث شوق کرتے ہو شکوہ بتون کا — یہہ ہین سنگدل انکو الفت نہیں ہے

جناب منشی احمد اشرف صاحب احمد از دہلی

چلے جاتے ہو چھوڑ کر ہمکو تنہا — تمہین کچھ ہماری محبت نہیں ہے
بھلا کس طرح سے نہ ہو داغ دل پر — کہ پہلو مین وہ ماہ طلعت نہیں ہے
عبث شکوۂ ظلم کرتے ہو احمد — وہ کہتے ہین سننے کی طاقت نہیں ہے

جناب منشی شفقت حسین صاحب از چھاؤنی نیمچ

غضب ہے کرشمہ ستم ناز و عشوہ — ادا کون سی تیری آفت نہیں ہے

جناب منشی سری رام صاحب از سکندرآباد

غضب ہے بظاہر یہہ کہنا کسی کا — ہمین کچھ تمہاری محبت نہیں ہے

جناب منشی بابو رام صاحب [illegible] از پیلی بھیت

ہوا پہلے دل لیکے بوسہ عنایت — کچھ احسان یہہ کچھ [illegible] نہیں ہے

جناب منشی نور صاحب سکندرآبادی مقیم بلندشہر

بڑا شاعر خوش بیان نور نکلا — مین سمجھا تھا اسمین لیاقت نہیں ہے

جناب منشی شمشیر علی صاحب شفق شوطن ترواضلع فرخ آباد تلمیذ جناب طپش

گلستان عالم میں ہر گل کو دیکھا ۔ کسی میں بھی بوئے محبت نہیں ہے
یہ ہے قامت یار بڑھ چڑھ کے کہتا ۔ کوئی مجھ سے بڑھ کر قیامت نہیں ہے

جناب منشی ہیرالال صاحب ہیرا تلمیذ جناب عالم از بدنیرہ

اوٹھائے گا تو آفتیں لاکھ اے دل ۔ فقط ہجر ہی کی مصیبت نہیں ہے
شب وصل ہیرا بگڑ کر وہ بولے ۔ تجھے پہلے مروت مروت نہیں ہے

جناب منشی محمد ابراہیم صاحب ابراہیم چشتی نظامی از ساوده

چمک کر یہ کیوں آیا تیرے مقابل ۔ ترے رخ سے سورج کو نسبت نہیں ہے

جناب منشی سوجھان صاحب بیکس از تھانہ بھون

خدا نے جو قارون کے پاؤں لٹا دوں ۔ غنی دل ہوں گو پاس دولت نہیں ہے
کسی طور سے رام ہو جائے وہ بت ۔ الٰہی یہ کیا تیری قدرت نہیں ہے

جناب منشی ہر پرشاد صاحب ذرہ از سلطانپور

نہ مغرور ہو اپنے اس حسن پر تم ۔ ہمیشہ رہے یہ وہ دولت نہیں ہے

جناب منشی جادو رائے صاحب آزاد طالب علم اسکول ہانسی

ہوا اونکی باتوں سے آزاد ظاہر ۔ اونھیں کچھ ہماری محبت نہیں ہے

جناب منشی شمبر داس صاحب کشتہ از سہارنپور

ہمیں تو نے اے جب ملنے سے ستایا ۔ کچھ اس میں تمہاری شکایت نہیں ہے

جناب منشی شیو سہائے صاحب شیوا از شہوری

مجھے ذبح کرتا ہے کسنا کسی کا ۔ تمہیں کچھ ہماری محبت نہیں ہے

جناب منشی ہردیو پرشاد صاحب طالب جونپوری تلمیذ جناب ذرہ

عدو شوق سے جائیں محفل میں اونکی ۔ ہمارے لئے اک اجازت نہیں ہے

جناب منشی ٹھاکر لال صاحب شیدا تلمیذ جناب شاد از اوجین

ترے سنگدل میں محبت نہیں ہے ۔ غضب ہے کہ تجھ میں مروت نہیں ہے
یہ منہ دیکھے ہیں سب لگاوٹ کی باتیں ۔ تمہیں کچھ ہماری محبت نہیں ہے

جناب منشی سندر لال صاحب بریلوی نائب تحصیلدار گاڈروارہ ضلع نرسنگپور

شرما دین نہ نہیں نہ کچھ منہ سے بولین ۔۔ ایسی بلا او نھین کچھ ضرورت نہین ہے
الٰہی یہ کیسا زمانہ ہے آیا ۔۔ کسیکو کسی سے محبت نہین ہے

جناب سید محمود علی صاحب یاور تلمیذ حضرت شفق امروہوی

حیا اونکی کہتی ہے دل مانگنے پر ۔۔ نہین جی ہمین کچھ ضرورت نہین ہے
بلا لاؤ تم ہی او نھین حضرت دل ۔۔ مری اونکی صاحب سلامت نہین ہے
وہ یون پھینکتے ہین مرے دلکو پاتر ۔۔ کہ جیسے انھین کچھ ضرورت نہین ہے

جناب منشی محبوب علیخان صاحب محبوب جعل اللہ تسلیم پوریا

شب وصل مجکو لپٹ کر وہ بولے ۔۔ اگر باقی کچھ کی ابتو حسرت نہین ہے
مرا ذکر آیا تو بولے عدو سے ۔۔ مری اونکی صاحب سلامت نہین ہے

جناب منشی عبد الکریم صاحب جعفر قدیر جلگاؤن ضلع خاندیس

ہوا تنگ مین کروٹین لیتے لیتے ۔۔ شب ہجر کچھ تیری مدت نہین ہے

جناب منشی امراؤ علی صاحب صادق از بھوپال

مرے دلمین کیا خلد کی ہوگی خواہش ۔۔ گلی سے تری بڑھ کے جنت نہین ہے

جناب منشی شیخ عبد الرحمن صاحب شیفتہ تلمیذ جناب اوج بلگرامی

مرے دلکو کیون خون کرتے ہو صاحب ۔۔ نگینہ وہ لعل ہے جسکی قیمت نہین ہے

جناب ملا یوسف علی صاحب یوسف از ہردہ ضلع ہوشنگ آباد

اوٹھانے کا کس طرح سے بار فرقت ۔۔ دل ناتوان مین تو طاقت نہین ہے

جناب منشی چھمن زمان صاحب تبسم از لکھنؤ

ہے اسبات سے خوب اللہ واقف ۔۔ ابتو نہین ہماری طبیعت نہین ہے

جناب منشی رحیم بخش صاحب رحیم از جہانگیر آباد

وہ کرتے ہین اولٹی شکایت یہ مجھ سے ۔۔ تمہین کچھ ہماری محبت نہین ہے

جناب منشی علاء الدین صاحب عرف اللہ دیا تلمیذ جناب سکندر از بانٹھ

وہ عاشق ہے کیا جس کی شہرت نہین ہے ۔۔ وہ دیوانہ کیا جسکو وحشت نہین ہے
کہان ان رسوا نہ کرے چاہ خوبان ۔۔ کوئی اس سے بڑھکر مصیبت نہین ہے

مضمون عاشقانہ

نکالی تھیں ابھی خار الم کی سوئیاں دل سے کھٹک سی پھر کلیجے پر اک آفت ہو گئی ہے

صبح وصلت

وصلت نصیبوں کے کمرون سے جن سے چار پہر تک قہقہوں کی آواز آیا کی تھی
اس وقت نالہ جانکاہ کی صدا سے جگر خراش چلمنوں کی سیون میں درزوں سے
نکلکر صبح کی ٹھنڈی ہوا میں گونج رہی ہے۔ ستاروں کی تیز آنکھیں کسی پہلو پر
اوٹھ جانے والے کو ڈھونڈھتی ہوئی آنکھوں کے گول گول قطرہ ہائے اشک
سے جو سپیدہ صبح کی پھیکی روشنی کے عکس کے باعث چمک اوٹھتے ہیں
جھپکی جاتی ہیں۔ حسرت کشوں کی خون چکاں آنکھوں سے ٹپکتے ہوئے خونکے
قطروں کی سرخی میں کسی رخصت ہونے والے کے عارض تابان کی شعاعیں
چمک رہی ہیں۔ دست گستاخ مصروف ماتم ہیں۔ رات کی سیاہی کیا ہٹی
کہ بھولے چہروں پر الجھی ہوئی زلفیں سمٹ کے باندھی جانے لگیں۔ بزم
عشرت والے اصلی صحبتوں کی ناز برداریونکا مزہ اوٹھا چکے اب گردنیں
جھکائے خیالی معشوقوں سے باتیں کر کر کے دل بہلا رہے ہیں۔ جو ہاتھ
گلوئے جانان میں پڑے ہوئے تھے اگرچہ کسی افسردہ چہرے کی سنبھالنے
کا کام دے رہے ہیں مگر تسلی دیدہ نیز والے خیال کی بدولت ہنوز اوسکے
جوبنوں تک پہونچنے سے باز نہیں آتے ہیں بے انتہا مایوسی سے اگرچہ
جگر کے ٹکڑے ٹوٹ کر بکھر گئے ہیں مگر امید کسیکی چلتے چلاتے وعدے کے آسرے پر
یکجا کر رہی ہے۔ شیشہ دل کسی کے منہ موڑ کر جانے کے وقت دامن چھوڑا کے چلے
جھٹکے دینے سے اگرچہ چور چور ہو گیا ہے۔ مگر پھر ملنے کی آرزو باہم ملا کر جوڑ رہی ہے۔

دم وداع کی بیتابیاں نہ بھولے گا ✤ یہ میرے دل کا نشانہ ذرا نظر پھیر کے

لطیفہ

اتفاقی وقت سے مسافری میں ایک زاہد اور ایک رند کا ساتھ ہوا۔ زاہد بولا اگر ہم راہ ماتے تو خدا کی راہ پر کوشش کرکے نوجوان لڑکونکا نکاح کرا دیتے۔ رند نے عرض کیا کہ اگر آپ خود طوائف ہوتے تو یقیناً مفت جایا کرتے چونکہ سے دل بدست آور کہ حج اکبر است۔

خوبی بدر طبیعتی کہ نشست
زر و چیز بوقت مرگ از دست

پیر مرشد آپ سے تو کچھ پردہ نہیں ہے پورے سات پالتے ہیں اور سور و پیہ اڑاتی ہیں عمدہ کھانا کھاتے ہیں قیمتی کشمیرہ پہنتے ہیں قطع کراتے ہیں۔ مروت ایسی کہ کوئی رنڈی مجرے کا انعام لئے بغیر واپس نہیں جاتی۔ پھر گھر کا چندا اے توبہ خرچہ جورو لڑکے آخر کچھ کھاتے ہیں۔ بھیک تو مانگتے نہیں تنخواہ کا منی آرڈر گھر ضرور جاتا ہے پوچھئے اتنی برکت کہاں سے ہوتی ہے۔ اجی نام لے وضو لوگے تو دھرے جاؤ گے یہ ساری کرامت چار حرفوں کی ہے۔ ر۔ش۔و۔ت۔

اسی کا نام ب۔ر۔ک۔ت۔ ہے۔ یہہ نیک تمدن کہاں رہتی ہیں۔ عملداری سرکار میں ہندوستان سے کب جائینگی۔ جب انکے عاشق سزائے تازیانہ پائینگے یا تم۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

رند مشرب اور مہذب کی بحث

رند۔ اجی حضرت شمسونکا مزاج کیسا ہے پیشانی پر شکن ہے لب بھرا ہوا ہے تابر پیدا ہے۔ خشکی مزاج عائی ہے یا ہندوستان کو خشک سالی ہے۔ واللہ ناخوش نہ ہوجئے گا۔ نیک نیتی سے دریافت کرتا ہوں۔ جورو صاحب نے جوتیاں لگائی ہیں یا کسی صاحب بہادر نے بعذر عدیم الفرصتی ملاقات نہیں کی آخر کوئی معاملہ خانگی یا بیرونی ضرور ہے جس نے آپکے چہرے کو ایسا بے رونق و ناہموار کر دیا ہے۔

مہذب) آپ نہایت ہی بد تہذیب اور بیہودہ ہیں مزاج کا حال اسی طرح دریافت کرتے ہیں کہ مفت میں بے نقطہ ڈرا دی۔ دیکھئے بندہ سے ایسی گفتگو نہ کیا کیجئے ظرافت مجکو پسند نہیں متانت اور سنجیدگی عجیب چیز ہے۔ انھیں ہنسی ٹھٹھون سے

انگریز لوگ ہندوستانیونکو وحشی کہتے ہین

رند) افسوس کہ میرے لطیفون سے بجز
اسکے کہ آپکو شگفتہ کرتے اور بھی منقبض کر دیا
غیر مجھسے خطا ہوئی۔ لیکن برائے خدا یہہ
فرمائیے کہ دشمنونکی طبیعت پر یہہ غم کیون سوار ہو۔
(اے توبہ توبہ) آپکا مزاج برہم کیون ہے
آپکو سب بے سر کی قسم ذرا ہنس تو دیجئے۔

مہذب) آپ کو کچھہ مردم بازاری سے معلوم
ہوتے ہین۔ میان تمدانہ کرے رنج سے
کیون ہونے لگا۔ مہذبونکا چہرہ ہمیشہ ہی
ایسا رہتا ہے یہہ متانت اور تہذیب کی
علامت ہے۔ ہنسی مجھکو نہین آتی یہہ چھچھورونکا
کام ہے۔ لیکن خدا کی عنایت سے ہر طرح
خوش ہون۔

رند) یہہ کہئے اب معلوم ہوا کہ یہہ خوشی کا
چہرہ ہے۔ بڑا تعجب ہے کہ ظرافت کو جو انبساط
خاطر کیلئے ایک عمدہ وسیلہ ہے آپ ایسی
غضب کی نظر سے دیکھتے ہین۔ اور یہہ تو آپکی
تحقیق غلط ہے کہ انگریز لوگ ہمکو ظرافت کیوجہہ سے
وحشی سمجھتے ہین۔ بلکہ وہ ہمکو اسلئے وحشی سمجھتے
ہین کہ ہم لوگونکو جہان کچھہ قابلیت آئی پھر تو
دن رات لٹے پیٹ ہلنے پیٹ کے سوا کچھہ
نہین کرتے اونکے ہان حفظ قوت جسمانی
کیلئے (تماشا) اور گیند بلے کا کھیل ایکحد تکمیل علم
فعل سمجھا جاتا ہے یہان اگر کالج صاحب
اس قسم کی بکر کود مچائین تو قطع نظر اسکے کہ
حضور سے پا جانے وہ دیوانہ سمجھے جائین
اونکی۔ یہان کتب بینی علی العموم بلا لحاظ فرقہ
و پیشہ کے ضروری سمجھی جاتی ہے یہان اتفاق
جہان روپیہ پیدا کرنے لگے پھر کتب بینی کیسی
دلیلین سننے اسے حقفت کیا لڑکی پڑھا نی
رہین۔ کیا فتوی دنیا ہے۔ لیجئے جو تھوڑی سی
بہت عربی فارسی ابا جان نے پڑھائی تھی
وہ بھی نقش و نگار طاق نسیان ہوگئی۔ انگریزون
مین ہنسی اور تفریح کا اسقدر سامان ہے اور
اتنے وسائل ہین کہ صرف خیال اوسکا مزا
لوٹھا سکتا ہے۔ جو اونکی خدمت منصبی کا
وقت ہے اوسوقت وہ قلی سے زیادہ
محنت کرنیکو مستعد ہین لیکن بعد اوسکے
ارگن ہے پیانو کی دلچسپ گتین ہین دور
مہیوب ہر سیر تماشے ہے۔ رات کو کلب گھر کی
صحبتین ہین پریزادونکا جمگھٹا ہے۔ مزیدار
بکھیڑ جماتے ہے۔ ناچ ہے گانا ہے۔ ادہر
تو یہ ادہر کی کیفیت تو آپکی جیسے بہی سے
ظاہر ہے کہ آپنے انبساط طبعی کو داخل
بد تہذیبی سمجھا ہے۔ واہ پیر مرشد واہ

حیت بکی ہے کہ مثل تودہ دیوار کی طرح ساوجھو
تونگا ہوویں کہ ادم۔ غفلت کا یہ حال کہ تھوڑی
دیر میں چیرا ہوے پیٹ ہاے پیٹ۔ رام رام
جیتا ہوا پایا اپنا سمجھنے کی یہ کیفیت کہ نہیں
مانو۔ تعصب قومی کا یہ حال کہ اپنے بھائیوں
پر حسد اور حکام سے تخلیہ میں اپنے بھائیوں کی
چغلی شکایت۔ سبحان اللہ۔ بس حضرت
ایسی تہذیب کو ہمارا سلام۔

مہذب) بیشک والقتاب لو سنو اب گئے
لیکن باتیں سب ٹھکانے کی کہیں۔ اچھا
لیجئے آپکی خاطر سے اب یہ بحث مردو کی چھوڑے
دیتا ہوں۔ اب تو ہنسنے کا بھی جی چاہتا ہے
ہے لیکن کوئی مزیدار لطیفہ بیان کیجئے تو
خوب ہنسوں۔

رند) لطیفہ۔ ایک مرد مقدس و متوکل رہتے تھے
ایک فقیر آزاد نے پوچھا کہ یہ کیا کہ رہتے ہو
اونہوں نے موافق مضمون حدیث جواب
دیا کہ دنیا کی زرہ میں رہتا ہوں۔ آزاد نے
کہا کہ اچھی زرہ ہے کہ ایک ایک کی ہزار ٹکڑے
ٹکڑے ہوتے ہیں۔

مہذب) قاہ قاہ قاہ غرض خوب ہی
ہنسے لیکن کہنے لگے کہ یہ تو فرمائیے کہ سوا
ہنسنے کے اور اس سے کیا حاصل ہوا
اخلاق پر کیا اثر پہونچا۔

رند) بس یہی تو افسوس ہے کہ آپکو سمجھ نہیں
اس لطیفہ کی حکمت سمجھنے کہ دو شو تکمیل ہنسی
کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ توکلی کی خدمت کی
دل کو بناو کہ اگر لاکھ آندھیاں ہوائے نفس کی
چلیں تو اوسکو ضرر نہ پہونچے۔

مہذب) بیشک ہم تمہارے نہایت مشکور
ہوے۔ راقم۔ ا۔ ج۔ کشمیری

لطیفہ

ایک غریب طالب العلم کسی بنیئے کی دوکان پر جاکر
ایک آنہ کا آٹا مانگا بنیئے نے نرخ سے کم تولکر
حوالہ کیا۔ طالب العلم نے کہا کہ یہ تو بہت کم ہے
لالہ صاحب بولے کیا پروا ہے تمکو بوجھ کم اوٹھانا
پڑیگا۔ طالب علم بھی تھا چالاک چار پیسے کی
جگہہ دو پیسے دوکان پر رکھکر چلتا بنا بنئے نے
پکارا میاں صاحبزادے دام کم ہیں طالب العلم
یہ کہتا ہوا چلدیا کیا پروا ہے تمکو شمار کرنے میں
نہایت آسانی ہوگی۔

گھیر لیا

کل نئی سڑک پر ایک تماشا عجیب دیکھنے میں آیا
۔ایک شخص نہایت بدحواس ننگے منہ ننگے پاؤں
بھی چلائے چلے جاتے ہیں ہائے ہائے گھیر لیا
آہ جانے شہر کا معاملہ دو چار تماشا دیکھنے لگے

کوئی ہنسنے لگا کسی نے اس بوکھلاہٹ کا
سبب پوچھا۔ لیکن مجھے کون اونھین تو دنیا
و مافیہا کی خبر نہیں۔ بارے مین نے ہاتھ پکڑکر
زبردستی پرچہ اب پھرتا تھا کہ بیساختہ۔ آلہی خیر
پیام عاشق کی خیر بلکہ تمام اخبارونکی خیر۔
ارے میاں بکتے کیا ہو۔ صاحب گھیر لیا۔
بھیا کس نے گھیر لیا۔ اجی انھین موذیوں نے
لاحول ولا قوت کچھ بتاؤ تو گھیر لیا گھیر لیا کہیر
کیا کسی مہاجن کا گہر ڈاکوؤں نے گھیر لیا۔
یا کسی رئیس کو خوشامدیوں نے گھیر لیا۔ بندہ
خدا کچھ صاف کہوگے بھی آخر کس کو گھیر لیا
اجی یہ نہیں ہو بڑا غضب ہوگیا ارے ڈہوت
دہوت دہوت۔ لینا نکالنا مارنا۔ میاں جاؤ بھی
تو خیر ہے۔ اجی کیا خاک خیر ہے۔ بیچارے
پیام عاشق کو نادہندی کے کتوں نے گھیر لیا
اڈیٹر صاحب پر بھیک بھیک کر آتے ہین وہ
بہت دوڑ دھوپ کرتے ہین تقاضے کی لاٹھیان
دکھلاتے ہین لیکن وہ اور بھی کان کھڑے کرکے
غراتے ہین منہ پھاڑ پھاڑ کر آتے ہین یہ کہکر
وہ صاحب چلتے ہوئے۔

راقم اودھ کا ایک باشندہ۔

لطیفہ

ایک نوجوان مفلس نے کسی چالاک طوائف سے
پوچھا بی صاحب کیا چاہتی ہو وہ بولی کچھ نقد
و دولت۔ تو مفلس نے کہا کہ اگر یہی مطلب ہے تو ہم
حاضر ہین طوائف بولی میاں صاحب بے
کچھ نقد کی مجھ ہی تو کتا بھی نہیں چھوڑتا ہم تمہین
لیکر کیا کرین۔

پیارا ناٹک

ثریا بیگم کا مکان۔ منشی۔ حسینی خانم۔
امامن۔ ثریا بیگم۔

حسینی خانم۔ منشی جی ایک بات کہیے جو مانو
منشی جی۔ ماننے کی ہوے تو کیا عذر ہے۔
حسینی خانم۔ قسم کھاؤ میرے سر پر ہاتھ رکھو
منشی جی۔ خانم صاحب قسم تو مین جان جاتی
رہے جب بھی نہیں کھاتا۔
حسینی خانم۔ پھر ہمیں اعتبار کیونکر آئے
کہ تم مانوگے۔
منشی۔ مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ ماننے کی
ہوئی تو مانونگا۔
خانم (دبی زبان سے) آج یونہو آیا تھا۔
منشی۔ جسے پہلے ہی امامن نے خبر دیدی
تھی۔ رنجابل سے کون یونہو۔
حسینی خانم۔ (خوشامد سے) اے میاں
وہی کہنا۔

منشی۔ پھر کیا ہوا۔
خانم۔ ہوا کیا آتے ہی لگا اودہم مچانے اور پھر کی وہی باتین کرنے مین نے کہا بھی خبردار ہمارے مکان پر آکو اپنے ڈھکوسلے نہ نکالا کرو یہان کوئی خانگی کسبن نہیں۔ اب ایک مرد آدمی میسر ہوگیا خدا اوسے سلامت رکھے ہماری تمام ضرورتین پوری کر دیتا ہے اب ہمین کیا پڑی ہے کہ تیرے مو سے ۔۔ سملاتے پھرین۔
ثریا بیگم۔ بلتہ۔ بہن یہ جھگڑے رہنے دو
خانم۔ اوئی لڑکی تو تو زبان کترتی ہے آخر مین نے اسوقت کونسی بڑی بات کہی۔
ثریا بیگم۔ تم سمجھتی نہین ہو۔ ایسی ہی باتین نکلتے نکلتے جھگڑا ہونے لگتا ہے۔
خانم۔ اسمین جھگڑے کی تو کوئی بات نہین گھر مین مرد مانس ہوتا ہے تو اوس سے ایسی ویسی بات کا ذکر کر ہی دیتے ہین۔
ثریا بیگم۔ (جھلا کر) تو موے ایسے ہی ذکر رہ گئے ہین۔
ثریا بیگم کو معلوم تہا کہ منشی جی حسینی خانم کی اچھی باتونکو بھی برا سمجھتے تھے اونکے خیال مین یہ بات جم گئی تھی کہ اس مکارہ کی کوئی بات داو گھات اور فریب سے خالی نہین اسلئے ایسا نہو کہ منشی جی اور حسینی خانم مین چھیڑ چھاڑ ہو منشی کو اشارہ کیا اور وہ لو حسینی خانم کے پاس سے اوٹھکر کمرہ مین چلے گئے۔
منشی۔ آخر آج خانم صاحب کیون اسقدر مہربان نظر آتی ہین۔
ثریا بیگم۔ کچھہ غرض ہوگی۔
منشی۔ بیشک پونو کا بھی ذکر آیا تھا۔ ضرور کچھہ نہ کچھہ کہین کا پیغام ہے۔
ثریا بیگم۔ شاید ہو۔ مجھے بھی خبر نہین مجھسے تو وہ کہہ سکتی نہین ہان ادہر اونھون نے کچھہ کہا اور مین نے تنکا توڑ کر ہاتھ میں دیدیا۔
منشی۔ امامن کو معلوم ہوگا اوسے بلاؤ۔
ثریا بیگم۔ نے امامن کو پکارا تو وہ مٹکتی ہوئی آئی۔
منشی۔ بی امامن آج تو جوبن ہی جوبن ہے اُف یہ پٹیان۔ یہ مسی۔ یہ لال لال نیفا۔ گلی کے کنجڑے قصائیونکی ایک بھی جان بخشی آج نظر نہین آتی۔
امامن بیٹھو بھی منشی جی تمکو یہی پڑی رہتی ہے
منشی۔ ہان یہہ تو تہا ہی۔ یہہ آج خانم صاحب کیا گا رہی تھین۔
امامن۔ (ناک پر اونگلی رکھکر) خانم صاحب ہان وہ صبحکو پونو مردوا آیا تہا وہ کسی راجہ کا پیغام لایا تہا اُسی کا شاید ذکر کرتی تھین۔
منشی۔ آخر کون راجہ۔
امامن۔ اب یہ مجھے کیا معلوم۔

ثریا بیگم۔ وہ بہروا یون ہی تو ہنسی مارکتا ہے راجہ بابو بھی کوئی بھین کا بچہ تو نکہ ہوگا۔

منشی۔ بہلا دریافت تو کرو۔ شاید اگر کوئی راجہ بہی ہو تو کیا ہرج ہے۔

اامن۔ بیوی چاہے تم کچہہ کہو گر پونٹو اور کلنٹو بکی طرح جھوٹ نہین بولتا۔

منشی۔ اچہا تو اامن میرا ذکر نہ آنے پاے تم خانم صاحب سے کہو کہ پونٹو کو بلوا کر اوسی سے ہموار کرین۔

ثریا بیگم اگر تمہاری خوشی ہے تو مین خود بجیا سے کہتی ہون۔

منشی۔ ہان اگر کوئی دیہاتی سدہیہ والا۔ آنکھونکا اندھا گانٹھ کا پورا ہو تو کیا مضایقہ ہے آجکل خرچ کی بھی ذرا تنگی ہے۔

اڈیٹر۔ کیا کہنا ہے۔ واہ منشی جی۔ مگر یار تمہارا لقب تو اوستاد جی ہونا چاہیے۔

بقلم۔ ک۔ ل۔ مراد آباد۔

لطیفہ

ایک نوجوان حسین لڑکی اوسکے باپ نے ایک بڈہے شخص سے شادی کرنے پر مجبور کیا جب قاضی صاحب نکاح کرنیکو آئے اور ایجاب و قبول کی تکمیل کیلئے سوال کیا۔ کیا تم اس شخص کو اپنے خاوندی کیلئے منظور کرتے ہو۔ لڑکی نے کہا نہیں صاحب کبھی نہیں ایک تمھین تو ہو جو میرے دلکا حال پوچھتے ہو پھر کیون نہ کہہ دون۔

قابل رحم

جاڑونمین بھیگی بلی۔ گرمیونمین پیاسی مینا بیرحم کا عاشق۔ بندوبست کا زمیندار۔ جیلخانے میں پولیسمین۔ بیاہی ہوئی گاے بے روزگار مڈل پاس۔ بوڑھی نائکہ۔

ان تینونکی حالت دیکھئے

ایک شخص نے ایک جگہہ تین شخصونکو دیکہا کہ ایک ناچ کود رہا ہے۔ اور ایک سر نگہ بیان متفکر بیٹھا ہے۔ اور ایک رو رہا ہے۔ یہ پہلے اوسکے پاس گئے جو ناچتا کودتا خوشی کر رہا تھا۔ پوچھا تو کیون اسقدر خوش ہو کہا میری جورو مر گئی ہے۔ میں اسوجہ سے خوش ہون۔ پھر یہ اوسکے پاس گیا جو رو رہا تھا سبب اوسکا پوچھا۔ اوس نے کہا کل نکاح کیا آج جورو کی ہاتھ سے تنگ آکر رو رہا ہون۔ پھر یہ اوسکے پاس آیا جو سکوت میں سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اوس سے سبب پوچھا اوس نے کہا کہ مین ان دونونکو دیکھکر متفکر ہون کہ شادی کرون یا نہ کرون۔

دنیا جہان کی خبرین

بمبئی - مین غیر ممالک کی لڑکیان پکڑ کر بھیجی جاتی ہین کہ مزید ار پیشہ کرین - یورپ مین ایک اصلاح یہہ ہوئی کہ عورتون کے لئے ایک شوہر پر پابند رہنے کی قید موقوف کی جائے -

تاد ہند خریداران پیام عاشق کے کئی سو نام رجسٹر سے خارج کئے گئے -

ہندوستان - مین سونے کی کانین ۱۴ ہین گیارہ ایسی ہین جسمین سے سونا زیادہ نکلتا ہے -

شہزادہ - روس ۳۰ جنوری کو مدراس پہونچیگا گورنمنٹ ایک ناچ کا جلسہ کریگی -

عدالت - بنارس سے ایک عورت جادوگری کو پانچ سال کیلئے کالے پانی بھیجی گئی -

لندن - مین دس ہزار گاڑیان کرایہ پہ چلتی ہین انکی آمدنی ۱۲ ہزار پونڈ روزانہ ہے -

سلطنت - فرانس ۱۸ ارب ۱۰ کرور کی قرضدار ہے

جنوری - سے پیام عاشق اور تقویم پنجم کی لوح تبدیل ہو جائیگی -

گورنمنٹ - انگریزی انتظام کیا چاہتی ہے کہ ریاستہا ہند کے سکے انگریزی سکون کے برابر ہو جائین -

روسی - سامان تجارت جو ہندوستان مین آتا ہے صرف مٹی کا تیل ہے -

رنگون مین سرکاری دفتر سے ۸ ہزار روپیہ غبن کرکے ۳ ملازم روپوش ہوے -

دہلی سے کرنال تک یکم جنوری کو ریل جاری ہوگی -

رام پور کا سالانہ میلہ بینظیر ۱۵ دسمبر سے ہوگا -

رسید زر از ستمبر ۱۹۱۰ء

معاونان پیام عاشق کی نام نامی

منشی بھگوان داس صاحب ملتان	۱۲/	قدرت اللہ صاحب فرخ آباد	۱۲/
امیر علی صاحب احمد آباد	عہ	محمد رضا خان صاحب سیوہارہ	۱۲/
سنت سنگھ صاحب اودھم	عہ	مظہر علی صاحب بمبئی	عہ
عبد الکریم صاحب رنگون	۱۲/	فضل احمد صاحب چناور	عہ
محمد غوث صاحب دیدا پورم	۱۲/	ہر دیو نرائن صاحب بیکانیر	عہ
میر عنایت الدین صاحب اربورم	۱۲/	ہربنس صاحب کسولی	۱۲/
حجر ... صاحب اورچہ	عہ	غلام رسول صاحب شہر پنجم	۱۲/
محمد جلال الدین خان صاحب سیہور	عہ	نبی بخش صاحب چکیاری	عہ
ازہار علی صاحب لکھیم پور	عہ	سید غوث صاحب حیدر آباد	۱۲/
عبد الغنی صاحب بانس گاؤں	عہ	محمد حنیف صاحب ہردوئی	عہ
علی احمد صاحب جلال آباد	عہ	محمد کریم خان صاحب اعظم گڑھ	عہ

باقی آیندہ

اطلاع طرح

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرع طرح پیام عاشق

(ترے ملنے کی ہر دم آرزو ہے)

جناب مولوی منشی سید محمد طاہر علی صاحب طاہر سلمہ اللہ تعالیٰ فرخ آبادی

کتابِ دل جو تیرے روبرو ہے
اسی کا نام شرحِ آرزو ہے

شریکِ محفلِ جانان عدو ہو
شرابِ زعفرانی زرد رو ہے

تمہین دل دیدیا اس کا نہین غم
یہ حسرت ہے کہ باقی آرزو ہے

ہمین کیا چاہئے سامانِ عشرت
پیالہ ہے صراحی ہے سبو ہے

نہ چھوڑیگا قیامت تک جو دامن
وہ تیرے کشتۂ غم کا لہو ہے

فلک کو خوب سمجھا ہون مین اے بُت
جفا کاری مین تیرا بھی گرو ہے

ہوئین قاتل سے آنکھین چار کس وقت
اجل سر پر ہے خنجر گلو ہے

چھپائی جان غیرون سے دمِ قتل
الٰہی شکر بندہ سرخرو ہے

نہین ٹلتے کبھی در سے تمہارے
اگرچہ جا ہمارا کو بکو ہے

خدا سے ہے طلب نعم البدل کی
دلِ بے آرزو کی آرزو ہے

ستایا ہے تو شکوہ بھی سنوگے
خموشی میں ہمین اب گفتگو ہے

نہ پوچھو حال مین ہون محوِ گیسو
عیان میری حقیقت مو بمو ہے

نکلتی کیون نہین ہے جانِ مضطر
الٰہی یہ بھی کوئی آرزو ہے

نہین پھر وہ بستانِ فرخ آباد
یہی ہر وقت طاہر آرزو ہے

[illegible]

جناب حافظ محمد عبدالاحد صاحب آہ لکھنوی شاگرد جناب اسیر و جناب عاشق لکھنوی

عبث افواہ رنگ یہ کو بکو ہے
چھپا ہے دل میں جو کچھ [illegible] ہے

زبان پر آپکی ہر دم جو تو ہے
یہ کیسا منہہ ہے کیسی گفتگو ہے

وہ سیدھی بات پہ بھی چین بہ جبین ہے
بگاڑی دشمنوں نے ایسی خو ہے

پریشان کیوں نہو وحشی کسی کا
کہ برہم آج زلف مشکبو ہے

دہن ناز و ادا ہے اور غمزہ
یہاں ارمان تمنا آرزو ہے

ترا خنجر نکالے ہے زبان کو
رگوں میں جوش زن میرا لہو ہے

سمجھکر تیر سینے سے نکالو
ہمارے دل کی یہ بھی آرزو ہے

میں ایسا کشتۂ حسرت ہوں قاتل
کہ تیری تیغ بھی روتی لہو ہے

کیا ہے دلمیں غم نے رستہ تنہ
نکلنے کو ترستی آرزو ہے

نکالوں دلکو میں پہلو سے اپنے
یہی دشمن وہی میرا عدو ہے

کبھی ہے چھیڑ در پردہ کسی سے
کبھی چلتی کسی سے دو بدو ہے

جو رک رک کے گلے پر چلتی ہے تیغ
تو تھم تھم کے نکلتی آرزو ہے

ملا ہے دل موافق ہے زبان بھی
ہماری اور انکی ایک ہی گفتگو ہے

نکلنا تم نہ میرے دل سے ایمان
نکلجانے کو میری آرزو ہے

کھٹکتی نیند بنکر ہے شب وصل
تری آنکھوں میں میری آرزو ہے

قبا کی دھجیاں وحشت نے کیوں کیں
الجھ پڑتا ہر اک تار رفو ہے

جہاں ہے شاعری کو فخر اے آہ
وہ پاکیزہ زبان لکھنو ہے

جناب منشی شنکر سہاے صاحب گلشن ارجھاولی سیہود

کدورت سے بھر لیا ہے شیشۂ دل
کہا کس نے کہ تو آئینہ رو ہے

فنا سے منہہ نہ پھیرونگا وہ میں ہوں
نہ باز آئیگا جو روٹھے ہو تو ہے

ثمر پایا یہ گلشن نے بتوں سے
کہ رسوائی کا شہرہ کو بکو ہے

جناب منشی دلیپ سنگھ صاحب مختار دیوبند ضلع سہارنپور

سرا چاک گریبان بے رفو ہے
مری وحشت کا چرچا کو بکو ہے

لپٹ کر میرے سینے سے وہ بولے
لو کچھ اور باقی آرزو ہے

جناب شیخ ارادت اللہ صاحب توقیر نائب ریاست راج تروا ضلع فرخ آباد بکیمپ قنوج

پریشاں پھر رہا کیوں کو بکو ہے — تجھے توقیر کس کی جستجو ہے
کہاں اے دلبر آفاق تو ہے — ترے ملنے کی ہر دم آرزو ہے
ادا کرتی ہے سب سے آنکھ تیری — نگاہ شوخ بھی کیا جنگجو ہے
یہ پوچھے کوئی مجنوں کی نظر سے — کہ لیلیٰ سا بھی کوئی خوبرو ہے
سنے ہیں قلب و جگر نے سخن میرے — یہ افسانہ بھی کیا اک خوب ہو ہے
بھلا ہو مہرباں کب غیر مجھ پر — کہ جب ہمزاد بھی اپنا عدو ہے
ہوا مائل کسی پر اے دل زار — تماشا دیکھ میں ہوں اور تو ہے
مقابل کیا ترے رخسار کے ہو — گل تر میں نہ یہ رنگت نہ بو ہے
اوگا ہے نخل بستان محبت — ابھی نام خدا اس پر نمو ہے
بہا دیگا لہو مینا سے سر کا — حنا سے دست ساقی پر لہو ہے
مژہ نے ہجر کے جو طول کھینچا — تو جھگڑا زیست کا اب یکسو ہے
ملا کر دل لڑا لے آنکھ سے آنکھ — کھڑا توقیر تیرے روبرو ہے

جناب منشی محمد عبد السبحان صاحب بیکس از بمبئی

بت مغرور کی یہ گفتگو ہے — خدائی کو ہماری آرزو ہے
پری رویوں کی ہر دم جستجو ہے — عجب بے پر کی اپنی آرزو ہے
وہ مجھ سے بن سنور کر پوچھتے ہیں — کوئی دنیا میں مجھ سا خوبرو ہے
نہیں افلاک پر یہ ماہ روشن — کسی کا روئے تاباں ہو بہو ہے
تری محفل میں ہے کیسی دو رنگی — کوئی گریاں ہے کوئی خندہ رو ہے
ختن میں تبت و تاتار و چین میں — تری زلفوں کا شہرہ چار سو ہے
جو لکھی ہے ثنائے زلف مشکیں — غزل کا نقطہ نقطہ مشکبو ہے
نہ کر پامال اشکوں کو ہمارے — یہی تو چشم تر کی آبرو ہے
کبھو میرے صنم کے در پہ جا کے — جبیں سائی کی بیکس آرزو ہے

جناب قدسی اور پتہ معلوم نہ ہوا

پڑے گی چاند سورج پر نظر کب — کسی کا روئے روشن روبرو ہو

جناب منشی محمود علی صاحب شاعر قانونگو [illegible] تحصیل [illegible] ضلع [illegible] جناب تمیز

تری خوبی کا چرچا چار سو ہے	ہمارا عشق ظاہر کو بکو ہے
ترا شکوہ نہیں لب نے کیا کچھ ہے	دل ناداں ہمارا خود عدو ہے
ستارے ہیں وہ سب تو ماہرو ہے	شہنشاہ حسیناں ایک تو ہے
پس وصلت وہ بولے ہنس کے بصد شرم	اگر اب اور بھی کچھ آرزو ہے
کیا باتوں ہی میں ثابت دہن کو	نہیں بیکار اپنی جستجو ہے
میں روتا ہوں کھڑا ہو سامنے یار	تمہیں لازم وضو آب جو ہے
نہ دیا ہونٹوں کو بوسہ دہن کا	ذرا سی بات پر کیا گفتگو ہے
معمائے دہن لاحل ہے بیشک	نہیں کچھ اس میں جائے گفتگو ہے
نشہ ہے ہاتھ میں سینہ دلیجان	چڑھا سر پر ترے میرا لہو ہے
رخ گلگوں کا پایا اک نہ بوسہ	یہ ہو لیے داغ بسمل لالہ رو ہے
کیا حق نے برابر عشق مجھکو	میں شاہ عشق شاہ حسن تو ہے
برائے دامن تقدیر شاعر	نہیں کچھ احتیاج شست و شو ہے

جناب چودھری احمد خانصاحب قمر رودولوی

بسا جب سے مرے دل میں کہ تو ہے	ترے ملنے کی ہر دم آرزو ہے
کیا تھا وصل کا اقرار تمنے	بتاؤ اس میں اب کیا گفتگو ہے
فلک کو دیکھکر کیونکر نہ ہو رشک	کہ پہلو میں مرے وہ ماہرو ہے
میسر ہو تمہارا بوسہ لب	نہیں شیر و شکر کی آرزو ہے
جلا جاتا ہوں غم کی آگ سے میں	خبر لیتا نہیں مجھ شعلہ رو ہے
بتاؤں کیا میں اب حال پریشاں	تری زلفوں سے ظاہر مو بمو ہے
قمر کو دیتے ہو غش ہوکے گالی	زباں کو تھام لو کیا گفتگو ہے

جناب منشی محبوب خانصاحب حامد باشندہ دم دم علیم سیتاپور

نہ کیوں ہو باغ میں شور عنادل	گلوں میں تیری رنگت تیری بو ہے

جناب منشی بنسی دھر صاحب ضیا از بلند شہر

غم فرقت اٹھانے کا ستم اور	دل ناداں بتا میں ہوں کہ تو ہے

جناب منشی پرورگار شاہ صاحب الٰہی اہلمد کلیات ریاست راج تیرواضلع فرخ آباد

لطافت جسمین جو اسکے ہے وہ ہے ۔ کسی گل مین کہان وہ رنگ و بو ہے
ملا ہے خوب عریانی کا جامہ ۔ اسے کب احتیاج شست و شو ہے
حسینان جہان اوڑھے ہین سب جے ۔ وہ طوطا چشم ہے جو خوبرو ہے
بیاض جسم پر جو دل ہے زرین ۔ کہ زنجیر طلا زیب گلو ہے
ملا ہے آنکھ تجھسے ای بشہ حسن ۔ جہا مین کون ایسا خوبرو ہے
یہ اوسکا عارفانہ ہے تجاہل ۔ جو مجھسے پوچھتا ہے کون تو ہے
یہان ہر قسم سیہ ہی رحمت حق ۔ کسے اندیشہ تیغ عدو ہے
جو قتل اوس نے کیا ہے پان کھاکر ۔ دہان زخم سے جاری لہو ہے
بہار رخ ہوئی نذر خط سبز ۔ گل عارض مین کب وہ رنگ و بو ہے
شراب عشق گیسو سے ہون سرشار ۔ مرا ہر دیدہ جام مشکبو ہے
نہو مایوس لائق فضل حق سے ۔ بر آئیگی جو تیری آرزو ہے

جناب منشی محمد یوسف صاحب اثر از قصبہ رودولی

نہ کر خدمت سے ناامید واعظ ۔ کہ قرآن مین لکھا لاتقنطو ہے
زمانیکی عجب حالت ہے اولٹی ۔ جسے ہم یار سمجھے وہ عدو ہے
نہین سرخی ہے ہاتھو مین حنا کی ۔ کسی بیجرم عاشق کا لہو ہے
جلے جاتے ہین غم کی آگ سے ہم ۔ خبر کچھ بھی تجھے او شعلہ رو ہے
گلے ملکر وہ کہتے ہین شب وصل ۔ بتاؤ کیا تمہاری آرزو ہے
کیا لاغر تپ فرقت نے ایسا ۔ کہ چھلا یار کا طوق گلو ہے
ملین آنکھین کف پائے صنم سے ۔ یہی ہر دل ہماری آرزو ہے

جناب سید محمد محسن صاحب محسن جالیسری از مقام چھپرہ

جہانتک ہو سکے ظالم ستا لے ۔ بروز حشر ہم ہین اور تو ہے
گذرتی ہے پریشانی مین جیسے ۔ تری زلفون سے ظاہر ہو بہو ہے

جناب منشی بہاری لال صاحب بہار از قصبہ دیوبند

لقا مین میرے ہمدم یکتا ہے زمانہ ۔ جہا مین ایک تو او جنگجو ہے

جناب حاجی سید محمد حسن حسین صاحب حسن چشتی القادری الفخری جلالپوری تلمیذ جناب [illegible]

شب مہتاب میں وہ ماہرو ہے
چمن ہے جام ہے دم ہے سبو ہے

شب وصلت کسی کی گفتگو ہے
مرا ہمراز و محرم تو ہی تو ہے

ستم کرتا ہے اپنا عاشقوں پر
فلک تو بھی کوئی کیا خوبرو ہے

نہیں افلاک پر سرخی شفق کی
شہیدان محبت کا لہو ہے

کریں جور و ستم وہ اور وفا میں
وہ عادت اونکی یہ میری خو ہے

کریں اظہار کیسے حال اپنا
کسی پردہ نشیں کی آرزو ہے

کبھی تو بہر تسکین مجھسے پوچھو
ترا کیا مدعا کیا آرزو ہے

نہیں کس رنگ میں ہے رنگ اسکا
نہیں کس پھول میں اوسکی بو ہے

مرا بخت آج ہے بخت سکندر
مرے پہلو میں وہ آئینہ رو ہے

زیادہ اور ہو جاؤ گے برہم
نہ پوچھو کیا کسی کی آرزو ہے

لیا کرتا ہے بوسہ رخ کا ہر دم
نقاب یار بھی ہر دم عدو ہے

یہ شوخی دیکھو کہتی ہے بگڑ کر
ترے دل میں مری کیوں آرزو ہے

کیا تم پر سے قربان دین و ایمان
تو پھر اور تمکو کیا آرزو ہے

نہ چھیڑو وصل کی شب ذکر دشمن
یہ کوئی گفتگو میں گفتگو ہے

کسی کے وصل سے مسرور ہیں ہم
ہماری پاس مہمان عدو ہے

چلے آئے جگر تھامے ہوئے وہ
ہماری آہ بھی ساحر کی چھو ہے

لئے بوسے جو ہم چہرہ کے بدلے
نہیں اچھی تجمل تیری خو ہے

جناب منشی محمد کریم صاحب کریم از قصبہ گھوسی ضلع اعظمگڑھ

مریض عشق سے اتنا تو پوچھو
کہ تیرے دل کی کیا کیا آرزو ہے

کوئی فکر کمر میں کھو گیا ہے
کسیکو اوس دہن کی جستجو ہے

کدورت اپنے دل کی ہو گئی دور
مقابل جب سے وہ آئینہ رو ہے

جناب منشی فتحیاب خان صاحب عاصی از ناگپور

پھرا کرتا ہوں میں صحرا بہ صحرا
یہ کس لیلی ادا کی جستجو ہے

نہیں ہے بوئے الفت گلرخوں میں
تجھے کیوں اسکی عاصی جستجو ہے

لطائف وظرائف

شریک لطف ظرافت سخن میں ہیں کیسے
جو میں یہ ہوں تو بڑی دھوم انجمن میں ہے

اوہو ہو ہو۔ مضمون کا ہیکو لطیفونکا بتمام ہنسی کی پڑیا خوشی کی ڈبیا ہے۔ بل بے سیری بجم دھیج دیکھنا دیکھنا ذرا سنبھلے ہوئے۔ اوہو اچھوتی طبیعت گنگا جمنا کی طرح موجیں لے رہی ہے۔ اچھا اچھا سنئے مفلسی کی بیماری کی کیا دوا ہے جواب شربت دینار سوال مغز ونمین کون مغز اچھا ہے جواب مغز فلوس واہ کیا پھڑکتے ہوئے فقرے ہیں دل سنکر قلابازیان کہانے لگا۔ خیر آگے چلئے بہت بہتر۔ ایکروز اکبر بادشاہ نے سوال کیا سب سے بڑا پتا کس درخت کا ہے۔ سب سوچنے لگے کہ کس کا بتلائیں دنیا میں بڑے سے بڑے پتے ممکن ہیں۔ بیربر نے جواب دیا جناب سب سے بڑا پتہ پان کا جو حضور کے منہ تک پہونچتا ہے۔ واہ ما شاء اللہ کیا کہنا ہے اس میرے لطیفے کا ذرا قلم کی شوخی دیکھنا آہا ہا۔ چلبلا دل برق کو چٹکیوں میں اڑا رہا ہے۔ ہنسنے میں اپنی اس طبیعت کے صدقے۔ کیا خوب ہمارے سامنے اپنے منہ میاں مٹھو بنتا۔ آئیں آپ ہیں کس کھیت کی مولی جو ہمارے دل میں آئیگا ہم کہیں سے گے

آپ ہوتے کون ہیں۔ اے لیجئے آپ تھوڑی سی باتوں میں خفا ہو گئے اچھا جو چاہئے فرمائیے اب کوئی چٹپٹا لطیفہ سنائیے تو ابکی مرتبہ ہم بھی خوب ہی داد دیں خیر اپنے اقرار پر قائم رہنا کیونکہ ہم ذرا خوشامد پسند آدمی ہیں۔ مختصر ایک طوائف کا کچھ مال چوری ہو گیا تھانہ میں رپورٹ لکھا نیکو آئی اور پانچہزار کی چوری لکھائی۔ دیوانجی تھے ذرا زندہ دل۔ کہنے لگے بی صاحبہ آپ کیسا جھوٹا دعوے کرتی ہیں جو سنتا ہے وہ اس جھوٹ پہ تمہارے آگے تھوکتا ہے۔ وہ بولی منشی جی بندی تو کسبی ہے کوئی اسکے تھوکے یا کچھ کرے لیکن آپ جو مستغیثہ سے مذاق کرتے ہیں تو آپکے ڈر سے آپکے آگے تو کوئی کچھ نہیں کہتا۔ مگر اس حرکت پر ہر شخص آپکے پیچھے تھوکتا ہے۔ ہائیں۔ یہ وحشت کیا باگلہانے کی ہوا لگ گئی اگر کچھ گستاخ کہتے تو ابھی ٹھیک کر دوں یاد رکھنا دفعہ ۲۴ میں ابھی رکھا دونگا۔ اور ایکسپرتن ہاتھ میں دیدونگا کہ ڈنگا چور ہے۔ یا اللہ اتنی گرمی اچھی حضرت آپ ہیں کون۔ ہم ہیں پولیس کے ملازم اور کون ہیں۔ جناب ہمکو نہ معلوم تھا اچھا مزا ہوا

دروازی اور لال صافہ کے صدقے مین معاف کیجئے
لے بندہ رخصت۔

لطیفہ

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ مین ایک گاڑی
بنواتا ہون اور اوسکا نام تمہارے نام کے موافق
شتابو رکہونگا۔ بیوی نے منظور نہ کیا اور ناراض
ہوکر اپنے میکے چلی گئی اوسکی مان نے نامنظوری کا
سبب پوچھا تو جواب دیا کہ بہلا اماں اگر گاڑی کا نام
میرے نام کے موافق رکہا گیا اور کل کو کوئی آکر
کہے کہ آج شتابو پر چار آدمی سوار ہوئے تھے
تو بتاؤ ڈوب مرنیکا مقام ہے مین ایسی محبت
اور شہرت سے درگذری۔

راقم مشی۔ م۔ نقشہ نویس کوئٹہ۔

پہر پرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق
سامان صد ہزار نمکدان کئے ہوئے

میرا اس نئے مضمون میں بے تکی باتین ہونگی
جو سننے حسین گھبن کہینگے۔ نہ پہولونکی بارش
ہوگی نہ منہہ مین موتی بہرے جائینگے مضمون
مینو سپلٹی کے سپرد کر دیا جاے گا۔

شاہدان بازاری۔ یہ خطاب جنکو لوگون نے
دے رکہا ہے۔ اور سب سے پہلے اس گروہ مین
شریک مین ہون۔ کیونکہ مین نے انکا نام جیسا
کچھ نکالا اب مجھے خود نفرت آتی ہے کہ وہ وقت
مین نے کسی کے نذر کیا ہوتا کسی کام کی بات مین
صرف کیا ہوتا تو بہتر تہا ایک تو حسینون سے کاریگری
جو گلوری کی جگہہ گالیان بھی دینے مین تحمل کرتے
ہین۔ دوسرے عشاق ذی جاہ سے کٹ پٹ کی
ٹہرائی جنکی ماتحتی مین ان پر پیزار دینکا ہاتھ گرم رہتا تہا
محض گرہست اور ایجاد ہے شاہد ونکے جو گروہ سے
یہ حشرات الارض الگ ہین انکو شاہدی اور رعنائی
کسی بات مین کبھی کبھی نصیب ہی نہین ہوئے اور نہ
کوئی شرا پہول بھی انکو دامن مین۔ دیکہا گیا یہ تو
تماز نگر و نکے فرقے مین شریک رہنا فخر جانتے
ہین کوئی بہلا مانس چاہے کہ یہ ہمارے ہو رہین
اور ہم اونکے یہ اُسکی خام خیالی ہے۔
انکی طبیعت بھی کسی پر آتی ہے تو عجب وحشت کے ساتھ
سب سے پہلے اُسکے گہر پر نظر دوڑتی ہے کہ مالیت کیا ہے
اور خیالی الجبیر فوراً تخمینہ کر لیتا ہے پہر ہاتھ پاؤن
دیکھے جاتے ہین کہ سکت اور قوت کیسی ہے پہر کس
بل پر نظر جاتی ہے۔ کہ کبھی دہوکہ تو نہ دے گا شاید
ہم اپنے فطرتی مذاق کے موافق کسی سے آنکھ لگائین
اور یہ چراندھا ہوکر ناک بہون چڑھائے جب یہہ
مسودہ پورا اُترتا ہے اسوقت عشق چراتا ہے
اور نکاح کی فرمایش ہوتی ہے۔ میان لٹو ہو رہتے ہین
کہ معشوق فرمائش نکاح کی کرتا ہے ضرور کرنا چاہئے
اور اُدہر سے شرطین ہو رہی ہین کہ ہم نکاح تو
کرتے ہین مگر پردہ مین نہ بیٹھینگے جیسے ہنسنے ہو نیکا
نہین کہ پنجرے مین بیٹھین آزادی اچھی ہے اور

ایک بات اور بھی ہے کہ ہم ناچنا گانا چھوڑ دینگے
تو یہ ہمارا ایسی ہی رہے گا صرف آپ حق شوہر ذ
کے مالک ہین۔ بعض بھلے مانس ایسے بچہ فقد و غیر
پھنس بھی جاتے ہین جنکو زندگی وبال ہو تی ہے
ایسے ناسایشتہ فرقے کو شاہدی کا خطاب خلاف ہر
بازاری کی قید کو توضیح کرتی ہے مگر میری چھوٹی
سائے ایسی مجرم اور ملزم گروہ کے واسطے ایسا
معزز خطاب پسند نہین کرتی لیجیے رخصت۔

نقلم۔ ف۔ ہ۔

میان بی بی کی باتین

میان۔ لکھنؤ کے رہنے والے آدمی۔ زن مرید۔ گھر مین
گھسے رہنے والے بیوی۔ نازک اندام اور
حاضر جواب اور حسین۔

میان۔ سنتے ہین بڑودہ کی مہارانی جمنا بائی نے
سرکار سے کہا تھا۔ کہ مین بھی اپنی فوج لیکر دیکھو نگی
لڑونگی۔

بیوی اوئی ہٹو بھی تم آئے دن یہی گپ
اوڑایا کرتے ہو۔

میان۔ بیگم کے سر کی قسم خبر کے کاغذ مین
چھپ گیا ہوگا۔

بیوی مہارانی اور لڑائی۔ یہ کہتے کیا ہو
معلوم ہوتا ہے آج دوا کی چھینٹے زیادہ ہو گئی
اسیلئے مین سمجھتی ہون کہ آجکل گرمی کو دونین

چانڈو کم کر دو۔

میان کیا مشکل ہے خدا جانتا ہے۔ کس غضب کی
جان ہے اور جو اخبار مین دکھا دون۔

بیوی بھلا تمنے کسی سے سُنا ہے کہ عورتین
سورچون پر لڑنے گئی ہون۔

میان تو مرہٹونکی عورتین ہمارے لکھنؤ کی سی نہین
ہوتی ہین کہ عطر کی ننھی سی شیشی اوٹھاتے مین
کمر ہزار جگہ سے بل کھا جائے۔ دونیچ چڑھیا ہیٹھ کر لیتین

بیوی تو اونکی مردوے بھی ایسے نہ ہوتے ہونگے
جیسے یہانکے بعض مردوے ہین کہ نارنگی کے چھلکے
سے زکام ہو گیا کھچڑی کھاتے پہونچا ٹوٹ گیا۔

میان ایسے مردوے جو ہوتے وہ ہوتے ہونگے

بیوی اور تم اپنی تو کہو کلہ رات کو ساڑھے نو کی
توپ دغی تو کانپ اوٹھے اور اوپر سے باتین بناتے ہو

میان جھیپ کر) واہ ایک ذرا نشہ تیز ہو گیا تھا اور

بیوی نشہ تیز ہو گیا تھا اور یہ سون رات کو جب چور
چور کا غل ہوا تھا اور تم پلنگ پر سے بھاگے تھے
بدحواس تب کیا ہوا تھا۔

میان یہ مسکرا کر دل ہی دل مین خفیف ہوتے اور
کسی کام کے بہانے سے باہر چلے گئے بات آئی
گئی ہوئی۔

راقم ایک مذاق کا پتلا۔

لطیفہ

ایک بہت پتلا آدمی کرایہ کی گاڑی میں جگہ کی تنگی سے گھبرا کر بولا۔ اگر وزن کے حساب سے کرایہ لینا چاہئے۔ سامنے ایک بہت موٹے لیس بیٹھے ہوئے تھے جھنجھلا کر بولے۔ تو پھر تم جیسوں کو سوار کرنے کی پروا ہی کسکو ہوگی۔

ساقن نامہ

مستو ہی متوالی ساقن،
کالے خان کی کالی ساقن

اونچے شانے والی ساقن
ننھے پانوں والی ساقن

جادو ٹونے والی ساقن
دن بھر سونے والی ساقن

سبز دوپٹے والی ساقن
گھٹنوں سے گٹھے والی ساقن

گول بہی قد کی چھوٹی
جتنی چھوٹی اتنی کھوٹی،

زیور پہنے پاسنے والی
پیر مغان کے ناتے والی

ناچنے والی گانے والی
دودت دیگ تبلانے والی

چھمن ساقن نام ہے تیرا
عاشق چھمن رام ہے تیرا

نخرا غمزہ عادت تیری
جانکی لیوا الفت تیری

فیض آباد کی رہنے والی
تیری جان کا اللہ والی

آنکھیں موتی چور کے لڈو
کتنے ہیں یہ ہتیا پھندو

منتر جیسی باتیں تیری
دام میں لائیں زلفیں تیری

غضب ہی جوبن اٹھتا تیرا
غضب ہے گورا مینڈا تیرا

چھری کٹاری نظریں تیری
آفت کی ہیں چالیں تیری

انکے ترچھے ابرو تیرے
کالے ناگ ہیں گیسو تیرے

ملکوں ملکوں شہرت تیری
ہر دل میں ہے الفت تیری

ٹھاکر بابو راجے تیرے
طبلہ ڈھولک باجے تیرے

شہر میں شوخی چھیلیں تیری
تھانے اور تحصیلیں تیری

دولت ثروت ساتھی تیری
آنا ہمسوا چاندنی تیری

رندوں کا ہے ستو گھر والی ہو
مستو ہی ہے تو گھر والی

میخانے کی مالک تو ہے
راہ و بدی کی سالک تو ہے

بات یہ ہے سب سے بالا تیری
سرداروں پر غالب تیری

فاقے مست مصاحب تیرے
یار ہیں حاضر غائب تیرے

جھوٹے تیرے سچے تیرے
یہ سب انڈے بچے تیرے

دیکھو ساقن بادل آئے
کالی گھٹائیں پھر تا آئے

برسے بن کا دن ہے ساقن
جھانجھ چرس کا دن ہے ساقن

آؤ چلو کے جا پینا لے لے
چرس نہیں تو گانجا دیدے

کوندا لپکا بجلی چمکی
لانا ساقن بوتل رم کی

آیا آج بڑا دن ساقن
جام و صراحی کا دن ساقن

اٹھو اٹھو متوالی ساقن
آنکھیں کھول او کالی ساقن

ڈالی لائے۔ نظریں لائے
دیکھ تو کیا کیا چیزیں لائے

تنبول کی نارنگی لائے
طبلہ اور سارنگی لائے

کاغذی میوے کھٹے میٹھے
کوئی پھیکے کوئی سیٹھے

لڈو پیڑا خرما لائے
انگیا انگرکھا ملائی

ستو یہ بالک میٹھی خرفہ
سب حاضر ہے کھول تو کمرہ

ڈالی بخشش نذر سب پائی
چونکی ساقن اور چلائی

آئی آئی میاں میں آئی
واری جاؤں تحفہ لائی

اٹھی تو پھر بوتل لائی
اکتسا نمبر اول لائی

خوب پلایا خوب چھکایا
خوب کیا خوش خرچ چھایا

خوب ہی ناچی خوب ہی کودی
ساری پہنی اودی اودی

پہرے ٹھمری ٹپے گائے
بارہ ماسے خوب سنائے

خوش ہو ہو کے ہاتھ اٹھا کے
رند چلے یہ دعائیں دیتے

جب تک پیر ہے اندھی رم ہے
جہاں میں جب تک جام جم ہے

مستو میں ہو مستی جب تک	زندگی کی ہو ہستی جب تک
ساقی کی ہو مشق جب تک	تازگی ہو گھٹی جب تک
مے میں جب تک تیزی مرہو	زلفیں جب تک پیچ و خم ہے
گردش میں ہے مینا جب تک	مینا میں ہے صہبا جب تک
شیخ کی اچھلے پگڑی جب تک	تو ہے ساقی بگڑی جب تک
جاڑوں میں ہے سردی جب تک	گرمی میں ہے گرمی جب تک
پانی میں ہے جوہر جب تک	گنگے میں ہے شنگ جب تک
حسن میں جب تک شور ہے باقی	غنچے جب تک سوز ہے باقی
قلم میں جب تک زور ہے باقی	اللہ رکھے ساقی ساقی

راقم - م - ح -

لطیفہ

جہانگیر بادشاہ نے ایک خدمتگار کو موتی دینے کہی تھی
مگر جب وہ سامنے آتا تھا تو اوس سے گردن پھیر لیتے تھے
ایکدن بادشاہ نے کسی اونٹ کو دیکھکر پوچھا کہ یہ ہمیشہ
ٹیڑھی گردن کیوں اسطرح رکھتا ہے وہ خدمتگار بول اٹھا
کہ حضرت اس نے بھی کسی کو موتی دینے کہے ہونگے
بادشاہ شرمندہ ہوا۔

بیخودی چھائی کبریائی کلیم
ہوش اپنا ہی خود تجھے نہ رہا

خمار آلود نگاہ کا جادو ترقی اثر سے ہمرنگ ہم نشے لاکھوں
جیسے بڑھا ہوا ہے اور ہر نظر سے نظر ملی اور بیہوشی نے
آغوش میں لیکر لب فرش صاحب فراش کرایا۔
اور کبھی بیخودی کا چلتا جادو حسینونکی فریب ہی میں بھی
دیوا لیکی جگائی ہوئی رات سے زیادہ تیز اثر ڈالتا ہے

بھولے سے بھی جب کسی کو آنکھیں بند کیے تنہائی میں
خوشی کیجاتی ہیں دیکھتے ہیں تو - وہ تنہائی بے اختیار
رحم کی تصویر کھینچکر اسدرجہ گداز پیدا کر دیتی ہے کہ وہ
بیچین ہوکر شرم و حیا کو خیرباد کہکے بیخبر کا سر زانوں پہ
رکھکے زلف عنبریں کا نخلخہ سونگھانے لگتے ہیں - اور
اسے بیخود عشق کی کشش نے اگر اسوقت کچھ جذب سے
کام لے لیا - تو پھر تو لب نگین کا اعجاز جو بوسے کی شکل میں
موثر ہوتا ہے - تن بیجان میں جان ڈالدیتا ہے -
ہے اوس عالم تنہائی میں معشوق کی مہربانی شیریں
بوسے کا لطف وہ بیچین جان کھینچ دیتا ہے کہ فرط سے
بیچین ہوکر عالم بیخودی کے مزے لوٹنے والا
آنکھیں کھول دیتا ہے - مگر افسوس - ادہر اس شادمی
کی طغیانی سے ہوشیاری ثابت ہوکر آنکھیں چار ہوئیں
اور ادہر شرم و حیا نے تیزی سے قبضہ کیا زانو پہ
رکھا ہوا سر تکیہ پر اور آغوش میں آیا ہوا جسم زاہد
شکن کیطرح بیچوں پر نظر آنے لگا نورانی چہرا
کچھ تو بکھری ہوئی زلفوں میں اور کچھ آنچل کی پردہ
میں چھپا لیا گیا - لرزتے ہوئے بدن اور ڈگمگاتی
ہوئے قدم سے تھرتھر کانپتا ہوا کوئی اپنی خوابگاہ میں
پہونچ گیا - اور یہاں بیخودی کی مزے سے بیچین ہوکر
جو آنکھیں چشم ظاہر سے لطف نظارہ اٹھا رہی تھی
وا ہوئی تھیں - وہ چشم قربانی کیطرح کھلی رہ گئیں -
بیخودی کشش حسن کی اک نمایاں تصویر ہے
ممکن نہیں کہ اس جادو بھرے اثر سے خود حسن بھی

بجانے اور تصویر میں تغیر کو پیدا ہو جاتا ہے۔ غرور حسن جو آئینہ بینی سے اپنا ڈنکا بجانے لگتا ہے۔ آدمی چاہے کیسا ہی معتدل اور مستقل مزاج تارک لذات ہو مگر ممکن نہیں ہے کہ وہ دیدہ نظری کے جادو اور کرشمۂ حسن کی لہٹ۔ بعد ازاں جھلکی دکھانے کے ساتھ برقی طاقت سے تیز اپنا اثر ڈالتی ہے) کو دانکیا ہے۔

راقم۔ حضرت قمر۔ ف۔ ا۔

لطیفہ

ایکدن نورجہان بیگم نے بادشاہ سے کہا کہ آپکے منہہ میں تو بو آتی ہے بادشاہ نے جو دوسری بیبیوں سے کہا کہ نورجہان ایسا کہتی ہے۔ تم نے تو کبھی نہیں کہا اونھوں نے عرض کی کہ حضرت جس عورت نے کبھی مرد کا منہہ سونگھا ہو بھلا وہ خوشبو اور بدبو کو کیا جانے۔

ہنگامہ مردم شماری

مشہور ہاور۔ آجکل مردم شماری کا طوفان ایسا موجزن ہے کہ ہر کس و ناکس اسمین مبتلا ہے۔ زندہ تو زندہ مردوں میں بھی اسی کا شور و غل ہے آج شب کو میں نقشہ مردم شماری دیکھ رہا تھا جو غنودگی آ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا امانت مغفور لکھنوی کی روح ایکجانب کو گھبرائی چلی جاتی ہے۔ بعد ملاقات میں نے عرض کیا کہ مدت سے آپکے کلام عاشقانہ کا دل مشتاق ہے کچھ ارشاد ہو۔ فرمایا کہ بالفعل کار مردم شماری ایسا محیط ہے کہ عالم ارواح میں بھی اسی کا شغل ہے لہذا ہم بھی اپنے سب کلام تبدیل کر ڈالے چنانچہ ایک پرانی غزل جسکا مطلع یہ ہے

عشق کا خنجر لگا ہے دل بیکاری اندنون

حسب مذاق اہالیان مردم شماری ترمیم ہوئی ہے اتنے میں آنکھ کھل گئی خیال کیا تو اکثر اشعار یاد آ گئے چونکہ مضمون سے میلان طبیعت شاعرانہ آپکی جانب پایا گیا لہذا درج ذیل ہے۔

غزل

آنکھ سے ہو آباندھے ہوئے مردم شماری اندنون
دم چرائے پھرتی ہے باد بہاری اندنون
پوچھتا دارو غہ ہے دیدے کی دم سب گھر کا حال
دشمن اپنا کر رہا ہے دوستداری اندنون
رات بھر کے گشت سے ابتر نہ کیون ہو حال زار
شکل پہچانی نہیں جاتی ہماری اندنون
حکم ہے گھر سے نہ نکلے کوئی اہل خانہ آج
پاؤن کو در کار ہے زنجیر بھاری اندنون
اس جگہ مینران کھتولی میں نہ ہو جائے خلل
چھیڑتے ہیں پلنگ پر دوے میں ستاری اندنون
عشق کے آزار نے لاغر کیا ہے اس قدر
ہو رہا ہون خارج از مردم شماری اندنون
ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہو ہر دم امانت کس لئے
کیا ہوئے دارو غہ مردم شماری اندنون

راقم ایک مردم شماری کا بیکاری۔

راقم ف۔ ہ۔ تخلص شوخ ظریف۔

اطلاع طرح

ہر انگریزی مہینے کی ۱۰ یا ۱۲ تاریخ تک کل غزلین آنا چاہئے۔ طرح اپریل (کچھ کم سنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے) ہوا وغیرہ قافیہ طرح مئی (سامان عیش آج مہیا نہو سکا) اچھا وغیرہ قافیہ طرح جون (لپٹون مین کچھ ایسی ہون کہ بند قبا کو خبر نہو) تبر وغیرہ قافیہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرع طرح پیام عاشق

(جادو ہے کہ اعجاز ہے نقشِ کفِ پا مین)

جناب مولوی منشی سید محمد طاہر علی صاحب طاہر سلمہ اللہ القادر فرخ آبادی

انسان نہین پستے ہین جو وہ زلفِ دوتا مین — تارے سے چٹک جاتے ہین ساون کی گھٹا مین
خط یار کے لے آتے ہین اتراتے ہوئے ہین — ابکس کی سنینگے یہہ کبوتر ہین ہوا مین
زلفین ہی بناتے ہین ابھی تک یہ غلط ہے — کچھ کھا پیچ پڑا ہے اثرِ آہِ رسا مین
دور ار ہون اے غیرتِ گلشن کہ مرے ہاتھ — کانٹون کی طرح اولجھینگے دامانِ قبا مین
چلتی رہی تلوار ہوا ہو گئے اغیار — ہم پاؤن جمائے رہے میدانِ وفا مین
تم کہتے ہو نقدِ دلِ عشاق نہین ہے — دیکھو تو یہہ کیا ہے گرہِ زلفِ دوتا مین
جانا درِ جانان سے تو ٹہرا ہے عدم کو — مشکل یہ ہے طاقت نہین بیمارِ وفا مین
شانہ جو کیا اور بھی غصہ ہوا دونا — ماتھے مین شکن پڑ گئی بل زلفِ دوتا مین
کیا جان کشاکش مین پڑی ہے دمِ رخصت — روکین تمھین ہم یا دلِ وارفتہ کو تھامین
ہاتھ اوس نے کئے لال ہمارے ہی لہو سے — اب رنگ جما یا کرے مہندی کفِ پا مین
وعدے کا بھی کیا پاس نہین ہے دمِ تزئین — زلفون مین گرہ دیتے ہو یا بندِ قبا مین
اوس بت سے طلبگار ہین کعبے کو تو جائین — سنتے ہین کہ تاثیر بھی ہوتی ہے دعا مین
طاہر لبِ جان بخش کی الفت نہوئی ترک — کیا جان گئی ہے ہوسِ آبِ بقا مین

جناب منشی محمد گھسو خانصاحب شیدا از مین پوری

ممکن نہین پھندو سے حسینون کے ہو جانبر — سو آفتین سو قہر ہین ایک ایک ادا مین

جناب مولوی عبدالاحد صاحب شمشاد لکھنوی

مضمر ہے شرارت تری ایک ایک ادا مین
شوخی کہین چھپتی ہے بناوٹ کی حیا مین

افسوس نہ کی چاہنے والون نے ذرا قدر
تھا لطف وفا کا تری ایک ایک جفا مین

کاجل ہے نہ تل گال پر اے شوخ بنا تو
دھبہ نہ لگا صنعت بے عیب خدا مین

ملجائے مری طرح جو اوسے گھاٹ بقا کا
دو ہاتھ جو مارے کوئی دریائے فنا مین

جان بخش لبون سے مجھے دیتے ہو گالی
کیون زہر ملا دیتے ہو تم آب بقا مین

کر دیتی ہے دل ہی مین تمناؤن کو چوٹک
یہ کاٹ بلا کا ہے تری تیغ ادا مین

ہر روز نئے جور کیا کرتے ہین مجھ پہ
کامل مجھے پایا ہے جو تسلیم و رضا مین

مجنون اطبا ہین اطبا کو ہے سودا
بیمار محبت ہون اثر کیا ہو دوا مین

حیران ہون دوڑاؤن نظر اپنی کہان تک
کرتا ہے نہین حسن کمی نشو و نما مین

تاثیر ہے دو چار قدم رہتی ہے آگے
نامی تو ہے اتنی ہی مری آہ رسا مین

قاتل نے مرے غیظ مین کیا کیا نہ ملی ہاتھ
بو میرے لہو کی جو ملی رنگ حنا مین

ہے نغمہ سرائی مین جو بے مثل وہ گلرو
شمشاد بھی اسوقت ہے یکتا شعرا مین

جناب منشی گنگا بشن صاحب موج بریلوی تلمیذ جناب طاہر فرخ آبادی مدظلہ

اب چین کہان الفت گیسوئے دوتا مین
قسمت نے پھنسایا ہے ہمین دام بلا مین

ہو جائے خریدار کوئی یوسف ثانی
دل بیچنے ہم آئے ہین بازار وفا مین

ہم اس لئے اے ترک نہ تڑپے تہ خنجر
دھبا نہ لگے خون کا دامان قبا مین

کیون شیفتہ خود ہون زاہد کی طرح ہم
کیا کم ہے وہ بت نام خدا ناز و ادا مین

اونکی نگہ تیز سے اللہ بچائے
وہ تو ڑ ہے اوسمین کہ نہین تیر قضا مین

مستی کی دہری دیکھکے ہم بہرتے ہین آہین
یاسر دہوا چلتی ہے ساون کی گھٹا مین

دیکھو تو نظر بھر کے مجھے او رعدو کو
آجائے گی دونون کی قضا ایک ادا مین

اے موج توقع ہے ہمین بوسہ لب کی
دھو آئے منھ جاکے ذرا آب بقا مین

جناب منشی بابو لال صاحب مضطر از الہ آباد

آجائے اگر موت تو آزاد ہون غم سے
یارب کہین ہو جائے اثر اپنی دعا مین

پوری نہ ہوئی وصل مین بھی آرزو دل کی
ٹالا کئے ہر بات کو وہ شرم و حیا مین

کر لیتے ہین کام اپنا عجب گھات سے معشوق
انداز مین غمزے مین کرشمے مین ادا مین

جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجمل چشتی نظامی فخری جلالپوری مقیم بمبئی تلمیذ جناب تاب جہانپوری

مصروف ہو نہیں قامت بالا کی ثنا میں — کس درجہ تعلی ہے مری طبع رسا میں
بے مثل کا ہمسر آپ فقط شرم و حیا میں — لاثانی ہو شوخی میں بناوٹ میں ادا میں
شکوہ نہ کرونگا کبھی درگاہ خدا میں — اوٹھت نہ کمی کر ستم و جور و جفا میں
بے مثل جو وہ ہیں ستم و جور و جفا میں — یکتا ہے مرا دل بھی مروت میں وفا میں
جوبن کو ابھرنے نہیں دیتے ہو غضب ہے — کیوں قید کیے رہتے ہو ہر وقت قبا میں
اوس زلف معنبر سے تجھے دعوۂ خوشبو — اے مشک قدم کو نہ بڑھا راہ خطا میں
اوس شوخ کے سینے سے اوڑاون میں ذو — شوخی یہ سمائی ہے دل باد صبا میں
تیار ہیں جانیکو سوئے ملک عدم ہم — ٹھہرے ہیں مسافر کی طرح دار فنا میں
راہی عدم آباد کو احباب ہوئے سب — کیوں چھوڑ گئے ہائے مجھے دار فنا میں
تھا نیکو بیت سر تو کچھی یا نہیں ان کا — کیوں شیخ جی کرتے ہیں نصیحت جہلا میں
ہے مجکو کسی غیرت خورشید سے الفت — روشن ہے یہ احوال برا خلق خدا میں
لاکھوں دل عشاق ہوا کرتے ہیں بسمل — جادو ہے کہ اعجاز حسینوں کی ادا میں
بھولی نہ کبھی شہر خموشان کی ہمیں پھر — سوتے نہ کبھی چین سے ہم دار فنا میں
تنہائی نہیں انکو لحد میں بھی کسی وقت — ارمانوں کا جمگھٹ ہے مزار شہدا میں
کیوں ہو نہ گمان محفل فردوس بریں کا — بیٹھا ہے مرا حور لقا بزم عزا میں
آتی ہے شب ہجر میں کس وقت تجمل — بیٹھے ہیں بہت دیر سے ہم یاد قضا میں

جناب مولوی محمد رضا خان صاحب رضا غازی پوری تلمیذ حضرت بقا غازیپوری

درپردہ کیا میری محبت نے اثر کچھ — آتی ہے مجھے بوئے وفا اوسکی جفا میں
دل ہی کو خبر اسکی ہے میں کہہ نہیں سکتا — واللہ عجب لطف ہے اسرار وفا میں
وہ میری خوشامد کریں وہ مجکو منائیں — یارب یہ اثر دے تو مری آہ رسا میں
بکھرائے ہوئے زلف سر بزم کھڑے ہیں — ڈالے ہیں مری جانکو آفت میں بلا میں
واللہ گھٹی قدر زمانے میں بتوں کی — مشغول ہوا جب سے رضا یاد خدا میں

جناب منشی الٰہی بخش صاحب اثیم از قصبہ کالگڈہ

یارب یہ جھگڑتے ہیں کیوں شیخ و برہمن — جادو ہے کہ اعجاز ہے نقش کف پا میں
کہتا ہے شب وصل مرا دست تمنا — ہے آج حیا اوس بت کمسن کی ردا میں

جناب منشی بالکرشن صاحب قمر والیس پریسیڈنٹ گنیش گنج ایجوکیشنل کلب لکھنو تلمیذ جناب اسیر لکھنوی

تم خوف سے کرتا نہ کبھی جور و جفا مین ۔ شکوہ نہ کرونگا مین کبھی روز جزا مین
فتنہ نکا ہے سامان نگہ ہوش ربا مین ۔ اسباب قیامت کے ہین مستانہ ادا مین
صد حیلے نیا کرتے ہین دل ایک ادا مین ۔ کیا دھوم بتون کی ہے قمر خلق خدا مین
مشہور مرا نام بھی ہوا اہل وفا مین ۔ وہ اسلیئے آئے ہین مری بزم عزا مین
شوخی سے شرارت سے شب وصل مین کام ۔ بیٹھو نہ مری جان تم آغوش حیا مین
کس طرح سے بیٹھین مرے پہلو مین وہ آکر ۔ تاثیر نہین آتی ہے آغوش دعا مین
چھیڑا جو شب وصل تو بولے وہ بگڑ کر ۔ بس ہاتھ لگانا نہ مرے بند قبا مین
وہ عیش کا دشمن ہے تو تم جان کے دشمن ۔ تم بڑھ کے رہے چرخ سے بھی جور و جفا مین
کچھ دیر مین کھل کھیلینگے وہ وصل مین ایسا ۔ شوخی بھی نظر آتی ہے پہلوئے حیا مین
محرومی طالع ہے کہ محروم رہا مین ۔ تاثیرین چلی جاتی ہین دشمن کی دعا مین
بیتاب بہت آج ہے کمبخت جگر بھی ۔ ہم اسکو سنبھالین کہ دل زار کو تھامین
پھر دیکھون مین کس طرح اولٹتا نہین گھونگھٹ ۔ ہو جائے جو تاثیر کسی آہونکی ہوا مین
مٹھی سے نکل جائے نہ میرا دل مضطر ۔ رکھ لو اسے ایجان کہین زلف دوتا مین
بتلاؤ قمر کونسی تدبیر کروگے ۔ پرسش نہوئی ظلم کی گر روز جزا مین

جناب منشی محمد موسیٰ صاحب لائق از بمبئی

یکسان ہین یہ چالاک ہر اک مکر و دغا مین ۔ کچھ فرق نہین آپکی شوخی و حیا مین
انکار ہے دل لینے پہ دونونکو شب وصل ۔ کچھ دیر سے تکرار ہے شوخی و حیا مین
دل لینے کا انداز انھین یاد ہے اچھا ۔ شوخی ہے ادا مین تو کرشمہ ہر حیا مین
چلمن سے ہوا کرتا ہے غیرونکا نظارہ ۔ یہ ڈھنگ نرالا ہے تری طرز حیا مین
ہر حال مین ہے یاد تری اے بت کافر ۔ آفت مین مصیبت مین اذیت مین بلا مین

جناب چودھری شرف حسین صاحب غفیر از رُدولی

اس تن مین یہ خلعت ترے دیوانے نے پایا ۔ گردن مین پڑا طوق ہے زنجیر ہے پا مین

جناب سید محمد شاہ صاحب مصطفائی عامری ضلع کراچی بندر

اک بوسہ بھی دیتے نہین بنتا ہی تو حیف ۔ خیرات بھلا کچھ تو کرو راہ خدا مین

جناب حافظ سید محمد زکریا صاحب نیّر صاحب راجہ صاحب تروا ضلع فرخ آباد

مشتاق ہے وہ ترک اگر جور وجفا مین ۔ ہم سر کو قدم کرتے ہین اب راہ وفا مین
ہے قیس کوئی اسکا جہان مین کوئی فرہاد ۔ غمزے مین وہ لیلی ہے تو شیرین ہے ادا مین
ہے فرش زمین پہ تو کبھی عرش برین پر ۔ اللہ رے تاثیر یہ وہی آہ رسا مین
کیونکر وہ سنین حال دل زار کا یارب ۔ اغیار کا ہے ساتھ بھرے ہین وہ ہوا مین
کشتے ہین کسی کے لب جان بخش کے عاشق ۔ وہ خضر ہین جو ڈوب مرین آب بقا مین
کھولے سے یہ کھلتی ہے نہ توڑے سے یہ ٹوٹے ۔ کیا رشتۂ جان ہے گرہ بند قبا مین
تم رشک مسیحا ہو مین بیمار محبت ۔ جلد آؤ توقف کوئی دم کا ہے قضا مین
جسکا ہے جو اسکا تجھے اے بانی بیداد ۔ آتا ہے مزا کیا ستم وجور وجفا مین
پیتے ہین وہ کہاتے ہین عشاق تمہارے ۔ اشک آب ہے اور لخت جگر انکی غذا مین
بخشینگے خطا کی تجھے غفار سمجھکر ۔ پوچھے گا اگر ہم سے کوئی روز جزا مین
نیّر ابھی بنجائین مری خاک کے ذرے ۔ بت پاؤن جو عشق صنم ماہ لقا مین

عالیجناب منشی رام سہائے صاحب تسلیم ڈپٹی کلکٹر بہادر بدایون

تجھسا نہین پایا کوئی اے ماہ لقا مین ۔ خوبی مین ملاحت مین نزاکت مین ادا مین
الجھن ہے پریشانی ہے وحشت ہے نہایت ۔ ڈالا ہے مجھے کاکل پیچان نے بلا مین
رکھتے ہی قدم گور مین مردے ہوئے زندہ ۔ جادو ہے کہ اعجاز ہے نقش کف پا مین
تدبیر کی چلتی نہین تقدیر کے آگے ۔ انسان کا چلتا نہین بس حکم خدا مین
بیمار محبت کے نہین بچنے کی امید ۔ تاثیر دعا مین ہے نہ تاثیر دوا مین
نسبت ہے غلط عارض تابان کی قمر سے ۔ خورشید سے بڑھکر رخ انور ہے ضیا مین
نیکی بدی رہجاتی ہے تسلیم جہان کی ۔ دائم نہین رہتا ہے کوئی دار فنا مین

جناب شیخ معراج الدین صاحب معراج از لاہور

پژمردگی چھائی ہے عجب غنچۂ دل پر ۔ تاثیر کچھ ایسی ہے زمانے کی ہوا مین
زیبا نہین اترانا تجھے حسن پہ او بت ۔ منظور تکبر نہین درگاہ خدا مین

جناب منشی لال بہادر لال صاحب نیجر برینچ پوسٹ ماسٹر آرہ

ثانی نہین رکھتے ہو جو تم جور وجفا مین ۔ تو ہم بھی ہین بے مثل محبت مین وفا مین

جناب حافظ محمد عبد الاحد صاحب آہ لکھنوی شاگرد جناب امیر و جناب عاشق لکھنوی

پوشیدہ ہے نشتر نگہ شرم و حیا مین
چھریان بھرین ہین لاکھون کسی بانکی ادا مین

یکتائی ہو حاصل ہے ادنھین جور و جفا مین
کچھہ تھوڑا سا ہے نام ہمارا بھی وفا مین

وہ آپ سر بزم ہمین سیکڑون پوسے
چل جائے کسی روز جو شوخی و حیا مین

تم دل سے ہمارے نہین واقف نہ سہی خیر
کیا چیز ہے دیکھو گرہ زلف دوتا مین

بیتاب ہون ہر لحظہ وہ دوڑا تین بلا مین
تکلیف ہو مجکو جو اثر آسکے دعا مین

کیا آہ سے ہے داغ جگر اپنا منور
یہہ شمع نرالی ہے کہ روشن ہو ہوا مین

کچھہ لطف ستم مین نہین ملتا کہ ہون عادی
ایجاد نکالین وہ کوئی طرز جفا مین

بیہوش ہون بستر پہ مگر لوٹ رہا ہون
شوخی جو نہان تھی نگہ ہوش ربا مین

دیکھے سے جھپک جاتی ہین سیارونکی آنکھین
خورشید سے بڑھکر رخ روشن ہو ضیا مین

کیا مژدۂ شادی ہے ہمارا غم و ماتم
بیٹھے ہوئے ہنستے ہین جو وہ بزم عزا مین

اس طرح ہم عشق سے مدہوش ہون دونون
وہ ہمکو سنبھالے کبھی ہم یار کو تھا مین

مایوس ہون مقبول نہ ہونے کے گمان سے
دشمن کو بھی کرتا ہون شریک اپنی دعا مین

اب عیش و طرب آہ ہو یا رنج و مصیبت
کیا دخل ہے انسان کو فرمان قضا مین

جناب شیخ محمد ارادت اللہ صاحب توقیر نائب ریاست راج ترواریس قنوج

بچ سکئے گا کس کس سے ہوئے وصل کے اقرار
گرہین ہین بہت آپکی کیون بند قبا مین

سفلی ہے کہ علوی ہے خدا جانے یہ کیا ہے
جادو ہے کہ اعجاز ہے نقش کف پا مین

جاتے ہی گئے ہوش گرے فرش پہ بیہوش
کیا ہوش رہین انجمن ہوش ربا مین

کھولی کسی مشاطہ نے وہ زلف معنبر
بیوجہہ نہین مشک کی بو باد صبا مین

توقیر کی توقیر کرین کیون نہ سخنور
مضمون کی آمد ہے بہت طبع رسا مین

جناب منشی محبوب علی خانصاحب محبوب ساکن کلکتہ حال مقیم پورلیا

قاتل کہین باقی نہ رہے تسمۂ گردن
بٹنہ نہ لگے جوہر شمشیر جفا مین

جب وصف پڑھے مین نے قد فتنہ زا کے
اک حشر بپا ہو گیا بزم شعرا مین

جناب منشی داؤد میانصاحب فتنہ ڈاکٹر شفاخانہ دھولیہ

شوخی تری دلبر مرے نشتر کی خلش ہے
ہے رمز و کنایہ تری ہر ایک ادا مین

جناب منشی سید فرزند علی صاحب آرزو متوطن قنوج تلمیذ جناب ہنر شدیلوی

خود جھکتا ہے سر سجدہ یکو کیونکر اوسی تھا مین
جادو ہے کہ اعجاز ہے نقش کف پا مین

کیا بل پڑا کیون پھنس گیا دل زلف رسا مین
کیون کود پڑا دیدۂ وابستہ بلا مین

آجائے مجھے موت ہی آتے نہین جو وہ
کچھ بھی تو اثر ہو مرے دشمن کی دعا مین

گیسو نہین حاجب رخ و سیمائے صنم کے
یہ ابر مین سورج ہے وہ بجلی ہے گھٹا مین

اے شوخ کوئی دوسرا تجھسا نہین دیکھا
شوخی مین شرارت ہے تغافل مین جفا مین

وہ مائل دیدار ہے یہ مانع جلوہ
جھگڑا یہی دبیش ہے شوخی و حیا مین

خوبان جہان کرتے ہین تقلید تمہاری
رفتار مین گفتار مین انداز و ادا مین

غصہ ہے بناوٹ سے کبھی نیچی ہین آنکھین
شامل ہے شرارت بھی شب وصل حیا مین

وصل اوس سے ہوا جب کے جو مجھے ہوئی فرصت
کشتہ ترا قاتل گیا آغوش قضا مین

اشعار نہین نکہت گیسو کی صفت مین
دی ناخن فکرت سے گرہ ہینے ہوا مین

کس پیار سے کہتے ہین مری نعش پہ آکر
کیا چین سے سوتے ہین یہ آغوش قضا مین

سوکھی گی نہ کانٹونکی زبان دشت جنون مین
باقی رہے چھالے جو ہمارے کف پا مین

ہاتھونکو ترے کیون نہ ہون صاحب اعجاز
نور کف موسیٰ ہے تری دزد حنا مین

کیا جانے وہ زخمی نہو جو تیر نظر کا
کیا جور مین لذت ہے مزا کیا ہے جفا مین

دل چھین لیا اک بت کافر نے ہمارا
فریاد ہے فریاد ہے درگاہ خدا مین

دل زلف مین وہ زلف بتانِ مین ہین الجھے
یہ دونون گرفتار ہین اس ایک بلا مین

اے آرزو حال دل مہجور کہون کیا
ہے رنج مین اندوہ مین آفت مین بلا مین

جناب منشی شنکر سہائے صاحب گلشن از سیہور

دل جب سے گرفتار ہوا زلف دوتا مین
اک سو بھی کمی ہوتی نہین آہ و بکا مین

دیکھین تو پسند آئین اوسے کس کی ادائین
ہر وقت یہی چھیڑ ہے شوخی و حیا مین

دشمن کو بھی پیدا ہو نہ آزار محبت
ہے میری دعا اب یہی درگاہ خدا مین

تنگ آکے جفاؤن سے یہی کہتا ہے گلشن
کس شوخ ستمگار کے پھندے مین پھنسا مین

جناب قاضی محمد بسم اللہ صاحب عاصی از بیارہ

پتھر کا جگر ہوکو ملے عشق بتان مین
دن رات دعا ہے یہی درگاہ خدا مین

جناب منشی علی حسن صاحب عرش کانپوری تلمیذ جناب ماہ لکھنوی

بل بیٹھے ہین وہ پیچ و خم زلف دوتا مین
کس طرح چھٹے دل جو پھنسے ایسی بلا مین

ثانی نہین تیرا نہ ہے کوئی ارض و سما مین
انداز مین غمزے مین کرشمہ مین ادا مین

درد و الم و شور و فغان رنج و غم و ہجر
اتنی ہی مری جان کی پھنسی لا کھون بلا مین

پھر وصل کی شب ایک نہ تھا ان کی نہین چلتی
کچھ چھیڑ جو ہو جاتی ہے شوخی و حیا مین

گھبرا کے چلے آؤگے تم آپ مرے گھر
تاثیر تو آلے وہ مری آہ رسا مین

دل دیجئے نہ دی جان جو مینے تو وہ بولے
بس دیکھ لیا آپ بھی پورے ہین وفا مین

ڈرتا ہون جانا نہین نہ ابھی حشر ہو برپا
جب صور کے آثار ہین نالون کی صدا مین

کیون بوسہ لیا خواب مین وہ روٹھ گئے ہین
مین مفت گنہگار ہوا اتنی سی خطا مین

اٹھے جو شب ہجر ادا اپنی دکھا کر
اوس شوخ کے انداز کچھ نہ نے ہین قضا مین

اس راہ سے گذرا ہے کوئی فتنۂ محشر
شوخی کی جو آثار ہین نقش کف پا مین

ملجانے کا وہ زہرہ جبین آپ ہے اے عرش
آئے گا کبھی دن جو اثر میری دعا مین

جناب منشی کرپا شنکر صاحب مشتاق جہان آبادی از قصبہ بابہ

ہے عالم تاریکی شب زلف دوتا مین
ہے روشنی روز رخ جلوہ نما مین

یاد رخ و کاکل نہ گئی تا دم آخر
حیران و پریشان ہی رہا حیف سدا مین

ان سنگدلون کا نہ مگر موم ہوا دل
گو شمع صفت ہجر مین برسون ہی گلا مین

یاد آئے وہان بھی جو مجھے قامت جانان
اک حشر قیامت مین کرون اور بپا مین

آفت مین پڑا دیکے دل ان سنگدلون کو
اب نام بھی لونگا نہ بتون کا بخدا مین

ایجان چلے آؤگے تم خود مرے گھر پر
تاثیر اگر ہوئی مری آہ رسا مین

جناب منشی نظام الدین صاحب خنجر از دہولیہ

ہو رام کسی طور مرا وہ بت کافر
ہر دم یہ دعا ہے مری درگاہ خدا مین

جناب منشی محمد فیض اللہ صاحب شائق از بمبئی

مجھسا نہین کوئی ہے بسینہ تحت جہا نمین
گیسوئے صنم نے مجھے ڈالا ہے بلا مین

جناب منشی محمد امین اللہ صاحب مجروح از سمولی

نغمہ سرائی لاکھ کرے بلبل شیدا
آئیگا کسی طرح نہ درد اوسکی صدا مین

جناب منشی بہاری لال صاحب شیدا عرائض نویس از مین پوری

کس واسطے مشہور نہ ہون خلق خدا مین
ہم فرد وفا مین ہین وہ یکتا ہین جفا مین

کیا اون سے گلہ الفت گیسوے دوتا مین
ہم آپ گرفتار ہوئے دام بلا مین

سب کہتے ہین جو کرتے ہین گلہ عاشق گیسو
یہ کس نے کہا تھا کہ پھنسو دام بلا مین

ممکن ہے تمھین یاد رہے وصل کا وعدہ
بیفائدہ دیتے ہو گرہ بند قبا مین

تم آؤ جو گلشن مین تو اس وجہ خوشی ہو
پھولا نہ سمائے کوئی گل اپنی قبا مین

قصد دل و جان لینے مین انکار عبث ہے
تم باندھ بھی لو گوشہ داماں قبا مین

منہ ہی سے اونھین شوق ہے رغبت نہین ابتک
کیا جانئے کیا نقص ہے خون شہدا مین

ساقی نہین دیتا ہے اگر بادہ گلگون
دے زہر مجھے جام سے ہوش ربا مین

دل دیکے ہم اوس کافر بد کیش کو شیدا
ناحق ہوئے انگشت نما خلق خدا مین

جناب منشی محمد علی صاحب افق ملازم ریاست راج ترو اضلع فرخ آباد

پھر دیکھ ذرا ہاتھون کو خون شہدا مین
جلاد یہ سرخی ہے کہان رنگ حنا مین

وہ زور دے یا رب تو میری طبع رسا مین
بالا رہون ہر ایک سے بزم شعرا مین

یکتا وہ ستمگر ہے اگر جور و جفا مین
تو ہم بھی ہین بیمثل محبت مین وفا مین

قبرون سے نکل آتے ہین مردے دم رفتار
چالین ہین قیامت کی بت ہوش ربا مین

زلفونکو تری ہاتھ محبت سے لگایا
مشکین مری کھینچین گئین کس جرم و خطا مین

خوش ہوکے اوٹھاتے ہین جو عشاق ستم کش
ہے لطف وفا کا کسی ظالم کی جفا مین

کھوئی ہے افق عشق بتان مین جو جوانی
پیری کو تو اب صرف کرو یاد خدا مین

جناب منشی اکبر حسین صاحب اکبر از قصبہ نارہ

کچھ وعدہ وہ اغیار سے کر آئے ہین شاید
گرہین ہین پڑی آج کئی بند قبا مین

للہ مرے عیسیٰ سے تکلیف نہ فرمائین
اب جی چکا دم ہی نہین بیمار وفا مین

عشاق کو جب ناز سے دیکھا ہوئے بسمل
اللہ رے کیا کاٹ ہے اوس تیغ ادا مین

اکبر کو شفا ہوگی اجل آنے سے لوگو
بیفائدہ کوشش ہے دعا اور دوا مین

جناب منشی باقر علی صاحب دیوانہ جیوری مقیم کٹرہ کشن

مائل ہے یہ دل جب سے مرا زلف دوتا مین
دن رات پھنسا رہتا ہون مین دام بلا مین

جناب لالہ جگموہن لال صاحب شاعر تعلقہ نگوہے گردا و تحصیل بیرو ضلع باندا

مشہور ہے تو شش جہت دار فنا مین　　اخلاص و کرم حسن و وفا ناز و ادا مین
تعویز طلائی نہین گیسوئے دوتا مین　　ہے برق نمایان یہ مگر کالی گھٹا مین
لوگون کے اوڑے ہوش ہوا وہم پریزاد　　کندھے سے دوپٹہ جو اوڑا تیرا ہوا مین
بے اذن لیا بوسہ گیسوئے معنبر　　مشکین مری کسولئے ہین وہ اپنی خطا مین
کیا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ نہین میرے　　اوبھا ہے یہ کیا شانہ صفت زلف دوتا مین
کیونکر نہ رہے سامنے آنکھون کے اندھیرا　　سرگشتہ ہے دل الفت گیسوئے دوتا مین
ہے منزل دشوار یہ اے شاعر ناداں　　پیچھے نہ ہٹے پانون کہین راہ وفا مین

جناب لالہ درگا پرشاد صاحب لائق ایڈیٹر کلیات ریاست راج تروا ضلع فرخ آباد

سو دل سے لوٹا دیتے ہین وہ راہ خدا مین　　کچھ مال ہے دولت نظر اہل سخا مین
سر مانگے جو قاتل تو ابھی غیر ہون روپوش　　رکھنا قدم آسان ہے میدان وفا مین
ہم بھی رخ رنگین کی محبت مین ہین دلخون　　بلبل ہے جگر چاک گل تر کی ہوا مین
اوس بت کی اطاعت کو بنایا ہے یہ عالم　　ہے وصل کسی کا بھی نہین حکم خدا مین
بیکار ہوئے ناخن تدبیر شب وصل　　کچھ ایسی لگا لی تھی گرہ بند قبا مین
بیخود ہوئے عشاق جسے دیکھ کے لائق　　جادو ہے کہ اعجاز ہے نقش کف پا مین

جناب منشی محمد عبد الرحمن صاحب شریف حنفی قادری متوطن ہٹھور ضلع بنگلور مقیم اجمیر شریف

پاتے ہین مزے ہجر مین بھی عاشق بیدل　　ہین لطف نئے ڈھب کے تری طرز جفا مین
وہ آپ ہی آ جائے ستمگر مرے گھر پر　　اتنا تو اثر دے مرے اللہ دعا مین

جناب منشی محمد کریم صاحب کریم از اعظم گڈھ

اوس زلف مسلسل سے رہائی نہین ممکن　　اے دل ارے کیون پھنسا یا ہمکو دام بلا مین

جناب مولوی محمد عبد الواحد صاحب احمد غازیپوری از زمانیہ

پایا جو مریض مرض الفت کا کل کو　　سنبل کیا تشخیص طبیبون نے دوا مین

جناب سید زوار حسین صاحب شرر متوطن قصبہ اورنگ آباد حال مقیم عبد اللہ پور

شاید وہ کھڑے بام پہ زلفین ہین سکھاتے　　بیوجہ نہین مشک کی بو باد صبا مین
وہ بت مرے آغوش مین آ جائے جو زاہد　　سو سجدے کرون شکر کے درگاہ خدا مین

جناب منشی محمد نجیب الدین صاحب نجیب کوردالی تلمیذ جناب شمشاد لکھنوی

شوخی وہ دکہا دیتا ہے عاشق کو حیا مین — ہے بات خدا داد بت ہوش ربا مین
ہر گام پہ اک فتنۂ محشر ہے تصدق — جادو ہے کہ اعجاز ہے نقش کف پا مین
یہ دل تو ہے کیا جان تک اپنی تجھے دیدون — اگر کام چلے تیرے جور وعہد و وفا مین
پوچھے دل عاشق سے کوئی اسکی حقیقت — سو سو ہین ادائین تری ایک ایک جفا مین
کیونکر نہ نجیب اوسکی محبت کا بہرے دم — اعجاز ہون جس شوخ کے انداز و ادا مین

جناب منشی اللہ خانصاحب حمید اورنگ آبادی ضلع گیا

پاتے ہین جو کچھ لطف صنم تیری جفا مین — وہ ہمکو میسر نہین اورون کی وفا مین
اے ہمدمو کیونکر نہ پریشان رہو نین — اوبجھا ہوا دل اپنا ہے اوس زلف دوتا مین
کچھ منہ سے نکلجائے گا دیکھو نہ ستاؤ — تاثیر بہت کچھ ہے فقیرون کی دعا مین
عشاق گرے پڑتے ہین سجدہ مین بصد شوق — جادو ہے کہ اعجاز ہے نقش کف پا مین
اس سے تو حمید اپنا ہے کچھ دل ہی خبردار — جو لطف اوٹھایا ہے حسینون کی جفا مین

جناب منشی رستم خانصاحب رضا از غازیپور

افتادگی طالع برگشتہ نہ پوچھو — گر پڑتے ہین اوٹھ اوٹھ کے مرے ہاتھ دعا مین
پھٹ جائے نہ تیرا بھی جگر اے شب فرقت — تاثیر غضب کی ہے مری آہ رسا مین

جناب بابو پیاریلال صاحب بریان از قصبہ دیوبند

خود آکے مرے گہر وہ ہم آغوش ہون مجھسے — یارب وہ اثر دے تو مری آہ و بکا مین

جناب سید عبد القدوس صاحب قدسی از بنگلور

ہو اوس بت کافر کا کہین وصل میسر — قدسی کی دعا ہے یہی درگاہ خدا مین

جناب منشی مدار خانصاحب بدتر از دھولیہ

بلجائے جگر اوس صنم ہوش ربا کا — اتنا تو اثر ہو مری اس آہ رسا مین

جناب منشی مداریلال صاحب فدوی از مین پوری

ہاتھونکو رنگا تونے ہی عاشق کے لہو سے — اس طرز کی سرخی ہی کہان رنگ حنا مین

جناب منشی متھراسنگہ صاحب از گوجرانوالہ

مدت سے اسیری کی ہوس تھی مرے دلکو — یہ خوب ہوا جاکے پھنسا زلف دوتا مین

جناب مرزا مقصود علی بیگ صاحب تلمیذ خاصپوری از بمبئی

ہم آٹھ پہر رہتے ہین اس دار فنا مین
آفت مین مصیبت مین تردد مین بلا مین

مرکر بھی تری یاد مجھے رکھتی ہے مضطر
جو حال بقا مین تہا وہی اب ہے فنا مین

ہر گام پہ کہلتے ہین نئے گل دم رفتار
نیرنگ جہان ہے تری نقش کف پا مین

اس ڈر سے ملاتے نہین آنکھین وہ شب وصل
دہبا کہین لگجائے نہ دامان حیا مین

دونون ہین خجل یار کے رخسار کے آگے
گو شمس زیادہ ہے قمر سے بھی ضیا مین

ہم اور مرین تجھپہ تجھے ہمسے ہو نفرت
دم مار نہین سکتے ہین مرضی خدا مین

کس ٹھاٹھ سے بن ٹھن کے نکالی ہوئے جوبن
امید وہ بیٹھے ہین میرے بزم عزا مین

جناب منشی لچھمین نرائن صاحب بہتر تلمیذ جناب منیر از ترو ا

چوکین نہ ذرا آپ کبھی جور و جفا مین
ہم آج سے رکھتے ہین قدم راہ وفا مین

کس منہہ سے کرین ہم دہن تنگ کی تعریف
خاموش ہین جب اہل سخن اوسکی ثنا مین

جو چھین لیا آپ نے نقد دل عاشق
فرمایئے کیا دیجئے گا اسکی جزا مین

دامن کو ہلاتا ہے وہ گل روسر بالین
کیونکر نہ کہلے غنچۂ دل ایسی ہوا مین

اوس ماہ نے بہتر نہ دکہایا رخ روشن
سب رات بسر ہوگئی بس شرم و حیا مین

جناب منشی پنا لال صاحب شوق پیواری از سکندرآباد

خوش آگیا نور اوسے جس نے تجھے دیکھا
کیا سحر ہے کافر نگہ ہوش ربا مین

اب رحم کی تجھسے نہین اس دل کو تمنا
لطف اوٹھایا ہے تری جور و جفا مین

جناب سید محمد محسن صاحب محسن جالیوری مقیم چھپرہ

شکوہ ہے تو نکا نہ گلہ چرخ کہن کا
تقدیر نے ڈالا ہے مصیبت مین بلا مین

بھیجین وہ خود ہوکے مرے گہر چلے آئین
یارب کہین ایسا ہو اثر آہ رسا مین

جناب منشی عبد الحکیم صاحب خندان طالب العلم مدرسہ اترولی

اے رشک مسیحا تو مری جلد خبر لے
پاتا نہین بیمار کہ فرقت کی دوا مین

جناب منشی محمد یوسف صاحب سرگشتہ مظفرپوری

وہ خود بخود آجائین کبھی گہر مین ہمارے
اتنا تو اثر دے مرے اللہ دعا مین

جناب منشی سوبھا رام صاحب بسمل زمینوری

شرمندہ نکیون تجھسے ہون دنیا کے پریرو
ہے طرز نیا تیری ہراک ناز و ادا مین

جناب منشی شیام موہن لال صاحب جگر از ترروا

کچھ غم نہیں گردل ہے پھنسا زلف دوتا میں ۔ گھبراتے نہ انسان کبھی پڑ کے بلا میں
معشوق نے سب چھین لیا نقد دل و جان ۔ افسوس ہے لوٹے گئے ہم راہ وفا میں
بیمار ہے الفت میں یہ بیکار ہیں دونون ۔ عاشق [illegible] ین تاثیر دعا اور دوا میں
اے جگر ہوئے کیون عاشق گیسوئے پریشان ۔ نادان ہو جو دل کو پھنسایا ہے بلا میں

جناب مولوی حسین علی صاحب احسن مدرس مدرسہ صدر پور

اے ہمنفس ور بتا ہے شانے کیطرح سے ۔ اپنا دل صد چاک کسی زلف دوتا میں
جب میں نے کہا مرتا ہوں اے رشک مسیحا ۔ بولے کہ نہیں چارہ ہے مرضی خدا میں
اک دم میں ہوا موم بت سنگدل احسن ۔ تاثیر ہے جادو کی تری آہ رسا میں

جناب منشی محمد علی خانصاحب فیروز گرداور ریاست دم ناتھ ساگر

کیا ہجر میں خوش آتے ہمیں نغمہ سرائی ۔ دن رات تو ہوتی ہے بسر آہ و بکا میں
ہم جامے سے باہر ہوں الفت نالے سے ۔ دشمن کا لگے ہاتھ ترے بند قبا میں

جناب حافظ فتح یاب خانصاحب عاصی سوداگر از ناگپور

دل جب سے ہوا قید تری زلف دوتا میں ۔ رہتا ہوں گرفتار مصیبت میں بلا میں
سر پر ہے کھڑی موت خبردار ہو عاصی ۔ رہنے کو نہیں آئے ہو اس دار فنا میں

جناب منشی محمد حسین خانصاحب حسن از اندور

ان نسخوں سے ہوگا نہیں کچھ فائدہ مجھکو ۔ دیں اب وہ مجھے شربت دیدار دوا میں
کہتا ہے ہر اک پاس کے مجھے مائل گیسو ۔ اے حسن پھنس گیا کس رنج و بلا میں

جناب منشی بابو رام صاحب بابو از پیلی بھیت

ایمان سے کہتا ہوں کہ تو جان ہے میری ۔ پھر تیرے سوا کس پہ کروں جان فدا میں

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر دیوبندی

دنیا ہی تلک ہے یہ فقیری و اسیری ۔ کچھ فرق نہیں بعد فنا شاہ و گدا میں

جناب منشی محبوب خانصاحب جاذب متوطن و مقیم سیتا منڈھی

سرگرم رہا کرتے ہیں معشوق جفا میں ۔ عشاق دئے دیتے ہیں سر راہ وفا میں
اے دوست جنون اتنا یہ وحشت نہیں اچھی ۔ باقی نہ رہا تار کوئی چاک قبا میں

جناب منشی سوورنرائن صاحب روشن تلمیذ جناب تمیز از تروا

میرا دل مضطر نہین گیسوے دوتا مین	بجلی یہ تڑپتی ہے گھر کالی گھٹا مین
منظور نظر کیون ہے دل آزارئ عالم	ملتا ہے تمہین سچ کہو کیا جور و جفا مین

جناب منشی نور محمد صاحب وحشی متوطن رہتک

کچھ کرکے شب وصل کا فرقت مین تصور	یہ حال تہا میرا کہ کوئی دم مین ہوا مین

جناب منشی محمد اکمل صاحب اکمل میر منشی ریاست اندور

دل چھین لیا کرتے ہین سو پیچ مین لاکر	انداز کئی پاتے ہین ہم ایک ادا مین
فرقت مین پریشان ہون اے غیرت لیلے	بیطرح پھنسا ابھی ہون کاکل کی بلا مین

جناب منشی شیخ عبدالرزاق صاحب طاہر از دیوبند

ہمنے سر تسلیم جھکایا ترے آگے	قائل نہ کسی سے ہوے اب جور و جفا مین

جناب منشی محمد عبدالحبیب صاحب حبیب جلال آبادی

کیا پوچھتے ہین آپ شب ہجر کی حالت	مصروف رہا کرتا ہون مین آہ و بکا مین

جناب منشی عبداللہ خانصاحب عرف سائنڈ مبتلا اطہر از بڑگاون

اور گھٹتے ہوئے جوبن کا یہی قول ہے اسنے	چلمن سے نکل آگ لگا شرم و حیا مین

جناب منشی شبیر علی صاحب شفق از تروا ضلع فرخ آباد

آیا نہ کرو بام پہ کھولے ہوے گیسو	پھانسا نہ کرو عاشقون کو دام بلا مین

جناب منشی غلام محمد ناظم صاحب ناظم تلمیذ جناب ارشد دہلوی از لاہور

تم شہرۂ آفاق ہوئے جور و جفا مین	ہم چار سو مشہور ہوئے اہل وفا مین
تلوار لی ہے کاٹ اگر اون کی ادا مین	سو تیر کی قوت ہے مری آہ رسا مین
گر چال اڑاتا نہ تری فتنۂ دوران	پاتا نہ کبھی نام فلک جور و جفا مین
اُس غنچہ دہن سے کھلے ہین پھول بہانے	ڈرتا ہون نہ چھپ جائے رگ گل کف پا مین
مین سلسلۂ زلف کا پابند ہون یا تک	وحشت مین بھی زنجیر پڑی ہے مرے پا مین
یکسان ہین سبھی عشق کے دربار مین ایدل	کچھ فرق نہین نام کو یان شاہ و گدا مین
پونہچا یا نہ کعبۂ مقصود پہ دل سے	یہ جذب یہ تاثیر نہین قبلہ نما مین
اک حشر بپا کر دیا تونے سر محفل	سو فتنے چھپے ہین ترے دامان قبا مین

یہاں جلوہ فگن اِس سینہ میں ہے وہ عارض — بجلی سی چمک جاتی ہے جس طرح گھٹا مین
لاثانی و بیمثل محبت کی بدولت — یہ تم اہل جفا مین ہوئے ہم اہل وفا مین
ہوتا ہے پریشان دل صد چاک ہمارا — تنا نہ کرو بہر خدا زلف دوتا مین
دلیں ہین یہ سب حسرت و ارمان الم و یاس — رہتے ہیں دو چار ہین اِس اُجڑی سرا مین
کیا بات ہو گر حضرت ارشد کی بدولت — مشہور ہے کوئی نہ ہم شعر ادا مین

جناب منشی رادھا موہن لال صاحب وثیق ملازم ریاست راج تروا

ہوئے گل گلزار نہ ڈالو نگار اے جان — پیچھے جائے نہ کانٹا نگہ شوق کی پا مین
جلتے ہوئے آتے ہین نظر اہل جہان سب — باندھے ہوئے بیٹھے ہین کمر راہ فنا مین

جناب منشی بیٹے بہادر صاحب تاق تخلص غازیپوری

اونکو نہین پروا ہے کہ مرتا ہے وہ ہمیں — کچھ بھی نہین تاثیر مری آہ رسا مین

جناب منشی کاہن سنگھ صاحب کلاچوری کنشونمنٹ ٹھاکر گوڑی

گھبرائے ہوئے پھرتے ہو کیون گیسو پریشان — الجھے کہات مین ہو کس کو پھنسا دگر بلا مین

خاکسار بھگوان رحیم مہتمم پیام عاشق

دیکھا جسے دل لے ہی لیا ایک ادا مین — جادو کا اثر ہے نگہ ہوش ربا مین
اسلام سے خالی نہین یہ کفر ہمارا — اِک بت کو دئے دیتے ہین دل راہ خدا مین
آہون سے مری اور بکھر جاتی ہین زلفین — نکلا نہ کرو گھر سے پریشان ہوا مین
بن بن کے یہ بیوجہہ بگڑنا نہین اس کا — قسمت مری شامل ہے تری زلف دوتا مین
ٹھنڈی مری اک آہ تو غش آنے لگا ہے — یا نیند نے گھیرا ہے ہمین سرد ہوا مین
کچھ دو نہین بال کی بھی کھال نکالین — ہم شعر کہا کرتے ہین چوتی لی ثنا مین
آیا وہ شب وعدہ تو دن پھر گئے میرے — خورشید کے اوصاف ہین اوس ماہ لقا مین
ہمراہ جنازے کے کوئی روئے کہ پیٹے — آئینگے نہین لوٹ کے ہم دار فنا مین
یاران عدم لوٹ کے آتے نہین یارب — آجاتی ہے کیا موت انھین ملک بقا مین

مرتا ہے رحیم جگر افگار بتون پر
کچھ خوف خدا کا نہین اِس مرد خدا مین

ارباب نشاط

کلام عورات

نقد دل دے کے رخ شاہد طلب دیکھیں
ہین کہان ناز حسینونکے اوٹھانیوالے

بی ننھی جان صاحبہ نازؔ. سکنہ بمبئی عمر ۱۷ سال. رنگ گورا. قد قیامت. ناچنا معمولی. گلنا اچھا بھولی صورت. باتین ادا مین مسکراتا نسب کلی. پانچ سال سے شعر و سخن کا شوق ہے یہ کلام ہے.

بیہوش ہوا جب بھی تو ہشیار رہا مین
غش آیا تو دلدار کے پیرون پہ گرا مین
فریاد بھی کرنے نہین دیتا بت کافر
ہم ہاتھ اوٹھاتے ہین جو درگاہ خدا مین

بی عمدہ جان صاحبہ عمدہ. سکنہ کلکتہ عمر ۱۵ سال رنگ سانولا. قد جیسا ہونا چاہیئے چہرہ نمکین کم سنی آفت ڈھا رہی ہے سے فتنہ انداز ابھی سے ہے لڑکپن اپنا. ہم بھی نکلین کے کسی روز قیامت بنکر. مزاج مین غضب کا چلبلا پن. داغ دہلوی کا دیوان اور مثنوی میر حسن کی بہت پڑہتے ہین ناچنا گانا معمولی کلام یہ ہے

سچ پوچھو تو دو وصف خدا داد ہین تم مین
مغرور ہو اور فرد بھی ہو جور و جفا مین

بی شہزادی صاحبہ زہرہ. سکنہ ملتان پنجاب عمر ۲۲ سال. رنگ بہت گورا. چہرہ چاند کا ٹکڑا قد آفت جھریرا بدن. بال کمر تک انوکھی تراش خراش. وسیر سونے مین سہاگا کہ سر سے پاؤن تک مرصع زیور کی پھبن. ناچنا گانا. دونون اچھا. مزاج مین مذاق غزلیات سے بہت شوق کلام یہ ہے

لو منھ بھی چھپاتے ہین شب وصل وہ مجھسے
کچھ کام نکلنے کا نہین شرم و حیا مین

بی اللہ بندی صاحبہ ادا سکنہ راسخ عمر ۱۹ سال رنگ گندمی. عالم فریب صورت دلفریب انکا آئین نازکبدن. قد فتنہ. مزاج میں غصہ زیادہ ہے. انکا اداسے ماتھے پر ہاتھ رکھنا غضب ہے (خدا ہمین موت دے) ناچنا گانا اوسط درجے کا ہے کلام یہ ہے.

آتی نہین کیون موت شب ہجر مین مجھکو
یون چین سے دو دیلونے دشمن یہ نہ سوتے
اللہ اثر کیون نہین ہوتا ہے دعا مین
ہوتا جو ادا کچھ بھی اثر آہ رسا مین

بی نورجہان صاحبہ نازؔ سکنہ اوجین مالوہ انکے کچھ حالات معلوم نہین.

اک بوسے پہ یہ غصہ کہ منہ سے بھی نہ بولو
کچھ بات بھی ہو کیون ہوئے آزردہ ذرا مین

جو بات ہے تیری بت کافر وہ غضب ہے
دیکھا نہین تجھسا کوئی مخلوق خدا مین

مضمون عاشقانہ

نامہ

بے خبر مجھسے ہو تم خاک بسر ہو میری — مر بھی جاؤں تو میعون نہ خبر ہو میری

اے دل و جان کے لوٹنے والے — میرے ارمان کے لوٹنے والے
ضبط و ہمت کے چھینے والے — صبر و طاقت کے چھینے والے
ضبط آہ و فغان کرون کب تک — حالت اپنی بیان کرون کب تک
فوج غم نے کیا مجھے پامال — زندگانی سے مجھے ہوئی ہے وبال
کوئی پہلو نہین ہے راحت کا — سامنا رہتا ہے قیامت کا
کیا کہین کس طرح گذارتے ہین — موت کو ہر گھڑی پکارتے ہین
آہین کرتا ہون ہو کے زار و نزار — سخت ناچار ہے دل بیمار
تنگ آیا ہون آہ و زاری سے — موت اچھی ہے ایسی یاری سے
حال بیحال ہے دل و جان کا — خون ہوتا ہے میرے ارمان کا
روز سائے کی طرح ڈھلتا ہون — دم بدم گھٹتا ہے مین نکلتا ہون
بار فرقت سے دب گیا ہون مین — دو جہان عالم سے اب گیا ہون مین
یہ مزا ہے تمہاری چاہت مین — زندہ در گور ہون محبت مین
کیسا ہیبت سے دل دہلتا ہے — جان جاتی ہے دم نکلتا ہے
لطف جینے کا اب نہین مجھکو — چین اک دم نہین کہین مجھکو
دم بدم آہین بھرتا ہون — تیری فرقت مین یار مرتا ہون
[illegible] ذرا خدا کے لئے — شکل دکھلا دے کبریا کیلئے
ظلم و جفا و ستم بھلا کب تک — کھاؤن مین غم پہ غم بھلا کبتک
ایک دم بھر کو آن کے ملتے — جان بلب ہو رہا ہون مین واللہ
صحبت غیر سے حذر کیجئے — لطف کی اس طرف نظر کیجئے
غیر پھر غیر ہی کہائینگے — بار فرقت ہمین اوٹھائینگے
انتظاری مین جان جاتی ہے — دیکھئے کب سواری آتی ہے
آپ آئین تو جان آئیگی — آرزوئے دلی بر آئیگی
آپ آئین تو آئیے صاحب — ورنہ مجھکو بلائیے صاحب
اپنا راقم تمہارا مشتاق ہے — یعنی عبد العزیز ذائق ہے

راقم آپکا عاشق صادق منشی محمد عبد العزیز ذائق لکھنوی از بمبئی

رنڈیوں کی خانہ پوری

سوال	جواب	سوال	جواب
نام	گلبدے جان	بیاہا یا بن بیاہا	ہر وقت سہاگن
مذہب	زرپرست	مادری زبان	طلب
مذہبی فرقہ	نرمی صفت	جائے سکونت	جہاں پاؤں پیدا نکو
ذات	سیج	پیشہ	خون چوسنا
تشریح ذات	بیوفا	خوانده یا ناخوانده	نہین پڑھی
مرد یا عورت	عورت مرد مار	عمر	اماں ہی کو معلوم ہوگی

زنانوں کی خانہ پری

سوال	جواب
نام	بی زناخی بان
مذہب	شیطانی
مذہبی فرقہ	مہا گھسنڈا
ذات	کوٹھی
تشریح ذات	پچھیل
مرد یا عورت	مرد عورت نما
عمر	کنیا
بیاہا یا بن بیاہا	جنم کی کواری
مادری زبان	اوئی آہکے
جائے سکونت	جہاں جوتی چٹکنے کو نکلا
پیشہ	تالی پٹکار
خوانده یا ناخوانده	نوا نخوانده
.	.

خانگیوں کی خانہ پری

سوال	جواب
نام	پردہ خانم
مذہب	اپنی خواہش
مذہبی فرقہ	طبیعت کی اومنگ
ذات	ننگ خاندان
تشریح ذات	دیدہ دلیل
مرد یا عورت	عورت حیلہ ساز
عمر	رضامندی
بیاہا یا بن بیاہا	خاوندوالی آزاد
مادری زبان	کانا پھوسی
جائے سکونت	گھونگھٹ کی اوٹ
پیشہ	خفیہ فروشی
خوانده یا ناخوانده	سب گنوں پوری
کیا پڑھی	مطلب کی بات

سوال	جواب
نام	ابوالعیاش
بیاہا یا بن بیاہا	ہر روز بیاہا
مذہب	بادہ پرست
مادری زبان	لاف گاف
مذہبی فرقہ	بے قید
جائے سکونت	زنانہ گھاٹ
ذات	بدنفس
پیشہ	قطع نسل
تشریح ذات	شہوانی
خوانده یا ناخوانده	چودہ بدیا ندھان
مرد یا عورت	اوتری ہوئی مرد
کیا پڑھے	لذت النسا کے یار
عمر	تین تیرہ
جسمانی نقص	دیکھتے ہوئے اندھے

بقلم مسٹر ڈبل تلمیذ حضرت شیخ چمن

چٹکلا

مین نے سنا ہے کہ احمد رضا تمہارا رشتہ دار ہے۔
مگر بہت دور کا رشتہ ہے۔
تو بھی آخر کیا قرابت ہے
وہ میرے بڑے بھائی ہین۔
تو تعجب کی بات ہے آپ اسکو بہت دور کا رشتہ بتلاتے ہیں۔ بیشک لیکن ہم اور میرے درمیان سات بھائی بہنین اور ہین

تماشبینوں کی خانہ پوری

.	.	.	.

ہلکاپن

[...]ضرات ناظرین آپ لوگون نے لفظ ہلکاپن ملاحظہ
[...]تے ہی خیال عقل مین تول لیا ہوگا کہ جو لوگ اس
[...]ن اور [illegible] ہین وہ کیسا آپس مین چہچے بہتے
[...] ہین اسی ہیر پھیر مین اونکی زندگی بسر ہوتی
[...] ہر وقت ادھر کی اودہر کر نیکو لئے جان و دل سے
[...] رہتے ہین۔ آجکل ایسے لوگ نکمے بیٹھے ہی کی سستی
[...] رہے ہین۔ ساتھ ہی اسکے جھوٹھ کا بھی بازار خوب گرم
[...] ہین۔ جہان کوئی بات اچھی بری چھوٹی بڑی ایسی
[...] سننے مین آئی حضرت کو ہیضہ ہو گیا پیٹ تھام گھوم
[...] ہین۔ جب تک اس مواد کا اخراج نہ ہوا اونکو چین
[...] ہر لحظہ اسی کھوج مین ہین کہ کوئی بات کسی کے
[...] سے نکلے اور ہم اوسکو گلی گلی ورد زبان کرین
[...] بہ نمشہ ہلے اور یار لوگون نے یہان سے
[...]ان تک پونہچا دیا کچھہ سچ بہت جہوٹ ملا کر ایک
[...] چوڑا قصہ الف لیلہ کا دادا تیار رہنہ اخبار ڈاک
[...] تی سب بات تمام زمانے کا حال ان سے دریافت
[...] لیجئے۔ جو بات مشہور کرنی ہو اونکے سامنے کہہ دیجئے
[...] تمام زمانہ مین مشہور سمجھئے۔ ایک شخص ملک دکن
[...]ن نوکر ہین اونھون نے اپنے کسی دوست کو لکھا
[...] مین چند روز کیلئے بوجہہ کسی جرم کے معطل ہو گیا ہون
[...] افسوس ہوا چہرے سے رنج کا نشان ظاہر
[...] ایک صاحب معلم الملکوت [illegible] جو
[...] حال دیکھا پیٹ مین چوہے دوڑنے لگے
[...] ضبط نہ ہو سکا۔ دل مین اپنی رائے جانی
[...] لے و [illegible] کے۔ پھر اس [illegible]

مکان مین دوڑے گئے۔ اور آزردہ ہو کر
بیٹھے۔ لوگون نے سبب ملال کا دریافت کیا
تو بولے کہ کیا کہین اگر کہنے کے لائق بات ہوتی
تو جنکے پاس تمہارے عزیز کا خط آیا ہے وہی نہ
بیان کرتے تب لوگون نے اور زیادہ اصرار کرنا
شروع کیا آپنے کہا ابھی مین دیکھے آتا ہون
فلان شخص کے پاس خط آیا ہے وہ رو رہے ہین
تمہارے پردیسی کی خبر معلوم نہین ہوتی
گھر والے سمجھے کہ یہ مہذب تمیزدار آدمی خلاصہ تو
کہہ نہین سکتا معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مر گیا۔
عورتین ناقص العقل سمجھین کہ کسی دوست نے
اونکے انتقال کا خط بھیجا ہوگا۔ تمام عورتین رونے
چلانے لگین۔ اوس دوست کو جب خبر ہوئی تو حال
کھلا۔ اگر اوسکو جلد نہ بلایا جاتا تو ایک عقل کے
دشمن نے بیچارے پردیسی کو لی ہی ڈالا تھا ذات شریف
کے بدولت ایک بیٹا کٹا بھلا چنگا زندہ درگور
ہو گیا تھا خدا ایسے لوگون سے سب کی جان بچاوے

راقم سید نصیر احمد از عالم چند۔

جناب منشی گنگا بشن صاحب موج برا جپوتی تلمیذ جناب طاہر

خوش گلو یار آئے ہولی مین	کوئی ہولی شناس ہو لی مین
تم کسی دن نہ آئے ہولی مین	جان جلتی ہے آکے ہولی مین
دیکھئے تماشا جو اونکو نغمہ سرا	وہ بھی بغلین بجا ہولی مین
نہ وہ محفل نہ بادہ گلگون ہے	تم تو کچھ رنگ لا ہولی مین
زر نہین آجکل زمانے مین	کیا کوئی دل لگا ہولی مین
ہو تو بدخواہ کوئی پاؤن کا	دشت کی خاک [illegible] ہولی مین
قدر عاشق ذرا نہین اونکو	یا کوئی جی جلا ہولی مین

اطلاع طرح

[illegible] ماہ تا ۲۴ تک کل غزلیں آ جانا چاہیے طرح ہندی (نا معلوم) [illegible]
ہتا ہے قافیہ طرح جون (ایشون) سمجھا ہون کہ بند قبا کو خبر ہو) تبر وغیرہ قافیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرع طرح پیام عاشق

(کچھ کم سنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے)

عالیجناب معلی القاب حضور پرنور شاعر ہمہ دان خوش بیان نواب محمد منور علیخان صاحب بہادر منور فرمانروائے ریاست کوروائی اقبالہم و حشمتہ

میری تمہاری بات میں حال ملا بھی ہے — گو بھی شب وصال میں شرم و حیا بھی ہے
ہے چھپنا بتونکا جو منظر مین — بیٹھے ہین اونکے سامنے خدا بھی ہے
نشتر کی طرح چھیڑتی رہتی ہے کوئی چیز — دلمین تصور ستمگر دلربا بھی ہے
کیسے شب وصال مین نکلین گی حسرتین — ذکر غیر کا بھی ہے اونھین غصہ حیا بھی ہے
رہتا نہیں ہے ایک طرح پر مزاج یار — اوس بے وفا سے ہمکو امید وفا بھی ہے
آنکھین جھپک رہی ہین نگاہین ملینگی کیا — شوخی مین آپکی ابھی دخل حیا بھی ہے
اسلام و کفر دونو سے رغبت ہے دل میں — عاشق ہے رخ کا قائل زلف دوتا بھی ہے
یہ تین وصف تجھ مین ہین سب سے نرالے غیرت پری — ظالم ہے بد مزاج ہے اور بیوفا بھی ہے
دیکھو ذرا سمجھ کے کرو ظلم اے بتو — کچھ ایسے ہم نہیں ہین ہمارا خدا بھی ہے
بولے سوال وصل پہ ہنسکر وہ ناز سے — [illegible] شان آپکو یہ حوصلا بھی ہے
گھبرا گئے وہ غش مین منور کو دیکھکر — روتے ہین اور زبان پہ اونکی دعا بھی ہے

جناب منشی محمد سلیمان خانصاحب جاہ واندکوانہ ضلع شاہ آباد

کچھ کچھ چھپا ہے سینہ تو کچھ کچھ کھلا بھی ہے — کچھ کچھ حجاب دور ہے کچھ کچھ حیا بھی ہے
اسلام و کفر دونون سے ہے جادو بین ربط — عشق بتان بھی دل مین خوف خدا بھی ہے

جناب منشی بالکرشن صاحب قمر لکھنوی وائس پریسیڈنٹ گنیش گنج ایجوکیشنل کلب لکھنو شاگرد جناب امیر لکھنوی

ناحق جو بیکسون پہ ستم ہے جفا بھی ہے
پوچھے کوئی بتون سے کہ خوف خدا بھی ہے

انداز ناز ہی پہ نہین کچھہ ہے منحصر
کافر ہماری جان کی اونکی ادا بھی ہے

لا ساقیا شراب اوڑ کر صحن باغ مین
ٹھنڈی ہوا بھی آج ہے کالی گھٹا بھی ہے

اچھا ستا لو آج مگر یہ رہے خیال
کل دادخواہ کیلئے روز جزا بھی ہے

آثار حشر کے ہین ہر انداز مین نمود
فتنہ جو نام ہے تو قیامت ادا بھی ہے

محروم نالہ شب غم کو دیکھکر
افسوس اب اثر سے ہماری دعا بھی ہے

دم آگیا ہے ہونٹھون پہ صورت دکھا دے اب
ظالم جفا و جور کی کچھہ انتہا بھی ہے

کیونکر قمر کلام کی میرے نہ دھوم ہو
اچھی سمجھ ہے اور طبیعت رسا بھی ہے

جناب منشی کرپا شنکر صاحب مشتاق سکندرآبادی

ساقی بھی ہے بھری بھی ٹھنڈی ہوا بھی ہے
کیا شکر کیجئے کہ وہ مہ لقا بھی ہے

قابو مین کس طرح سے شب وصل آئین وہ
کچھہ کمسنی کی نیند بھی کچھہ حیا بھی ہے

دیکھو نہ ڈھاؤ کعبۂ دل آکے تو ڈرو
یہ گھر خدا کا ہے تمہین خوف خدا بھی ہے

شکوہ فلک کا ہے کہ شکایت ہے یار کی
تقدیر ہی سے ہے جو ہمین کچھہ گلا بھی ہے

مشتاق چین کیسے شب وصل ہمکو آئے
کھٹکا سحر کو جانیکا اونکے لگا بھی ہے

جناب منشی بنالال صاحب شوق تیواری از سکندرآباد

گو مجھہ لاکھہ جور بھی ہے اور جفا بھی ہے
نکلو کسی سے آپکا شکوہ کیا بھی ہے

پاؤن کہان سراغ کہان جاؤن کیا کرون
یاران رفتگان کا کہین کچھہ پتا بھی ہے

اے شوق شوق وصل بتان حیف اور تو
بندے خدا کے کچھہ تجھے خوف خدا بھی ہے

جناب منشی قاسم علی صاحب بسمل تلمیذ جناب نیاز احمد صاحب سیتاپوری از بھوپال

وہ کہہ رہے ہین غیر کی تعریف وصل مین
پھر مجھہ سے پوچھتے ہین کہ تو سن رہا بھی ہے

آئینہ رکھہ کے سامنے اتنے ہین محو دید
یہ بھی خبر نہین ہے کوئی دیکھتا بھی ہے

سنتا نہین مین ایک بھی اونکی شب وصال
دیتا ہے گالیان وہ [illegible] بھی ہے

جناب منشی ریاست علی صاحب ریاست از ارکوب

کروٹ بدل کے وصل مین لیٹے [illegible]
کچھہ کمسنی کی نیند بھی کچھہ حیا بھی ہے

جناب منشی حمید علی صاحب تمنا کاکوری ماسٹر اسکول سرامیران تلمیذ جناب جابر فرخ آبادی

گلشن ہے مے ہے جام ہے کالی گھٹا بھی ہے
اے دل تڑپ ہو شربا لیکن وہ دلربا بھی ہے

خورشید حشر ہے جو ٹھہرا ہے ہو وا علو
داغ جگر ہے کیا وہ آثار سوا بھی ہے

جتنی جفائیں یاد ہوں سب دکھلا دی تو
لیکن یہ ہے خیال کسی کا خدا بھی ہے

ہمشکل آئینے میں جب اونکی نظر پڑا
قائل ہوئے کہ ہما کوئی دوسرا بھی ہے

کہتا نہیں ہوں جور و تغافل کو چھوڑ دیجئے
لیکن ستم کی ظلم کی کچھ انتہا بھی ہے

زاہد ہوئے ہیں محو تجلی کی طرح
کیا ان بتوں میں جلوۂ شان خدا بھی ہے

دی جان بوسہ لب شیریں کے شوق میں
اس شہد میں ملی ہوئی کیا سنکھیا بھی ہے

پتلی بنا کی آنکھوں میں رکھا میں مدام
افسوس اونھیں حجاب ہے مجھ سے حیا بھی ہے

اقرار پر تو آتے ہیں لیکن ہیں خشمگیں
کیا قہر ہے کہ ساتھ وفا کی جفا بھی ہے

نیچی نگاہ کیوں نہ کریں ابدا کے آنکھ
شوخی ہی چتونوں میں نہیں ہے حیا بھی ہے

تاریکی لحد کو پس مرگ دیکھکر
سمجھا کہ ساتھ سایہ زلف دوتا بھی ہے

کیوں رہبری کرے دل اسلم خضر شوق میں
اے عشق تجھسے بڑھکے کوئی رہنما بھی ہے

حد سے جو بڑھ گئے ہیں تمنا بتوں کی ظلم
کیا جانتے نہیں ہیں کسی کا خدا بھی ہے

جناب مولوی معین علی صاحب احسن مدرس صدر ضلع سیتاپور

مفتون ہو دام و دانہ ہکر ندم دل
خال سیاہ رخ پہ ہے زلف دوتا بھی ہے

طرز ستمگری میں کہلا مل چرخ کو
اس پردۂ کہن میں کوئی دلربا بھی ہے

خورشید سو ہزار ہوں ہمیں تلاش میں
ای ہمنشین بتاؤ مرا مہ لقا بھی ہے

کروٹ نہیں جو لیتے میری طرف کو وہ
کچھ کمسنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے

جناب منشی امبکا پرشاد صاحب مزاج نائب رجسٹرار قانونگو تحصیل گراں ضلع باندا

رہتا ہوں انتشار محبت یار میں
عاشق کے پیچ و تاب کی کچھ انتہا بھی ہے

عیسی بھی کر سکے ج مریض ہجر
جز مرگ اس مرض کی جہان میں دوا بھی ہے

جناب منشی محمد علی صاحب فیروز گرداور ریاست تکوہی ضلع گورکھپور

چتون غضب کی کرشمہ ہے قہر کا
جسکا نہیں جواب وہ کافر ادا بھی ہے

تنہا تلاش میں نہیں ہیں اوسکی ہم
ہمراہ شوق بھی ہے دل رہنما بھی ہے

جناب منشی محمد عبدالرحمن صاحب شہرت تخلص متوطن تنبور ضلع بنگلور تلمیذ جناب ذوالفق

شوخی بھی ہے مزاج میں شرم و حیا بھی ہے
کچھ بانکپن کے ساتھ ہی ناز و ادا بھی ہے

باتیں وفا کی ہمسے وہ سن سنکے کہتے ہیں
نا آشنا کسیکا کوئی آشنا بھی ہے

سو فتنے ہیں جہاں تک کیوں دیکھتے ہیں آئینہ
در پردہ کیا غرور کا کچھ مدعا بھی ہے

جلتا ہوں رات دن صفت شمع عشق میں
چھپا رہا ہجر میں کوئی دل جلا بھی ہے

بیمار عشق ہوں مجھے آنے کا حکم دو
کوچہ تمہارے رہتے ہیں دار الشفا بھی ہے

دل لیکے بھولے ایسے کہ پوچھی خبر نہ لی
تمسا کوئی نہیں ہے اجی بیوفا بھی ہے

کب تک اٹھاؤں صدمہ ہجر بتان ہند
یارب جفا ظلم کی کچھ انتہا بھی ہے

تم شوق سے رہو اجی کھٹکا نہیں ہے کچھ
دل جسکو کہتے ہیں یہی جائے [illegible] بھی ہے

آتے ہیں میرے گھر جو وہ تنہا ہوئے جگر
کچھ انکو مجھ سے ملنے کا چسکا بھی ہے

کہتے ہیں آئینے میں وہ منہ اپنا دیکھکر
ہمسا کوئی حسین دوسرا بھی ہے

وارفتہ کوئی حسن بتان کا نہو شریف
اس درد لاعلاج کی کوئی دوا بھی ہے

جناب منشی کالی رائے صاحب تمیز از تہر ضلع فرخ آباد

ہمرنگ تیرے اور کوئی دلربا بھی ہے
باغ جہاں میں کسی گل کی ہوا بھی ہے

اے بحر حسن بہر خدا اب ادھر نگاہ
مدت سے تشنہ کام کوئی آشنا بھی ہے

ضرب المثل ہے خنجر ابرو کی چال ڈھال
پیروا ہے ہاں میں تیغ قضا بھی ہے

ششدر جو مثل آئینہ رہتا ہوں رات دن
سکتے میں دیکھ وہ خود نما بھی ہے

زلف رسا ہے دست نگارین سے آشنا
پابند دام طائر رنگ حنا بھی ہے

تیرا سحاب لطف جو ہے سر بسر کرم
پھولا پھلا ہے نخل مدعا بھی ہے

آئینہ قمر ہے اگر روئے باصفا
تصویر آفتاب نقش پا بھی ہے

جنکو نصیب سایہ گیسو ہے آپ کی
تقدیر میں انھوں کو ظل ہما بھی ہے

ابنائے روزگار مخالف ہوں سربسر
کیا غم ہے لے ہمارا خدا بھی ہے

جناب مولوی محمد عبدالغنی صاحب جمالی خلف مولوی محمد لقا از اوجین

تعریف خود ہی کرنے لگا اپنے حسن کی
آئینہ رو اگر ہے تو خودنما بھی ہے

جناب مولانا مولوی عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی منیجر چشمۂ رحمت غازیپور

نامہ میں عشق ترا چرچا ابھی ہے — لیکن خیال آگے اوسے چھیڑتا بھی ہے
تیغ ادا کا وار کسی نے سہا بھی ہے — فریاد کیا کرین کوئی نالہ رسا بھی ہے
رہ رہ کے پوچھتے ہین ہمین چاہتے ہو تم — اللہ رے یہ غضب کا ہے اسمین مزا بھی ہے
دیکھو زبان منہ مین جو سسکی بھری تو کیا — کہتی ہے یہ جھجک ابھی شرم حیا بھی ہے
دانتون سے کاٹتے ہین وہ میری زبانکو — ہونٹونکے چوسنے مین مزیکی سزا بھی ہے
انصاف کرکہ کوئی کہانتک وفا کرے — تیرے جفا و جور کی کچھ انتہا بھی ہے
افسوس سوجھتا نہین یہ محو عشق کو — ناز و ادا کے ساتھ ہی جور و جفا بھی ہے
پیتی کسی نے آج یہ ڈالی تمہین ضرور — باتین بھی پیچ کی ہین سراسر گلا بھی ہے
مانا کہ اسکی قدر ہے دولت ہے بھی عجیب — یہ حسن آدمی کے لئے اک بلا بھی ہے
ضدسی ہین ہٹ کر گئے ہمارے قصور پر — یہ کب کہینگے اسمین ہماری خطا بھی ہے
حاصل ہوا فراق تمنا وصل مین — آہو نہ کیسے کچھ بڑھی ہوئی میری بکا بھی ہے
بڑھنے دو مجھے ہاتھ اگر اوسطرف نہین — جوبن مین کچھ نہ کچھ ابھی نشو و نما بھی ہے
ہے ہے یہ کس بلا کا ہے تیر نگاہ حسن — جان بخش جو ادا ہے وہ تیر قضا بھی ہے
اے ظالم آج آگ لگانا ہے اسمین کیون — یہ دل وہی ہے جسمین کبھی تو رہا بھی ہے
یہ بات تو کھلی ہے کہ وہ بدمزاج ہین — میری طرف سے غیرونے اونکو بھرا بھی ہے
عشاق کو ستم مین وفائی ہین لذتین — اوسکے جفا و جور مین ناز و ادا بھی ہے
وہ گلبدن یہ ناز سے کہتا ہے بار بار — شمشاد تو کہین نہ کہین مبتلا بھی ہے

جناب شیخ محمد ارادت اللہ صاحب توقیر نائب ریاست راج ترواریس قنوج

توقیر انتخاب سے کم کیون ہو غزل — نزدیک مستہم کے کچھ اچھا کہا بھی ہے

جناب سید عبد القدوس صاحب قدسی از بنگلور

کب رحم آیا تمکو مرے حال زار پر — بیشک یہی ہے رنج اسی کا گلا بھی ہے

جناب کنور دھوم سنگھ صاحب وحشی تلمیذ جناب ناکام از موضع اہک ضلع علیگڈہ

حسن بتا نہین صنعت خالق ہے دیکھنا — وحشی اگر ہے رند تو کچھ پارسا بھی ہے

جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجمل چشتی نظامی فخری جلالی پوری حال مقیم بمبئی

مرکے ہوا وصل کی یار مین کچھہ فائدا بھی ہے
وہ بانکپن کسی کا تجمل ہوا بھی ہے

الزام ایک روز نیا دیتے ہو مگر
ثابت کوئی قصور ہمارا ہوا بھی ہے

دل ہے اسیر گیسوے شبرنگ یار مین
مجھسا سیاہ بخت کوئی دوسرا بھی ہے

مطلب ہے کے سیکڑون ہین زمانے مین آشنا
کوئی شریک غم مین کسیکا ہوا بھی ہے

اب کس سے اون کے ظلم کی فریاد کیجئے
امداد بیکسون کی ہمارا خدا بھی ہے

کسکو سناؤن دلپہ گزرتی ہے جو میرے کیا
فرقت مین کوئی حال مرا پوچھتا بھی ہے

کیون شیخ جی مرین نہ تمنائے حور مین
انکو جہان مین کوئی حسین پوچھتا بھی ہے

روپوش ہوکے وصل کی شب کو ستر مین وہ
شوخی بھی ہے نگاہ مین اونکی حیا بھی ہے

جو لطف ہمنے پایا ہے صحبت مین یار کی
دل سے بھلائین لاکھہ مگر ہوسکتا بھی ہے

افسانہ کیا ہے وامق و فرہاد و قیس کا
قصہ ہمارے غم کا کسی نے سنا بھی ہے

عشق بتان مین نقد دل و جان کا ہے ضرر
آنکھون سے دیکھتے بھی ہین اکثر سنا بھی ہے

کیا اسکو ہے خبر کہ ہے کیسا سرور عشق
زاہد نے ساغر مے الفت پیا بھی ہے

وہ ہے غضب بھری نگہہ خشمگین یار
ٹھہر سندہ جس کے سامنے تیر قضا بھی ہے

نالون سے اپنے عرش بریں کو ہلائین گے
ضبط فغان سے ہجر مین کچھہ فائدا بھی ہے

رکھتے ہو اس قدر جو تجمل بتون سے ربط
کچھہ اے جناب آپکو خوف خدا بھی ہے

جناب حافظ سید محمد سعید محسن صاحب سعید طالب العلم مدرسہ جناب المبین جناب نگر دیوبندی

مجھسا جہان مین کوئی ترا مبتلا بھی ہے
یون خستہ و خراب بھلا دوسرا بھی ہے

اوبے ستانے میرے دل دردمند کو
آخر کو مجھہ غریب کا کوئی خدا بھی ہے

بکھرا کے زلف رخ پہ وہ کہتے ہین ناز سے
خورشید جلوہ گر ہے اور اوس پر گھٹا بھی ہے

جناب شیخ محمد موسیٰ صاحب رضا نرائن پوری ضلع سارن حال مقیم چھپرہ

کس بھولے پن سے پوچھتے ہین وہ طبیب سے
آخر مریض عشق کی کوئی دوا بھی ہے

جناب منشی مداری لال صاحب فدوی ازمین پوری

اوسکے مزاج کی تو عجب کچھہ ہے کیفیت
گاہے وہ مہربان ہے گاہے خفا بھی ہے

عالیجناب نواب حکیم عبدالرشید خانصاحب قمر برادر حضور نواب عبدالرحیم خانصاحب بہادر والی ریاست [illegible]

عشوہ بھی ہے کرشمہ بھی ناز و ادا بھی ہے
شکل بتان مین جلوۂ شان خدا بھی ہے

وصلت مین منہہ چھپا کے بدلتے ہین کروٹین
کچھ کمسنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے

صدمے عجب فراق کے لاکھون اوٹھا چکے
مجھسا ستم رسیدہ کہین دوسرا بھی ہے

اسطرح لاڈ سے وصل کی شب جان کیون
عیار بھی ہے شوخ بھی ہے بیوفا بھی ہے

بے شغل ہے دست جنون کیا کرون مین آہ
تار کفن مزار مین باقی رہا بھی ہے

ہنسنے جو نہین چھپاتے ہین الٹی کہی وہ دوست
آوارہ کوئی عشق مین پھنسا ہوا بھی ہے

وہ نامہ بر سے پوچھتے ہین لیکر خط مرا
پیغام کچھ قمر نے زبانی کہا بھی ہے

جناب منشی رشید احمد صاحب رشید تلمیذ جناب واحد تھانوی از ٹونک

صبح نشاط گر ہے تو شام بلا بھی ہے
رخ پر ہمارے یار کے زلف دوتا بھی ہے

دشنام جانگداز بھی قم کی صدا بھی ہے
تیرے لبون مین درد بھی ہے اور دوا بھی ہے

بزم عدو سے آئے ہو ناحق چھپاتے ہو
شاہد اسی کا آپکا بند قبا بھی ہے

کب تک رہینگے مورد جور بتان ہند
بندے ہین ہم کسی کے ہمارا خدا بھی ہے

سینے مین حسرتین ہین لبون نالہ بھی ہے ضرور
اس قافلے کے ساتھ مین بانگ درا بھی ہے

مٹ جاتا ہے ہماری طرح تجھپہ اے صنم
الفت کی چوٹ کھائے ہوئے نقش پا بھی ہے

بہر خدا نقاب کو یون راز دان نہ کر
اے مست ناز کوئی ترا مبتلا بھی ہے

تیغ ادا سے یار کے دل پاش پاش ہے
ہنسنے کا یہ مقام تو مرنے کی جا بھی ہے

انداز و ناز و عشوہ یہ سب شوخ چشم ہین
آنکھین تری غضب ہین کہ انمین حیا بھی ہے

جناب منشی محمد مقصود علیخانصاحب ساحر تلمیذ جناب جاوید شاہ آبادی از کواتھہ

جاؤنگا بھلا کہان در میخانہ چھوڑ کر
ساقی ترے سوا کوئی حاجت روا بھی ہے

احوال مجھ ضعیف کا خود آکے دیکھ لے
تیری کمر کی طرح یہان کچھ رہا بھی ہے

ساحر تو اپنا وقت نہ غفلت مین کر بسر
دو دن کی زندگی کو کبھی دن فنا بھی ہے

جناب منشی اودت پرشاد صاحب قمر غازیپوری

دو دن کی چاندنی پہ نہ نازان ہو اسقدر
یہ حسن یہ فروغ ہمیشہ رہا بھی ہے

جناب مولوی محمد رضا خانصاحب رضا تماز بھی پوری تلمیذ جناب بقا غازیپوری

اچھا حضور ہم نہین سہی التجا بھی ہے — تکلیف ہجر سہنے مین ہمکو مزا بھی ہے

پہلے تو ہمسے پردہ نہ تھا اس قدر انھیں — غیروں سے ملے مدعی کے جبھی تو حیا بھی ہے

منھ آئینے مین دیکھ کے کہتے ہین ناز سے — یہ حسن خیر ہا دے کسیکو ملا بھی ہے

اونسے مگر غرور مناسب نہین تمہین — دیکھو کسی کا حسن ہمیشہ رہا بھی ہے

زاہد مگر خدا کیلئے ترک مے کشی — جب یہ نہین تو جینے مین کوئی مزا بھی ہے

بوسے تو دے رہے ہین مگر دیکے گالیان — حسن وفائے یار مین طرز جفا بھی ہے

مین ایک مسیح دم کی محبت مین زار ہون — جسکا مریض ہون وہی میری دوا بھی ہے

مین کس سے جاکے پوچھون تعلق کیا چیز شیخ جی — راہ عدم سے کوئی مسافر پھرا بھی ہے

گر دو نہین ہاتھ ڈال کے ہوا شب وصال — اس کے علاوہ اور کوئی حوصلہ بھی ہے

چاہا کہ بوسہ دیدین مگر پھر سنبھل گئے — شوخی تو ہے مزاج مین لیکن حیا بھی ہے

جیسی تڑپ ہو میرے دل بیقرار مین — ویسا ہی چلبلا وہ بت دل ربا بھی ہے

جو ہٹ اوٹھے ہے میرے نالونسے کس طرح وہ پری — کچھ کمسنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے

دیتے ہین گالیان وہ مجھے بات بات پہ — جور و جفا کی اونکے رضا انتہا بھی ہے

جناب منشی محمد اللہ خانصاحب حمید اورنگ آبادی ضلع گیا از مہوری

فصل بہار ہے چمن پر فضا بھی ہے — ساغر ہے مے ہے ساقی گلگوں قبا بھی ہے

ٹھنڈی ہوا بھی چلتی ہے اور چھاگئی گھٹا بھی ہے — دے ساقیا شراب کہ فضل خدا بھی ہے

آئی نہ ایکدن بھی شب ہجر مین کبھی — بیزار ہے اب تو ہماری قضا بھی ہے

منھ وصل مین وہ شرم سے اپنا چھپاتے ہین — دشمن ہمارے واسطے اون کی حیا بھی ہے

آنچل سے منھ چھپا کے وہ لیٹے ہین وصل مین — شوخی اگر ہے اون مین تو شرم و حیا بھی ہے

اپنی تمام عمر نہین رائگان حمید — یاد بتان ہے دلمین تو ذکر خدا بھی ہے

جناب منشی محمد سعید صاحب سعید سوداگر از کامٹی

بن ٹھن کے جب وہ آتے ہین کہتے ہین ناز سے — سمجھا کہین سعید بتا دوسرا بھی ہے

جناب چودھری مشرف حسین صاحب بصر تلمیذ جناب عبث دہلوی

ناحق کو کرتے ہین یہ اطبا مرا علاج — بیمار عشق کا کہین اچھا ہوا بھی ہے

جناب منشی علی احمد صاحب مضطر سہارنپوری

مانا کہ چرخ فتنہ گر و پرجفا بھی ہے
پر یہ نہیں ہو نگا کہ تجھسے سوا بھی ہے

گو شرم اونکی آنکھ میں ہے اور حیا بھی ہے
لیکن چھپی ہوئی نگہ فتنہ زا بھی ہے

دل مین تمہارے کچھ تو خوف خدا بھی ہے
اس جور کی تمہارے کوئی انتہا بھی ہے

شکوہ نہین ہے غصہ بجا کا آپ کے
بتلا تو دیجئے کوئی میری خطا بھی ہے

غصے سے مجکو دیکھکے کیون منہ چھپا لئے
مجھ سے تو یہ حجاب عدو سے حیا بھی ہے

یکتا نہ سمجھو آپکو دیکھو تو آئینہ
تمسا ہی ایک ماہ لقا دوسرا بھی ہے

صحن چمن مین شوق سے چلکر پیو شراب
ٹھنڈی ہوا بھی ہے جھوم کے آئی گھٹا بھی ہے

کچھ دلبری کے واسطے شوخی فقط نہین
انداز ناز و غمزہ و طرز ادا بھی ہے

کیونکر نہ جان و دل مین ہے کچھو اسی عزیز
فرقت مین غم رفیق ہے اور آشنا بھی ہے

پوچھا کبھی نہ آپنے ارمان ہے یہی
مضطر بتا کہ کوئی ترا مدعا بھی ہے

جناب منشی بالکشن صاحب چمن ہندو بست فرخ آبادی تلمیذ جناب جوہری فرخ آبادی

مانا حضور شوق سے جور و جفا کرین
لیکن رہے یہ دھیان کسیکا خدا بھی ہے

امید کیا کرون کہ وہ آئینگے میرے گھر
بیکار آہ بھی ہے فغان بھی بکا بھی ہے

آزردہ تم ہوے تو سمجھنا کہ آئی موت
ترچھی نظر کے ساتھ ہماری قضا بھی ہے

خط لیکے پوچھتا ہون یہ قاصد سے بار بار
سچ سچ بتا کچھ اور زبانی کہا بھی ہے

باد صبا بھی پوچھتی ہے بلبلے سے چمن
وہ گل کہان ہے کوئی اوسکا پتا بھی ہے

جناب مولوی محمد کھسو خانصاحب شیدا از مین پوری

سوجھ آنکھین بند نہین ہین شب وصال
کچھ کم سنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے

فرقت مین تیری یار یہ شیدا کا حال ہے
سوزش بھی ہے طپش بھی ہے آہ و بکا بھی ہے

جناب منشی محمد عمر صاحب عمر تلمیذ جناب جالی مرزاپوری از الہ آباد

بوتل بغل مین ہاتھ مین تسبیح و جانماز
دیکھو تو شیخ رند بھی ہے پارسا بھی ہے

جناب منشی میر محمد خانصاحب اختر از مالوہ اوجین

ظلم و جفا کا مشق کرین آپ تو مجھے
ہان جان ہے جگر ہے دل مبتلا بھی ہے

جناب منشی سید محمود حسین صاحب افسر از شہدرہ نواب بارہ

دلبر ہے دلنواز بھی ہے آشنا بھی ہے — اور طرفہ یہ کہ شوخ بھی ہے بیوفا بھی ہے

سیدا دیکھتے انکو منظور ہوں مگر ہیں — پر آشنا جا کر کہ خدا دیکھتا بھی ہے

حیا کہاں تمکو بیٹھے ہیں محفل میں برملا — تمکو کسیکا خوف کسی سے حیا بھی ہے

یکتائی پہ غرور نہ کرا پنی سیمبر — دیکھ آئینہ میں شکل تمہاری دو سرا بھی ہے

اوچھے پنے سے جو اعتراض کسی پارسا کے — جنہونکے لب پہ شکر بھی ہے کچھ گلا بھی ہے

قاصد وہ اور وعدہ وفا کر کے آئیں خود — کچھ جھوٹ ہو کچھ اسمین ترا افترا بھی ہے

تعریف خلد ہم سے مگر شیخ یہ بتا — کوچہ یار میں ہے فضا وہ فضا بھی ہے

سید ادا آپ کہتے ہیں پر حشر میں حضور — کچھ بھی خبر ہے پرسش جور و جفا بھی ہے

امید کس طرح دل ناشاد کی بر آئے — برگشتہ مجھ سے چرخ بھی ہے دلربا بھی ہے

افسر نہ دینا دل کو کسی مہوش کو کبھی — کیا جانتے نہیں ہو کہ وہ بیوفا بھی ہے

جناب منشی مہر علی صاحب افق ملازم ریاست راج تروا

دل کسکو دیں جہاں میں کوئی دلربا بھی ہے — پھر تو بہت ہیں کوئی با وفا بھی ہے

کافر بھی میں ہوں اور مسلمان بھی ہوں نہیں — عشق بتاں بھی ہے مجھے عشق خدا بھی ہے

اے گلعذار آج ہے گلگشت میں مزا — کالی گھٹا ہے برق ہے ٹھنڈی ہوا بھی ہے

جو چاہے مانگ لے وہ خدا سے کریم ہے — لیکن کسی کو یاد طریق دعا بھی ہے

ناحق علاج کرتے ہیں بیمار ہجر کا — نادان ہیں طبیب قضا کی دوا بھی ہے

تیر نگہ عجیب ہیں قاتل کے ہاتھ میں — خون شہید ہے کبھی رنگ حنا بھی ہے

ایسے کو دل نہ دیجئے کس طرح سے افق — کم سن ہے خوبرو بھی ہے اہل وفا بھی ہے

جناب منشی یعقوب خانصاحب عرف جگن خان اخلاق اکبرآبادی حال وارد مئو

کوئی حسین زمانے میں تم سوا بھی ہے — بدنام عشق میں کوئی مجھسا ہوا بھی ہے

تیور چڑھے ہوئے ہیں تبسم لبوں پہ ہے — وہ آج مہرباں بھی ہے کچھ خفا بھی ہے

کرتا ہوں میں جو انسے کبھی عرض مدعا — کہتے ہیں کس ادا سے تمہیں کچھ حیا بھی ہے

کھلتا ہے یہ ہوتا ہے ابرو مژہ کا حال — قبضے میں اس کمان کے تیر قضا بھی ہے

مشق ستم ہمیں پہ رہیگی یہ عمر بھر — یا پھر امتحان کوئی دوسرا بھی ہے

جناب لالہ برکت رائے صاحب برکت ہیڈ کلرک ڈاکخانہ سفری راولپنڈی پنجاب

جو کچھ ہمیشہ ظلم بھی ہے اور جفا بھی ہے　آخر ستم کی آپ کے کچھ انتہا بھی ہے

کھلتے نہیں جوانی میں طرح و شباب و جمال　کچھ کم سنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے

اپنی وہ بھی ہیں کبھی مہربان ہیں　کچھ نا امید یوں نہیں ہمیں آسرا بھی ہے

مشہور ہو جہاں میں جو رشک مسیح تم　بیمار عشق کی تمہیں آتی دوا بھی ہے

زاہد ہیں نہ صرف تو صوفی پرست بتان　ذکر بتان کے ساتھ ہی یاد خدا بھی ہے

کہیے ترے مریض کو میر یاس قدر نہ غم　بتلاؤ کہ بچنے کا انھیں راستا بھی ہے

پوچھا جو آپ نے تو یہ کہنا پڑا مجھے　شکر عطا کے ساتھ ستم کا گلا بھی ہے

کہا سے لگتے ہو کہ ایسے کسی اور کو تو پیار　اچھا بتاؤ تم سا کوئی دوسرا بھی ہے

برکت جو کہا ہے غم الفت کو شوق سے　یہ تو کہو کہ اس میں بھلا کچھ مزا بھی ہے

جناب مولوی محمد عبدالواحد صاحب واحد عاتیہ پوری از مرزاپور

مے ہے صبا ہے باغ ہے وہ دلربا بھی ہے　ساقی ہے جام و بلبل نغمہ سرا بھی ہے

چشم سرمگین سے کسی کے عیاں ہے صاف　کچھ کم سنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے

آئیں اگر تو پوچھوں میں او نفس لائے مسیح　ہے مریض ہجر کی کوئی دوا بھی ہے

تم ہی سے پوچھتا ہوں میں اے عشوہ و ادا　بتلاؤ تو ستم کی کوئی انتہا بھی ہے

جناب منشی بالکند صاحب طالب العلم ہائی اسکول بریلی متوطن بریلی

گردش بدل کے لیتے ہیں دن تب وصال　کچھ کم سنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے

کس کس کا بار اوٹھائے یہ تنہا تن ضعیف　جور فلک ہے سنگدلوں کی جفا بھی ہے

اوس گل کے ساتھ رہتے ہیں ہر دم یہ دو رقیب　بوئے چمن ہے باغ کی باد صبا بھی ہے

جناب منشی طیب علی صاحب تاجر از دھولیہ ضلع خاندیس

آنچل میں منہ چھپا کے ہنسے دیکھتے ہیں وہ　کچھ شوخیاں مزاج میں ہیں کچھ حیا بھی ہے

جناب منشی قادر بخش صاحب قدر از [illegible]

فرقت میں جان لب پہ ہے جان سپرد لو تم ذرا　کچھ درد کچھ قلق بھی ہے کچھ غم ذرا بھی ہے

جناب منشی اکبر حسین صاحب اکبر از قصبہ بارہ ضلع الہ آباد

بیخوف ہو کے ظلم نہ اتنا کرو بتو　یہ خوب جان لو کہ ہمارا خدا بھی ہے

نتائج جناب بابو رگھوراج سنگھ صاحب وقار تعلقدار [illegible]

اچھی طرح حضور وہ بیٹھے کو اوڑھکے ۔ اسکا نہین خیال ذرا کچھ کھلا بھی ہے
کروٹ نہین وہ پھیرتے ہین اس طرف وقار ۔ کچھ کم سنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے

جناب منشی کریم بخش صاحب کریم از گھوسی

حیرت مین آکے ہوے وہ آئینہ دیکھکر ۔ دیکھو تو ایک اور ہمارے سوا بھی ہے
ناکہہ رہے گل کیطرح سے بے رنگ بو ۔ اے بلبلو گلون مین تمہارے ادا بھی ہے

جناب مولوی عبد الصمد صاحب فصیح از چاند پور ضلع بجنور

سو جاتے ہین جو شام سے آکر ہمارے پاس ۔ کچھ کم سنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے
عاشق یہ تیرے اسی لئے اور کچھ نہ ذوق [illegible] ۔ بیدار ہو ستم بھی ہے جور و جفا بھی ہے

جناب حکیم عزیز الدین صاحب حکیم مدرس اول قصبہ سیہور

صبح شب وصال وہ منہ کھولتے نہین ۔ کچھ کم سنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے
دل سے لگے مجھ غریب کا تڑپا ہے ہو کیون نہ ۔ سچ سچ کہو تو تم مین خوف خدا بھی ہے

جناب منشی عبد اللہ خانصاحب عرف سانڈو سپاہ [illegible]

ظاہر مین وہ خفا ہین تو باطن مین خوش ہین ۔ ان کا ہمارا حال کوئی جانتا بھی ہے
گھر مین اکیلا چھوڑ کے جاتے ہو جب مجھے ۔ دیوار و در سے رونیکی آتی صدا بھی ہے

جناب شیخ معراج الدین صاحب معراج لاہوری حال مقیم کوئٹہ

آنکھین جھکائے بیٹھے ہین صبح شب وصال ۔ کچھ کم سنی کی نیند بھی ہے کچھ حیا بھی ہے
افسوس کس گھڑی کا [illegible] قاتل [illegible] ۔ سر پر اجل ہے اور خنجر گلا بھی ہے

جناب منشی حبیب احمد صاحب سائل سہارنپوری مقیم [illegible]

دعوی کرونگا حشر مین پانچون یہ خون کا ۔ انداز و ناز و غمزہ بھی شرم و حیا بھی ہے

جناب منشی محمد حسین خانصاحب حسین از اندور

یہ مہ لقا حسین دغا باز ہین بڑے ۔ لیکر کسی سے دلکو مکرتے دیا بھی ہے

جناب منشی شنکر سہائے صاحب گلشن از سیہور

ہوتے ہین روز ظلم نئے میرے حال پر ۔ ظالم تری جفا کی کچھ انتہا بھی ہے
کتنا برا ہے عشق کو نادان ناصحا ۔ کمبخت اس سے بڑھ کر کسی مین مزا بھی ہے

جناب منشی عبدالکریم صاحب تقریر از جلگاؤن ضلع خاندیس

طرز شکر کی بھی ہو تو سے ولا بھی ہے
اور سہ ہمت گر نام کر نہیں یا و خدا بھی ہے

جناب لالہ گوبند رام صاحب تنہا بانسپلی پیت

دیکھون کیا ہو سند ویری مین کھلائی جاسکتا ہو
یان تحلیہ مین مجھکو کوئی دیکھتا بھی ہے

جناب منشی یوسف علی صاحب یوسف از جلگاؤن

قابو مین کر کے دل کو وہ کہتے ہین پھیر لو
ہم کیا کرین اسے یہ کسیکا م کا بھی ہے

ارباب نشاط

کلام عورات

بی شاہزادی صاحبہ تخلص شاہزادی سکنہ رامپور عمر ۱۲ سال رنگ گورا - بھولی صورت نازک بدن - قد اوسط درجہ کا - ناچنا تو خیر گانا غضب کا ہے پڑھنے لکھنے کی لیاقت بہت اچھی ہے - لوگ کہتے ہین انکی مشوقانہ بیہ رخیان ستم ڈھاتی ہین کلام یہ ہے -

اب وہ تمہارا عاشق شیدا کہان رہا
بیٹھے ہین پھیر لوگ وہ دیتہ سنبھالئے
کل لوگ رو رہے تھے اوسکو ہنسا بھی ہے
کچھ شاہزادی انکو شرم وحیا بھی ہے

بی ننھی جان صاحبہ ناز سکنہ بمبئی - سن ۱۵ سال رنگت گوری - بھولی صورت - بانکی ادائین انکے حصے کی ہین بعض وقت کا منہ پھیر کر مسکرا دینا غضب ڈھاتا ہے ناچنا معمولی ہے گانیکی لوگ تعریف کرتے ہین - کئی برس سے شعر وسخن پہ جان دیتی ہین کلام یہ ہے -

بگڑے شب وصال کبھی مسکرا دئے
خلوت مین حکم آنیکا تنہا ہوا ہے ناز
شوخی مزاج مین ہے تو شرم وحیا بھی ہے
اور ساتھ ساتھ تیرے دل مبتلا بھی ہے

بی مشری جان صاحبہ تخلص زہرہ سکنہ آگرہ مقیم گوالیار عمر ۱۹ سال - نظر ین دلونکی لبھانے والی رنگ سانولا چہرہ نمکین سرو قد مزاج مین اخلاق ومروت نہایت - آسمانی رنگ کے دوپٹے سے بہت شوق ہے جسپر طلائی گوٹے کی چڑیان لگی ہون - رات کے باسی پھولونکی خوشبو پہ مرتے ہین - ناچنے گانیکا حال معلوم نہین کلام یہ ہے -

بیٹھے ہین سر جھکائے وہ ہم شب وصال
اور کچھ دبی زبان سے زہرہ گلا بھی ہے

بی اللہ بندی صاحبہ ادا سکنہ رامپور عمر ۱۹ سال رنگ گندمی - قد فتنہ - دلفریب لگاوٹین مزاج مین غصہ زیادہ ہے ناچنا گانا اوسط درجے کا - دہلی پوشاک کا بہت استعمال کرتی ہین پانچ سال سے

مضمون عاشقانہ

شب وصل کی صبح

جگمگاتے ہوئے تارون سے اپنی شعاعون کی دست دراز پھیلنے رات اسیہ پردہ کی
آرزئین سے جبین پہ شکن لاکہون بناو بگاڑ دئے ہم پہلوان جانان پر خواب راحت تھے ایسا
نظر آیا کہ یار کی پیاری صورت کا دیکھنا آسمان کو شب بہار نظر باز ستارونکی قسمت مین
لکھدیا گیا۔ فرش گل پر پریشان نیند مگر سوتے والونکو آنکھ رجھونکیطرح بڑی اٹکلی بد
گھورہے تھے کہ پچھلی رات کے خاتمے پر آفتاب کی روشن کرنون کی جھلک یکلخت گھبرا
کر لیکے آنکھین چھپانے لگے ٹھنڈی ہوا چھپا رہی تک ہے طلعت کے خرمن حسن پر
دست درازی کہبرانے والونکی قوت بازو رہی تھی تنہائی جس نے بزم طرب مین تمام رات
جاگنے کی قسم کہانے والونکو بھی سلادیا تھا۔ باد سحر کی زلف جانان سے شوخیان کرنیون کی
جھونکونکی آہٹ سے دفع ہوئی ہے مہر سکوت جس نے غم ہجران جھیلے ہوئے
وصلت نصیبون کی زبانین باہمی شکوہ و شکایت سے بند کردی تھین تھوڑے ہی
عرصے کے بعد موذن سے نالۂ خوش آیند کم آوازون کے صدمے سے ٹوٹ رہی ہر
سناٹے بھری رات کا سکون جس نے پہلوئے جانان آباد کرنے والے ہمین طلو
کے کلیجے ٹھہرا دئے تھے ہستان خرابات کے آخری نشہ کے کروٹون
سے موقوف ہوا ہے۔ گریبان سحر چاک ہوتے ہی خدا جانے کس حسرت نصیب
کے چاک گریبان پر نظر پڑگئی کہ سر شام سے کھلکھلاتے ہوئے پھولون کے
چہرون پر ایسی چھاگئی اور ناشگفتہ غنچے قدرتی پیراہنونکو چاک کرنے لگے
ہم آغوشان یار کی دست درازیون سے کسی کو بناؤ کا بگڑنا کیا کم تھا کہ نسیم سحر کے
جھونکے کھلی ہوئی زلفونکو اور بھی الجھائے دیتی ہین اترا ہوا ور ہے سحر فرقت کا مزہ
یاد دلا دینے کو کیا کم تھا کہ کسی ہم آغوش کا دامن چھڑا کر رخصت ہونے لگا اور بھی
ستم ڈھا رہا ہے۔

بقلم محشر

لطائف و ظرائف

لطیفہ

ایک وکیل صاحب نے کسی پادری سے پوچھا کہ اگر پادری اور شیطان دونوں کا مقدمہ ہو جاوے تو ان میں سے کون جیتے گا پادری صاحب نے جواب دیا کہ جناب من شیطان ہی جیتے گا کیونکہ سب وکیل اوسکی طرف ہو جائینگے۔

عجب عجب خیالات

از ظرافت مہر لطافت مولوی منشی اڈیٹر پیام عاشق معہ مبالغہ تسلیمات عرض کرتا ہوں۔ ماشاء اللہ مولوی صاحب سلامت قبلہ بندگی۔ آپ نے آج کدھر سے تشریف لائے۔ یونہی ٹہلتا ٹہلتا چلا آیا۔ کہئے آجکل کیا شغل کیا خیالات رہتے ہیں۔ خیالات کیا یہی معمولی خیالات۔ تمام دن کا تھکا ماندہ خستہ خراب گھر جب پلٹ کے آیا تو کوٹھے پر جا چت پلنگ لیٹ کر چپکے چپکے دعائیں کرنے لگا لیکن نہایت رجوع قلب سے ٹوپی اوتارے دانت نکالے گڑگڑا گڑگڑا کے۔ اے میرے اللہ اے بے محنت دینے والے اے سب کی سننے والے ابکی تو مینہ کے بدلے روپیہ اشرفیاں برسادے۔ سارے گھر میں چھنا چھن چھنا چھن کی آواز آ رہی ہو اور یہ نہیں کہ اکا دکا۔ اے خوب جھڑی لگا کے دو تین دن اسی کی بوچھار ہو اور بندہ درگاہ دونوں ہاتھوں [illegible] ہمیشہ رہوں گھبرائے ہوئے ادھر ادھر بندر کیطرح کونوں کونوں کو دوڑتے پھرتے ہیں۔ مارے خوشی کے باچھیں کھلی ہوئی ہوں۔ جب ذرا سنبھال چکیں تو کسی سے آنکھ کون ملاتا ہے۔ لاکھ کوئی جھک کر فرشی سلام کرے تیوری چڑھا کر کبھی ہی اوڑھی۔ کشمیری قالین بنے بیٹھے چار روپیہ سودی کا روپیہ چل رہا ہو ایک ایک کے دو دو کر رہے ہوں اور یا کریم کارساز یہ نہو تو کوئی امانت دار جان کے پندرہ بیس ہزار کی دو ہرو ہیرے کھلوا دے۔ پھر یا تو بھول جائے یا مر جائے یا ہمیں منکر ہو جائینگے پھر دیکھئے کہ اسکی بدولت زمین پر پاؤں نہیں رکھتے۔ دماغ ہے کہ ملک ہفتم پر چلا جاتا ہے جب دیکھئے سیر کو اکڑتے جا رہے ہیں آگے دو مصاحب پیچھے دو خدمتگار رومال لئے مکھیاں جھل رہے ہیں ایک سرے سے شہر کے عمدہ عمدہ طائفے اپنے ہی ملازم چیدہ چیدہ نمبر اول کی رنڈیاں انہیں ہی مجرئی۔

راقم چاہیے تھے خدا جس کو فراغت دے ذرا
دیکھئے سامان پھر اوس فرعون بے سامان کا

لطیفہ

ایک فوجی گورے اور سارجنٹ میں یوں گفتگو ہوئی۔

گورہ۔ کیوں صاحب اگر میں کہوں کہ آپ بیوقوف ہیں تو آپ کیا کریں۔

سارجنٹ میں تمکو حوالات میں داخل کر سکتا ہوں۔

گورہ اگر کوئی کسی کی نسبت ایسا خیال کرے۔

سیارجنٹ خیال کرنے کا ہر شخص کو اختیار ہے
ہر شخص آزاد ہے اپنے دل مین جو چاہے سو خیال کرے
گو وہ غیر تو مین خیال کرتا ہون ازرکتا نہین رکیہ
آپ بیوقوف ہین۔

نوابی دربار

زیر بست خان۔ مرزا خوشامد بیگ۔ مولوی زاہد علی صاحبان

خوشامد بیگ خدا ہمارے حضور کو خوش رکھے عجیب ہاتھ
دم ہے جو اس ڈیوڑھی پر آیا کبھی خالی نہین لوٹا
لاکھون روپیہ اس ہاتھ سے دیدے والے۔ اللہ رکھے
چارون طرف مثل آفتاب نام روشن ہے۔ جناب عالی
ہمارے لڑکی کا بیاہ ہونے والا ہے مگر آجکل آپ کا
غلام خرچ سے بہت ہی تنگ ہو اگر کچھ کھانا پینا
ناچ رنگ نہ کیا جاے تو برادری والے سب تھو تھو کرین
اور کہین کہ دیکھو یہ نوابصاحب کے آدمی کہلاتے
ہین۔

نوابصاحب ہون اچھا سردست خزانے سے
دو ہزار روپیہ لیلو پھر دیکھا جائے گا۔ اور خوب
دھوم دھام سے شادی کرنا۔

خوشامد بیگ سلام کرکے واہ ہمنے بھی کیا
سرکار پائی ہے۔

مولوی زاہد علی جناب عالی محلہ وجاہت نگر میں
ایک پرانی مسجد ہے وہ بہت شکست ہوگئی یہان کے
تمام مسلمانون نے چندہ دیا ہے اگر حکم ہو دو چار سو
روپیہ سرکار کیطرف سے بھی پہونچ جائین تو مسجد کی
اچھی تعمیر ہو جائے۔

نوابصاحب اچھا اچھا سن لیا اوس مسجد کے
قریب جوار مین جو مسلمان لوگ آباد ہین اونہین پر
اوسکی مرمت بھی واجب ہے۔

زیر بست خان سرکار آجکل کنکوے خوب اڑ رہے ہین
صبح سے اور شام تک یہ دیکھا جاتا ہو کہ فلان
شخص کے کنکل نے اسوقت چار کاٹے اور فلان
رئیس کے نوکر نے پانچ کاٹے۔ کچھ لوگ آج ہمسے
کہتے تھے اس سال تمہاری سرکار مین کنکوے بازی
شروع نہین ہوئی خیر باشد یہ بات کیا ہے
ہمنے کہدیا کہ ہمارے حضور کی ابتک اسطرف توجہ
نہین ہے اور جسوقت ہوئی تو دم بھر مین کنکوون
اور ڈورونکے ڈھیر لگجاتے ہین گے۔

نوابصاحب لو ہمکو تو معلوم ہی نہ تھا کہ کنکوے
اوڑنے لگے اب اسیوقت ایکہزار روپیہ دار وغہ
کنکو بجات کو خزانے سے دلوادو اور کہدو کہ آج ہی
کنکوون اور ڈور کا انتظام ہوجائے۔

مولوی زاہد علی حضور ضلع ومہ مین ایک
انجمن اسلامیہ قائم ہوا ہے دور دور کے رئیس سردون
نے روپیہ سے مدد دی ہے اور دین مین امداد کرنا
بہت بڑے ثواب کی بات ہو۔

نوابصاحب (ناک بھون سمیٹ کر) پھر کسیوقت
یاد دلانا جیسا کچھ مناسب ہوگا کیا جائے گا۔

راقم

ایک زمانے کا تجربے کار نامہ نگار۔

لطیفہ

ایک ظریف اپنے ایک دوست کے لڑکے کی برات مین شریک ہوئے تو رنڈیاں مجرے کر رہی تھین ظریف جو جلدی سے محفل مین آئے تو ایک شیشہ کا ٹکڑا فرش پر پڑا تھا وہ پاؤن مین چبھ گیا خون بہا تھا ایک رنڈی تھی چالاک وہ بول اوٹھی کہ ارے میان ایسے بھی بوہرے ہو کہ ندی نالے پاؤن تک جاری ہین ظریف بولے نہین یہ تمہاری گردش پاؤن کی کرامات ہے کہ مجھ تک یہ فیض پہونچا رنڈی شرما گئی

آقا اور طوائف کی بابین منشی کی خیرخواہی

محرران جادو نگار و گلستان ظرافت آثار کا شکرگزار ہے صفحہ پر بہار پرچہ میں یہ رقم فرماتے ہین کہ ایک رئیس عالیشان نے دبستان عقل مین یہانتک نادہندی کی مشق حاصل کی کہ دینے کی دال تک کو لوح خاطر سے دھو دیا۔ عادتًا جوش انفعال سے خشکی مین ڈوبا اوس سرکار دولتمدار کا ایک مختار ظرافت آثار جو ہم شناس علم نحو صرف بقیاس اور شناس خیال مین ریاست کی بو باس۔ بو باس کیا معنی بلکہ مدل پاش تھا اور حساب دیہہ مین معروف وشناس غرضکہ اوس امیر توقیر کی اوقات بغیر طوائف کے بسر نہوتی تھی۔ قضا سے کار وہ سرکار نامدار نشۂ جوانی مین سرشار وقت شام بالائے بام تماشا کنان تھی۔ اتفاقًا ایک طوائف حسینہ جمیلہ مہر جبار دہ سالہ آفت کا پرکالہ بلکہ شیطان کی خالہ مکار کی نانی ملباس ارغوانی جوبن اوبھار زلفین مسلسل آمد سامنے نمودار ہوئی طوائف کی دیکھی ہی امیر کو مجبور کیا امیر نے جواب دیکر نوکر سے کہا کہ آج اس نازنین زہرہ جبین کو میرے پاس بلاکے نوکر کرو جب بحکم اوسکو حاضر کیا۔ امیر نے صبح تک گھر سے اوٹھائے اور کہا کہ بی صاحب آپ نوکری قبول فرمائیے۔ جوابدیا بہت اچھا۔ لیکن مین پانسو روپیہ سالانہ لونگی۔ امیر نے کہا اسقدر تو نہین ہم تنخواہ ایک روپیہ روز دینگے۔ وہ طوائف رضامند ہوگئی۔ اور امیر نے علاوہ پیشگی رنڈی کو دیکر حاتم کی گور پر لات ماردی۔ غرض وہ طوائف پرورش سوائے ایام مجبوری و کار ضروری بلا ناغہ امیر کی خدمت مین آتی جاتی رہی بعد انقضائے یکسال طوائف کی نائکہ نے کہا کہ او بے غیرت مفت ہی کار سوائی میری سال بھر گذرا اب کچھہ خرچ لائی گی یا نہین طوائف نے راتکو جاکر امیر کی خدمت مین عرض کی۔ کہ میان میری نوکری کو سال بھر گذرا اب بڑی بی بہت ناراض ہوتی ہین خرچ عنایت کیجیے۔ کہ جس سے اوقات بسر ہو۔ امیر نے کہا کہ بہت اچھا بی صاحب کل اپنے آپ میرے منشی کے پاس جاکر جس تاریخ کو آپ نوکر ہوئی ہین اوس تاریخ سے آجتک کا اپنا حساب کر کے لیجئے جو آپکا نکلے۔ وہ آپ لیجئے جو ہمارا نکلے واپس کیجئے آپکی ماں اگر ناراض ہوتی ہین تو حساب کی ماں تو ابھی نہین مری غرض وہ طوائف امیر کے پہلو سے اوٹھکر جناب منشی صاحب کی خدمت مین تشریف لاکر اسطرح گویا ہوئی۔ منشی جی میرا حساب کر دیجئے۔ منشی صاحب نے فرمایا۔ آپ کیون گھبراتی ہین تشریف رکھئے۔

منشی جی نے روزنامچہ دیکھکر فرمایا۔ کہ تمکو آج کی تاریخ تک سال بھر ہوا۔ آپ رات دن کی نوکر ہین۔

اس سال بھر مین دنکو بھی میان کے پاس رہین
یا نہین جواب دیا کہ نہین۔ منشی نے کہا کہ ۳۰ تو دیکھو
آدھے دن رہے۔ گویا ۱۵۰ روز ہو۔ کہا ان کے ہان
میان سچ ہے منشی جی نے کہا کہ رمضان کے
تیس دن اور کم کر دیجئے تو اب رہے ۱۲۰ کہا سچ ہے
منشی جی نے کہا کہ بی صاحب ہر مہینہ مین پانچ یا سات
یا نو روز آپکو ایام ضروری بھی ضرور ہوتے ہونگے
طوائف نے کہا کہ ہر مہینے مین سات یوم والی سی ہی
رہی آپ ہر مہینے مین سات سات یوم کاٹ لیجئے
الغرض منشی صاحب نے کہا کہ بی صاحب آپکے
۷۶ روز رہے کہا سچ ہے۔ پھر دریافت کیا کہ
دس روز محرم مین بھی اتفاق ہوا کہ نہین۔ کہا نہیں
منشی صاحب نے کہا تو ۶۶ یوم باقی رہے اور دس یوم
اربعین مین اتفاق ہوا یا نہیں۔ کہا نہین منشی
صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ۵۶ یوم ہے بعد اسکے
منشی جی نے فرمایا کہ ہماری سرکار اجمیر شریف کو
تشریف لیگئی تھی۔ وہان بھی آپ انکے ہمراہ تھین
یا نہیں۔ اور سرکار ضعیف آثار کا وہان پر پندرہ روز
قیام رہا جواب دیا کہ میان میر تو اپنے مکان پر تھی
تب منشی صاحب نے کہا پندرہ یوم یہ بھی وضع کر
جا دین کہا سچ ہے۔ تب منشی صاحب نے کہا ۴۱ یوم
اور ۱۵ یوم جو ۲ جنتلمین کے میلہ مین رامپور گئے تھے
آپ مکان پر تھین یا ہمراہ۔ جواب دیا کہ مکان پر۔ انکو
کہا کہ ۲۶ یوم رہے۔ پھر منشی صاحب نے دریافت
کیا کہ ہماری سرکار نے کہہ آپکو پیشگی بھیج دیا تھا

کہا ہان ۶۰ روپیہ دئے تھے جب منشی صاحب نے
کہا کہ اب ۳۴ روپیہ ہمارے آقا کے آپکے ذمہ باقی نکل
آتے ہے۔ تب تو طوائف صاحبہ بسکھیراتین شعر
سنت کہا کہ ایک کوڑی دی ہو تو مرتے دم تک ملے نکلے

بقلم ...

رمضان المبارک

چاہے گرمی ہو برسات ہو قحط ہو قانون سے بچنے
نکلنے لگے گر آپ اپنے سالانہ دورے سے باز نہین آتے
بلا اس شیطان کی آنت جیسے لمبی۔ اور دو زخم
جیسے گرم ایام مین آپکو قدم رنجہ فرمانیکی حاجت
کیا تھی۔ جاڑے مین آتے ہوتے تو اچھی طرح آؤ
بھگت کی بھی ٹھہرائی جاتی کیونکہ لوگونکو صبر نہین ہوتا
آجکل تو یہ حال ہے کہ ادھر آذان مغرب ہوئی
اور روزہ داروزہ دار لوگ کنٹر نے اور صراحیوں پر
اس طرح جا گرے جیسے مردار پر کرگس مچھلی بیا ہے
بنگالی باوجیں اور باہم مشغول ہوتے نہیں اگر مٹھائی مین
ملا دین تو) اینجانب لبس پھر تو دس پانچ گلاس
بعد پیٹ بھر کر شکر بنگیا اور تھنڈے پانی سے
مجبور ہو گئے اور پڑ رہے کیسی تراویح اور کیسا
کیا سحر کے وقت کے قبل کبھی ایسے تیسے کی آنکھ
کھلتی بھی ہو۔

راقم۔ غ۔ ف

تکس تکس

ہا ہا ہا ہا۔ این خبر باشد اپنے کیوں ہو۔ ہا ہا ہا
ہا۔ یا اللہ مرد آدمی کچھ کبھو بھی تو۔ آدمی ہو

بل کے انجن - دخانی جہاز - گھوڑ دوڑ کے گھوڑے
ن بھاگتے کیوں ہو - ابھی وہ دیکھو ٹکس باندھے
لے آگئے - ہین تو پھر کنگالوں تھا جونکو کیا
ے کوئی دیو ہین یا جن ہین آگئے تو کیا
حضرت آپکو خبر بھی ہے یہان ٹکس کے مارے
رسے اوڑ گئے - مین تو ڈرا ایسا نہو مجھپر بھی آفت
ے جون ہی ودہر آتے دیکھا بیٹ دو کان بڑا
چلتا ہوا - بھلا تمپر کیون ٹکس لگنے لگا نہ تمہاری
وسے زیادہ سال کی آمدنی نہ تمہارے پیشے کا
ی قانون مین ذکر ناحق ٹھیرا سے عقل کے
پیچھے پاپوش لئے پھرتے ہو - بھئی کیسے دوسو
ے چار سو کہانکا قانون اور کہانکا آئین اتنے تو
و وہی اندھیر ہے - غریبونکا بھرتا نکل رہا
امرا کی تو سولہ روپیہ ٹھینک کر چانہی ہے
ہ پنچھیون کے گلمین پھانسی لگی ہے - چھوٹے چھوٹے
ار پیٹ کو رو رہے ہین ٹکس کہانسے دینگے
ہین کا ستیاناس - لینے کو دینے پڑ گئے -
ی کیفیت ہوا ادہر بھاگے ادہر چھپے - لاکھ
ب تحقیقات کر لیجئے - کون سنتا ہے - عذر داری بھی
ر روپیہ داخل کر چکے - روپیہ ہی داخل کر سکتے
ی ہوتے تو عذر داری کرنے کیون آتے اگر
رض عذرداری بھی کہین قرض دام سے دیتے
م کرکے کی تو سوا دو چار روپے کے خون ہونیکو
یا حاصل - بہرحال دیکھو دہائی تہائی مچی ہے
ہر یا پر خدا کا قہر ایسا ہے کہ وہ ناحق پسے
جاتے ہین - راقم ٹکس زدہ اکبر آبادی -

گرما گرم مضمون

بھئی واللہ کیا فرمائشی گرمی ہے - فرمائش کی بھی
ایسی کہی توبہ کسکا سر پھرتا ہے جو ایسی فرمائش
کرے کس کمبخت کے نام پر گرمی چڑھی ہے جو دوسری
مول لیکے بھجانہ دینے لگا - حضرت اگر اسکی شکی
پاتے تو ضرور اوسکا کان گرم کرتے -
اف اوہ گرمی خورشید قیامت ہو سوا نیزے پر آیا
خدا نے یہی کیفیت رہی تو ایک عالم سرد ہوا چاہتا
بی گرمی کی گرما گرمی ہے واللہ یا شیطین کے لگادی
ڈری اس گرمجوشی کو تو ملاحظہ فرمائیے انکا وصال
کیا ہوا کہ ایک زمانہ کے بال بال آسمانکا انگارے
برسانا - زمین کا بیتحاشا جلنا - گھر بار کا آتشکدہ
بنجانا - ہوا کا آگ ہوجانا - یا الہی یہ ہے تو کیا ہے
پیاس کی وہ شدت کہ سب کنوئین اندھے حافظ
ندیونکا گلا خشک ہوا جاتا ہے - ٹھنڈا پانی انجن
کی خاصیت رکھتا ہے - شدت حرارت سے آفتاب
خود انگارا ہے - دن بھر تو ہوا آگ کہاتی انگارے
اگلتی ہے شام ہوتے دیر نہین کہ باد صرصر بھی
ہوا بتلائی - اب گویا دنیا جہان سے ہوا ہو گئی
جو بڑے ہوا باندھنے والے تھے وہ ڈھونڈھیا کئے
کیا نفسی نفسی کی حالت ہے - ارے میان کہین ملے تو
ہم ہوا خریدنے کو بھی تیار ہین - جسم سے پسینا
کیا نکلا کہ پہاڑ سے دریا نکلے - عشاق کے نالے

ابھی اوسکے آگے پانی پانی۔ بی گرمی کی شکوے
شکایتین تو خیر ہو چکین اب اونکی بڑی بہن بی
گرانی کے کچھ حالات نہ پوچھئے۔ جب سے
بی گرمی آئین بی گرانی نے اپنی پشیدمستی کی ایسی
لاگ کی کہ پنیو مین جگہ کرلی۔ اب آجکل جس سے
پوچھئے۔ کیون قبلہ کیسا ہے صحت مزاج۔ جی اور
کچھ تو نہین کسی قدر گرانی کی شکایت البتہ
رہا کرتی ہے ایک عرصہ سے سارے ہندوستان کو
آغوش شفقت مین پال رہی ہین بھلا ایسی
ہمدرد بی بی کہان پیدا ہوتی ہے۔

عالیجناب شہزادہ فرخ الزمان صاحب بی گرانی کے
شوہر۔ بنئے بی گرانی کے سگے بھائی۔ اب کیا
پوچھنا ہے ع ساری خدائی اک طرف جورو کا
بھائی اکطرف۔ بنیون کے سب دہان پانچون
پنسیری ہین۔

راقم ب ج۔ بنارس

صبح ہوتی تھی شام ہوتی تھی
عمر یونہی تمام ہوتی تھی

اوہو ہو ہو۔ رمضان کا بھی کیا مبارک مہینا ہے
بعض مسلمانونکی عمر غفلت مین بسر ہوئی جاتی تھی
اب اونکا ایکدن بھی کاٹے نہین کٹتا اچھا زندگی
نے طول دیا۔

مسلمانون کے نزدیک اس مہینہ کا ایک ایکدن
ایک ایک برس کے برابر ہے انجناب نے خیال کیا
کہ روزہ دارونکی خدمتمین کچھ اشعار نذر کیجئے مگر م
ضرور پیش کرنا چاہئے۔ پھر ذہن مین آیا کہ اس
مہینے مین اپنا تخلص بھی بدل ڈالئے۔ سوچتے سوچتے
نام مبارک مین آیا کہ تشنہ اور گرسنہ دونون تخلص
نہایت موزون ہین۔ کونسا ہونا چاہئے۔ آخر ہوا کے
مارے دونون پیٹ مین رکھکے روکے سوکھے
شعر کہی ڈالے۔

آبرو رہ گئی تشریف جو لائے روزے	قحط مین پیر و جوان سب کو بچائے روزے
اس گرانی مین بہم تو بھی مہیا کرتے	بیبیان ہم سے مگر بھوکے رکھائے روزے
پیچ کھا کھا کے ہوا اور تھا کیا کھا کیکو	بھوک رو رو کے میسر ہو تو سارے روزے
آجکل فاقونکی عید ہو بارہ مہین	سال بھر کیلئے کھانا ہو کہ روزے
سنت افطار ہو پیر ہاتھ پہ رکھکر تے ہیر	شغل سو شکر کا کھا نکو بہم کر روزے
ادہر مسلم پہ لعنت ہو خدا کی تشنہ	جبر ہے بیمار کی حیلے سے کہ کھو روزے

رمضان شریف

بھوک کی آگ پیاس کی شدت وقنا ربنا عذاب النار

لیجئے قبلہ بہت مبارک چاندنی ہو رشد ہوا اگر مین
پینے والے دن اسمر تبہ جیت ہی میسا کہ کر نیچے
دھرد ہے۔ بقول شخصے ؎

اپنی بلا سے کوئی مرے یا کوئی جئے
کچھ بھی کسیکی جانکی پروا نہین ہمین

صبح اٹھکر دیکھتے کیا ہین کہ چولھے مین آگ نہ گھڑے مین
پانی بچونکو پیاسون مرنیکی نشانی جابجا ہانڈیان
پتیلیان روبہ تین پشت سے آسمان سر بسجود بیٹھی ہوئی ہین
دیکھتے ہی خون خشک ہوگیا۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے
دو چار ہاتھ زمین پانون کے نیچے سے کھسک
گئی۔ خواہ مخواہ بے وقت بھی بھوک لگ آئی پیاس کا
غلبہ ہوا۔ حلق مین کانٹے پڑ گئے۔

اطلاع طرح

ماہ انگریزی کے مہینے کی ۲۰ تاریخ تک کل غزلین آنا چاہیئے طرح اکتوبر – تری زلف مین دل لکھا ہوا ہے – طرح نومبر – اس ناز سے اوسنے کہ بٹھایا مرے دل کو – بٹھایا – آیا – قافیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرع طرح پیام عاشق

(کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین)

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

جب خوبرو چھپاتے ہین عارض نقاب مین	کہتا ہے حسن مین نہ رہون گا حجاب مین
اللہ رے میرے دل کی تڑپ اضطراب مین	گھبرا کے کروٹین لگے لینے وہ خواب مین
دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب مین	محشر کے دن بٹھائے گئے آفتاب مین
اے برق تو ذرا کبھی تڑپی تو تھم گئی	یہان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب مین
ملنے کا وعدہ منہہ سے تو اون کے نکل گیا	پوچھی جگہ جو مین نے کہا ہنسکے خواب مین
دو کی جگہ دئے مجھے بوسے بہک کے چار	تھے نیند مین پڑا او نھین دھوکا حساب مین
خط اوس کے روئے صاف پہ نکلا غضب ہوا	مانند ماہ داغ لگا آفتاب مین
پیری مین یہہ جھکی ہوئی پلکونکا حال ہے	دیوارین جیسے خم ہون مکان خراب مین
دامن مین اونکے خون کی چھینٹین پڑین امیر	بسمل سے پاس ہو نہ سکا اضطراب مین

جناب منشی مرزا مجاہد الدین صاحب عالم شاہی شاہزادہ دہلی تلمیذ جناب داغ دہلوی

آنے لگا ہے لطف ہمین اضطراب مین	تاخیر اوسنے کیجے خط کے جواب مین
قاصد سے یہہ کہا مرے خط کے جواب مین	مطلب کا ہوش خوب رہا اضطراب مین
ہے کسکو تاب جلوہ تمھین دیکھتا ہے کون	ناحق ہی تمنے منہہ کو چھپایا نقاب مین
سر پر اجل سوار ادھر اون کا انتظار	اک پاؤن ہے زمین پہ اور اک رکاب مین
جاتے ہین بزم غیر مین شاہی جو ہو سو ہو	اتنو تھمہ گئی دل پڑا اضطراب مین

جناب مولوی محمد خان صاحب غریب ہیڈ کنسٹیبل پولیس بہارپور

آئی بہار برق وہ چمکی سحاب مین
اب میکشون کو چین کہان اضطراب مین

پہونک رہی ہے آنکو کسیکی نگاہ شوق
سو رخنے ڈال دونگی تمہاری نقاب مین

جوبن کبھی پری کا یہہ ابھرا کہ دفعتاً
بند قبا تڑاق سے ٹوٹا شباب مین

دوزخ مین یہہ لگائین گے بہشتی شراب کی
گذرے گی مےکشونکی بسر پیسے عذاب مین

یوسف کی داستان جو سنی ہنسکے یون کہا
اب بھولکر بھی ہم نہین آئینگے خواب مین

شوخی تری نگاہ کی بجلی سے بڑھ گئی
اُڑتی ہے آنکھ برق پڑی اضطراب مین

تا انفعال ہو نہ دم بازپرس حشر
اتنے گناہ ہون جو نہ آئین حساب مین

اوٹھی نقاب رخ سے ہوا حشر آشکار
گویا تھا آفتاب قیامت سحاب مین

چمکا ہے داغ عشق رخ یار سے غریب
نکلا ہے آفتاب شب ماہتاب مین

جناب منشی سید نصیر احمد صاحب اطہر تلمیذ حضرت شاہزادہ مرزا قیصر بخت صاحب بہادر فروغ از رشید

ہے وصل مین نہان رخ روشن نقاب مین
یا روز عید مہر نہان ہے سحاب مین

اسے آفتاب ساتھ مین دوڑیگا کب تلک
تھک جائیگا تو دورۂ جام شراب مین

واعظ نہ کوئے یار مین جلنے کو منع کر
کانٹے بچھا رہا ہے تو راہ ثواب مین

حیران ہون سوز عشق نے یہہ کیا غضب کیا
ہے آگ سی لگی دل خانہ خراب مین

آب روان کا دس رخ روشن پہ ہے نقاب
قدرت خدا کی آگ کا شعلہ ہے آب مین

شاید نگاہ یار کی الٹے سے پھر گئی
ہین آج اونکے قلب و جگر اضطراب مین

جناب منشی عبد الکریم صاحب کریم طالب العلم از رنگون

نسبت مین کس طرح رخ انور سے دون بھلا
یہہ روشنی یہہ تاب کہان آفتاب مین

جناب منشی نیاز الدین صاحب نیاز آبکاری انسپکٹر خاندیس

اے ہمدمو نہ پوچھو مصیبت زدونکا حال
برباد ہم ہین الفت خانہ خراب مین

جناب منشی عاشق علی صاحب عاشق از اترولی

ڈالا بلا نے زلف نے کس پیچ و تاب مین
راتونکو چونک چونک پڑتا ہون خواب مین

جناب منشی محمد تائب صاحب تائب سملوی

عکس رخ صنم نہین جام شراب مین
ہے ماہتاب جلوہ نما آفتاب مین

[illegible] حسن صاحب [illegible] لکھنوی [illegible] تلمیذ جناب امیر مینائی لکھنوی

[illegible] ہے وہ مین [illegible] نقاب مین — کہتا ہے حسن [illegible] رہون گا حجاب مین

عشاق کی نگاہین [illegible] پڑ رہی — سو داغ ہو نہ جائین تمہاری نقاب مین

ہو کیون قدم قدم پہ نہ اٹکھیلیون کی دھوم — جوبن ادھر ہے ہین کسی کی شباب مین

دیکھو بہک نہ جائے کہ جوبن ہے جوش پر — محرم نہ باندھو کسکے [illegible] شباب مین

گر دل لیا ہے پھیر تو بوسہ بھی دو مجھے — اچھا ہے پاک صاف رہو گر حساب مین

روز ازل مین صانع قدرت نے بیگمان — مٹی مری بھگوئی ہے ناصح شراب مین

مانا کہ تمکو مجھسے کوئی واسطہ نہین — کیون چھیڑنے کو آتے ہو پھر مجھکو خواب مین

اے ابرو بر آئے ہماری بھی آرزو — ہو تو لپٹ کے بیٹھیے شب ماہتاب مین

کس نے یہہ ہمکو عین مزے مین جگا دیا — لپٹا تھے گلے سے ابھی ہمکو خواب مین

تیور کسی کے وصل مین کہتے ہین کیا عجب — شوخی لگا دے آگ جو شرم و حجاب مین

اے شوخ تیرے ہجر مین دم بھر نہین ہے چین — کٹتی ہے رات زاری مین دن اضطراب مین

بوسے تو گالیون سے زیادہ کبھی نہین — کچھ بھولتے ہین آپ مری جان حساب مین

خود چھیڑ کر حسینونکو کھاتے ہم گالیان — سچ پوچھیے تو عیب جنون تھا شباب مین

آئے خیال یار تو آکر رہے کہان — ارمان بھر گئے دل خانہ خراب مین

اک نوجوان کے ساتھ قمر ہین روز و شب — کیا کیا مزے اوڑائے ہین عہد شباب مین

تیر نگاہ ناز کا یہہ قول ہے قمر — دل کس حساب مین ہے جگر کس حساب مین

جناب منشی محمد یوسف صاحب اثر رودولوی

یہہ پند و وعظ مفت کی بکبک ہے ناصحا — اب دل لگا ہوا ہے شراب و کباب مین

کیا دون مثال ماہ سے رخسار یار کو — دھبا لگا ہوا ہے رخ ماہتاب مین

کس نے یہہ ہمکو عین مزے مین جگا دیا — اونکو ابھی گلے سے لگائے تھے خواب مین

کچھ نامہ و پیام نہ اب محب کو بھیجئے — لکھا اونھون نے ہائے یہہ خط کے جواب مین

کچھ خوف روز حشر نہین ہمکو اے اثر — ہین امت جناب رسالت مآب مین

جناب منشی عبد الحکیم صاحب حکیم چاندپوری مقیم حال کوہ شملہ

تھی وصل مین بھی جان ہماری عذاب مین — اوس بت نے شب تمام گذاری حجاب مین

نتیجۂ فکر فیض گنجور رفعت مآب عالیجناب نواب محمد منور علی خان صاحب بہادر دام اقبالہ والی ریاست کوزنوالی المتخلص بہ منور دام اقبالہ

نہاں کروگے لاکھ اگر رخ نقاب میں	کہتا ہے حسن میں نہ رہوں گا حجاب میں
کیا کیا کہوگے ظلم و ستم کے جواب میں	پرسش جو تمسے ہوئیگی روز حساب میں
اے ماہوش مزا ہے شب ماہتاب میں	ہم تم کباب کھائیں ڈبوکر شراب میں
واعظ زبانکو کھول نہ کچھ مے کی باب میں	داخل ہے توڑنا بھی دلوں کا عذاب میں
کہتا ہوں ہاتھ جوڑکے للہ بخشدو	جو کچھ نکل گئے ہوں سخن اضطراب میں
ناصح تری زبان کے قربان جائیے	کرنا سمجھکے بات ذرا مے کے باب میں
کس برق وش کے حسن میں بیتاب دل ہو	کیوں برق آج کوندرہی ہے سحاب میں
آتے ہی خط کے ہوگیا مضمون یہ عیاں	تفسیر قدرتی ہے خدا کی کتاب میں
توبہ ہے مے سے اور دن آئے بہار کے	ہے آرزو کہ عہد کو توڑوں شباب میں
میری ہی معصیت نے مجھے بخشوا دی کی ضرور	اتنے گنہ نہ آئینگے ہرگز حساب میں
گردش جو اوسکی آنکھ کی پتلی کی ہے سرشت	ہیں اسوجہ سے شام و سحر انقلاب میں
ابھری ہوئی ہیں سینہ پہ جوبن دو جوش سے	گویا بھرا ہے رنگ شفق کا حباب میں
وہ اونکا مسکراکے منور چھپانا آنکھ	کرتا ہے اک ستم ہی عہد شباب میں

جناب منشی درگا سہای صاحب وحشت تلمیذ جناب مولانا کرامت حسین بہار مرحوم بریلوی

یارب ہو چاک پردۂ ناموس دخت رز	کمبخت رخنہ ساز ہے کار ثواب میں
آجائے حرف بید ہی پر نہ دیکھنا	منہہ سے نکل نہ جائے کہیں کچھ عتاب میں
پیوستہ ہے کسکی نبض رگ اضطراب سے	شوخی بھری ہوئی ہے جو ناز نقاب میں

جناب منشی محمد غوث صاحب منظور از کاشی

کسطرح وصف کاکل و رخسار کا لکھوں	رہتا ہوں صبح و شام اسی پیچ و تاب میں
یہہ عشق لالہ رویوں کا منظور دیکھنا	دھبا لگائے گا دل خانہ خراب میں

جناب منشی رحیم بخش صاحب تلمیذ جناب عبث ردولوی

پروا ہے اونکو کیا جو مرے گھر میں آئیں وہ	اونکو غرور حسن ہے عہد شباب میں

جناب منشی قادر بھائی صاحب قادر ایجنٹ پوسٹ محل ملک برار

اے گل ہزار میں کہوں اور لاکھ میں کہوں	جو بو ہے تجھ میں وہ نہیں عطر گلاب میں

جناب منشی محمد خیر الدین صاحب صابر ملتانی تلمیذ جناب داغ دہلوی

وہ اپنے رخکو لاکھ چھپائین نقاب مین ... تکتا ہے حسن مین نظر ہونگا حجاب مین
دام بلا ہے زلف مسلسل کی یاد بھی ... پھنستا ہون ساری رات بہت پیچ و تاب مین
میخانے چلکے بادہ کشی ملکے سب کرین ... زاہد شریک تو بھی ہو کار ثواب مین
مرجائیں تم تو جان ہماری بھی چھوٹ جائے ... یہ سخت لفظ لکھتے ہین مجکو جواب مین
کرتا ہون اونسے روز تقاضا کہ جور و ظلم ... یہ لذتین رکھین ستم بیحساب مین
اکدن بھی لطف عیش نہ حاصل ہوا ہمین ... گذری ہے ساری رات سوال و جواب مین
جسے نگاہ کی اونے بیچین کر دیا ... یہ شوخیان بھری ہین نگاہ عتاب مین
صابر کو بخشوائین قیامت کیدن ضرور ... یہ عرض ہے حضور رسالت آب مین

جناب منشی سردار خان صاحب فارس سوداگر دھولپور تلمیذ جناب ہائی

جو نور ہے تمہارے رخ لاجواب مین ... جلوہ نہ ماہ مین ہے نہ وہ آفتاب مین
مانا ہزار منھہ کو چھپائین وہ شرم سے ... کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین
نکلا شب وصال بھی دل کا نہ مدعا ... افسوس صبح ہوگئی شرم و حجاب مین
روتا نہین ہون خون لب رنگین کی یاد مین ... ہے کان لعل کی مری چشم پر آب مین
کو ہمنشین سوئے عدم کوچ کر سکتے ... اپنا بھی ایک پاؤن ہے فارس رکاب مین

جناب منشی عبد الصمد خان صاحب شاد سکنہ مدراس لانسر رسالہ کامٹی

کیا روگ لگ گیا ہے الٰہی شباب مین ... الفت بتون سے کرکے پھنسے ہم عذاب مین
دیکھا تھا آج زلف بکھیری ہوے اونھین ... اسواسطے ہر صبح سے دل پیچ و تاب مین

جناب سونگا شاہ صاحب خبر تلمیذ جناب عبث رودولوی

اٹکھیلیون کی چال سے چلتا وہ گلبدن ... جوبن اوبھار پر پھرتا ہی عہد شباب مین

جناب مولوی حافظ محمد عبد الحفیظ صاحب لائق صدیقی برادر حضرت شائق از بھوپال

میرے سوال وصل یہ کہنے لگا وہ شوخ ... دہی کو چھیڑ چھاڑ نظر آتے ہین خواب مین
ٹکڑے جگر کرو کہ مرو کچھ غرض نہین ... لایا ہے پرزے پرزے کھکے خط کے جواب مین

جناب منشی سید محمد افضل حسین صاحب افضل ندوی نیر

افضل کی ہجر یار مین ہردم ہے یہ صدا ... یارب پڑی ہے جان مری کس عذاب مین

جناب مولوی محمد رضا خان صاحب رضا غازی پوری تلمیذ جناب تقا غازیپوری

بارِ حیا کا رنگ ہے شروعِ شباب میں — کہتا ہے حسن میں نہ رہونگا حجاب میں
ہے اونکی شوخیون کا تقاضا شباب میں — کب تک رخِ صبیح رہے گا نقاب میں
کیونکر ہزار جی سے بتون پر فدا نہ ہون — دل اختیار میں نہیں رہتا شباب میں
بیہوش ہو گئے سرِ محفل وہ بے پیئے — دیکھا جو عکس آنکھونکا جامِ شراب میں
جانِ عزیز پیشکش نامہ بر کرون — لائے پیام وصل جو خط کے جواب میں
دیکھا ہے حسن یار نے خورشید رو کبھی — اس رشک سے ہے داغ دلِ ماہتاب میں
تنگ آکے میری شوخیون سے وصل میں کہا — اللہ میری جان پڑی کس عذاب میں
جی کھول کر اوڑائے مزے ہمنے وصل میں — جوشِ حیا سے وہ رہے سو سو حجاب میں
اوٹھے نہ درد کس لئے تعظیم کو رضا — وہ آج آتے ہیں دلِ خانہ خراب میں

جناب منشی بنسی گوپال صاحب بنسی از بانگرمئو

روٹھے ہیں مجھ سے کیون وہ خفا کس لیے ہیں آج — کیون منھہ چھپائے بیٹھے ہیں اپنا نقاب میں
الفت بتون کی دل سے تو ہوتی نہیں ہے ترک — کیا پڑ گئی ہے جان الٰہی عذاب میں

جناب منشی ہر پرشاد صاحب ذرّہ از خالص پور درگا ضلع عطاپور

چھیڑا جو وصل میں تو وہ بولے عتاب میں — اچھا نہ ہوگا ہاتھ لگانا نقاب میں
پھر ہے کسیکے زلف پریشان کا اسکو دھیان — وحشت سمائی پھر دلِ خانہ خراب میں

جناب منشی اکبر حسین صاحب اکبر از قصبہ نارہ پرگنہ کرا ضلع الہ آباد

یون چہرہ جلوہ گر ہے کسیکا نقاب میں — جس طرح ماہتاب ہو ملکے سحاب میں

جناب منشی شیخ اسمٰعیل صاحب نجیر از بمبئی

در پردہ ہمکو دیتے ہو پیچین کس لئے — کیون یار تمنے منھہ کو چھپایا نقاب میں

جناب منشی محمد علی صاحب مخزون از لساڑہ ضلع جالندھر

زلفین سنوارتے رہے بیٹھے وہ صبح تک — کاٹی شبِ وصال بہت پیچ و تاب میں

جناب منشی خوشی لال صاحب عشرت وطن پٹیالی تلمیذ جناب حمی کاکوری مرحوم

اب کیا رہا ہے اور جو ہوگا عتاب میں — پہنچے اوڑا کے یار سے خط کے جواب میں
رخ کا یہ عکس ہے نہیں جامِ شراب میں — آیا ہے آفتاب اوتر ماہتاب میں

جناب منشی محبوب علی خان صاحب محبوب ساکن کلکتہ تلمیذ جناب مولانا مرحبا

جب وہ چھپاتے ہین رخ روشن نقاب مین — کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین
اے بت تجھے جو دیکھنے عقل علی پرے — نام خدا وہ ہے ترا جوبن شباب مین
جس بت پہ ہم فدا ہین وہ ہو ہمیشہ بھی فدا — ایسا اثر خدا کرے ہو انقلاب مین
دنیا مین خشک و تر ہین جہانتک کہ نعمتین — بڑھکر مزا ہے سب سے شراب کباب مین
لیجئے زکوۃ حسن ادا بوسہ دیجئے — کیون دیر آپ کرتے ہین کار ثواب مین
محبوب دل ہے بستہ زنجیر زلف یار — جینا و بال ہے مین پھنسا ہون عذاب مین

جناب منشی لعل بہادر لال صاحب منیجر برانچ پوسٹ ماسٹر آیر ضلع شاہ آباد

مجکو پسند غیر ہے اور مجکو تو پسند — ہے فرق تیرے اور مرے انتخاب مین
یہ راز جاننیکا نہین کوئی مجھ سوا — چپکے سے آ بھی جاؤ مرے بجان خواب مین
اسکا بھی جی جلا ہے کسی کے فراق مین — تیرے داغ پڑ گیا جو دل ماہتاب مین

جناب منشی احمد حسین خان صاحب فروغ گلشن آبادی

باتین ادہر ادہر کی بناتے ہو کس لئے — منظور تمکو کیا ہے سوال و جواب مین
حال فروغ خستہ جگر پر نظر کرو — کب تک حضور کے یہ رہیگا عتاب مین

جناب منشی محمد اسمعیل صاحب افسر تلمیذ جناب مرزا احمد بیگ صاحب نساق از
دیکھا ہے جب سے روی منور کو خواب مین — اندھیر ہو رہا ہے دل اضطراب مین

جناب منشی علی سجاد صاحب گل تلمیذ جناب عبث رودولوی

عالم ہے اور جوش جوانی کی ہے اومنگ — کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین

جناب منشی محمد عبد الرزاق صاحب رسا خلف محمد عبد السلام صاحب ڈپٹی انسپکٹر اندور

کیون چھپائے رہتی ہو چہرہ نقاب مین — کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین

جناب منشی حامد علی صاحب حامی طالب علم انٹرنس کلاس سکول کانپور تلمیذ جناب ضیا مارہروی

نقشہ ہمارا اور ہے کچھ اور ہو گیا — دیکھی جو ہمنے یار کی تصویر خواب مین

جناب منشی مشیت علی صاحب ششدر سیدپوری ملازم ڈاکخانہ گوپال پور ضلع بجنور

بندہ مہر ہے رخ انور نقاب مین — لایا بہار حسن یہہ عہد شباب مین
ہوتا ہے عقد دختر رز سے ہمارا آج — شامل ہو شیخ آن کے کار ثواب مین

جناب منشی امیر الدین احمد صاحب تسطیر تلمیذ جناب مولانا شوق نیموی عظیم آبادی از شہر پورینہ

قاصد کو دیکھتے ہی وہ آئے عتاب مین | پرزے اوڑا دیے یار نے خط کے جواب مین
قاصد بھی محو ہو گیا ایسا کہ بھول اوٹھا | تصویر اپنی دے بیٹھے خط کے جواب مین
اس چار دن کے حسن پہ نازان ہو جتنے | پیری نہان ہے عالم جوش شباب مین
عشق صنم سے شیخ نہ مانع ہون کس لیے | الفت بتون کی منع ہو اونکی کتاب مین
تسطیر اوسکے گیسوے پر خم کی عشق مین | میرا دل حزین ہے عجب پیچ و تاب مین

جناب منشی ابو الحسن صاحب بن مولوی محمد اسحق صاحب حسن از فیض پور ضلع خاندیس

شاید کسی کی کاکل و رخ کا خیال ہے | دل اس لیے ہے صبح و مسا پیچ و تاب مین
چاہت نے تیری گور کا مہمان کر دیا | آیا مگر نہ تو دل خانہ خراب مین
کرتا نہ چاہ اوس بت کافر کی مین اگر | ہوتا نہ مبتلا کبھی ایسے عذاب مین

جناب منشی سید محمود علی صاحب یاور دسوی تلمیذ حضرت سخی امروہوی

یہ عکس زلف یار ہے جام شراب مین | یا بال پڑ گئے ہین رخ آفتاب مین
گن گن کے بوسے آج عطا کر رہے ہین وہ | اللہ بھول چوک پڑے کچھ حساب مین
کہتی ہین گدگدا کے کسی سے یہ شوخیان | پردہ سے نکلو آگ لگا دو حجاب مین
وہ سنکے شعر بولے کہ یاور بھی ہین واہ | کیا گفتگو تھی کل انہین حضرت کے باب مین

جناب حکیم عزیز الدین صاحب گریان مدرس مدرسہ شیلی پورہ ضلع بجنور

رو رو کے ہجر یار مین آنکھین سوجائی ہین | گریان کی جان پھنس گئی کیسے عذاب مین

جناب قاضی رحیم صاحب رحیم از قصبہ پنجر تعلقہ و ضلع اکولہ

کچھ تو کہو یہ گالیان دیتے ہو کس لیے | بندہ سے کیا قصور ہوا ہے جناب مین

جناب منشی جگناتھ سنگھ صاحب برہم از اوجین

جلوہ نما نہین رخ تابان نقاب مین | روشن ہے آفتاب قیامت سحاب مین

جناب بابو بلدیو بخش صاحب شجاع صفی پوری تلمیذ جناب اعتبار صفی پوری

بوسے کی التجا مین وہ دیتے ہین گالیان | کیا لطف آ رہا ہے سوال و جواب مین

جناب منشی رام پرشاد صاحب کمل طالب العلم اسکول شیرکوٹ

منہ کو چھپا کے ناز سے کہتا ہے وہ صنم | جو مجھ مین تاب ہے وہ کہان آفتاب مین

جناب منشی مکھنولال صاحب ثاقب لکھنوی

حسرت یہی ہے ساقیا عہد شباب مین
ہو دور آفتاب شب ماہتاب مین

سمجھایا لاکھ شرم و حیا نے نقاب مین
کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین

دل دیکے دل فریبونکے سہتے ہین رنج و غم
سچ ہے کہ سوجھتا نہین کچھ بھی شباب مین

دیکھے تو شوخیان کوئی انکی شب وصال
بوسے کیوقت منہ کو چھپایا نقاب مین

گو لاکھ قسمین کہائے لیکن خطا معاف
اگلی سی اب نہین ہے محبت جناب مین

دل دیکے مہ جبینونکو روتے ہین آجتک
کھو بیٹھے مفت دین ہم اپنا شباب مین

تقدیر کی خطا ہے نہ قسمین حضور کی
ہم دیکے دلکو خود ہی پڑے اک عذاب مین

مل ڈالا اسنے چٹکیون ہی سے ہنس ہنس کے دل مرا
شوخی بھری ہوئی ہر غضب کی جناب مین

دکھتا ہے دل نہ قصہ غم چھیڑو دوستو
کس کس غضب کے رنج اٹھائے شباب مین

مٹی وہ مجکو دیکے یہ بولے رقیب سے
ہم بھی شریک ہوگئے کار ثواب مین

ثاقب جو کل تھا آج وہ آتا نہین نظر
دیکھا جہانکو روز بہ روز انقلاب مین

جناب حکیم شیخ نور محمد صاحب کاشف از بمبئی

یارب وہ مجھسے ہون نہ شب وصل پر منہ
بھا جائے چھیڑنا مرا ان کو حجاب مین

کیا قہر ہے کہ مفت بھی خواہان نہین کوئی
دل کے سبب سے جان ہے میری عذاب مین

کیا کوئی آرزو مری برباد ہو گئی
اڑتی ہے خاک کچھ دل خانہ خراب مین

فرقت رہی مدام حسینان دہر سے
کاشف مزہ نہ زیست کا پایا شباب مین

جناب سید خواجہ محمد ادریس صاحب شاغل از لشکر گوالیار

پچھتا ہے کب او یار کسی کا شباب مین
جوبن کا قول ہے نہ رہونگا حجاب مین

یہ ناز یہ ادا یہ کرشمہ یہ شوخیان
یہ چند روزہ کھیل سمجھ لو شباب مین

بہکانے سے عدو کے کرین لاکھ وہ ستم
ہوتے کرم بھی آتی ہے کچھ کچھ عتاب مین

کہتا شب وصال تمہارا یہ یاد ہے
للہ اب نہ ڈالو خلل میرے خواب مین

جناب منشی لچھمن سروپ صاحب نظیر سکندرآبادی

جوبن ابھر رہا ہے یہ عہد شباب مین
کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین

بتلائیے کب آپنے ہمپر کیا کرم
فرماتے ہیں کہ کب نہ رہے ہم عتاب مین

جناب سید محمد فاضل صاحب فاضل تلمیذ جناب اثیر اخبار نور الانوار کانپور

آنکھیں ہین نیچی شرم سے ایجان قلب مین / اللہ رے حجاب ہے تمکو حجاب مین
سایہ ہو عکس اپنا عارض اور شراب مین / دونا ہتاب آئے نظر آفتاب مین
بے گنتی بوسے کیون مین لون اضطراب مین / ارمان بھی لٹتے ہین جو نہ آئین حساب مین
لیا و خدا ہے زاہدا کیف شراب مین / پوشیدہ ہے ثواب لباس عذاب مین
محرم کے پاس زلف ہی اوس بحر حسن کی / پھر تفرقہ ہے کس لئے موج و حباب مین
محرم پہ اوسکی کیا ہین چلکن کی کٹوریان / گویا چمن کھلا ہے طلسم حباب مین
اسکا نہین جواب ہے بس ہے یہی جواب / دیتے ہین یہ جواب وہ خط کے جواب مین
اثبات مین کمر کے ہین کیون موشگافیان / بیکار بحث ہے دہن لاجواب مین
نکلا نہ تیر سینے سے اوس ترک کا کبھی / ارمان بنگیا دل خانہ خراب مین
اوس چاندسی جبین پہ ہو افشان چنی ہوئی / انجم ہے مہ مین فرق نہین یا آفتاب مین
سو ولئے زلف یار دل غیر مین ہو کیون / سنبل کبھی اوگا نہ زمین خراب مین
انجم نہین فلک پہ نظر آتے فاضلا / موتی ٹکے ہوئے ہین کلاہ حباب مین

جناب منشی محمد حسن علی صاحب فرط گورکھپوری تلمیذ جناب جلیس مچھلی شہری

سینہ کا کیا ابھار ہوا آپ اوڑھ چلے / رکھتی نہین زمین پہ قدم اب شباب مین
کھلکر نہ مجھ سے اے ملی وہ شب وصال / یہ رات بھی گذر گئی شرم و حجاب مین
اتنا ہجوم غم کا شب ہجر مین ہوا / ارمان پس گئے دل خراب مین
پہلو مین شوق وصل سے دل بیقرار ہی / جوبن ابھر رہا ہے جو انکا شباب مین
اے فرط جب سے زلف سیہ کا بندہا خیال / رہتا ہون مبتلا بخدا پیچ و تاب مین

جناب قاضی فخر الدین احمد صاحب رشید ا متوطن قاضی پور ضلع شاہ آباد

حرف سوال وصل نہ نکلا زبان سے / تھا بند عذر جو مجکو نہین کا جواب مین
یکسان بسر ہو عمر بھلا کس طرح دلا / گردش مین آسمان ہے جہان انقلاب مین

جناب منشی عزیز الدین صاحب عزیز طالب العلم درجہ پنجم سینٹ جونس کالج آگرہ

ذرات ماہرویون سے رہتی تھین صحبتین / کیا کیا مزے اوڑائے ہین عہد شباب مین
یارب بغیر پرسش اعمال بخش دے / بندے ہین تیرے ہم ہین بھلا کس حساب مین

اطلاع طرح

نمبر اگر زیر پیمیری کی ۲۰ یا ۲۸ تاریخ تک کل غزلیں آجانا چاہیے طرح جون (ایشون میں پیام کہ بنیہ قضا کو خبر نہو) تیر وغیرہ قافیہ طرح جولائی (دوست نکلے تھے جسے ہم دہی دیکھ لا) پھرن وغیرہ قافیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرع طرح پیام عاشق

(سامان عیش آج مہیا نہ ہو سکا)

جناب حافظ محمد عبد الاحد صاحب آہ لکھنوی شاگرد جناب امیر مینائی لکھنوی

سامان غم و الم کا تماشا نہ ہو سکا　　ٹھنڈا کسی طرح سے کلیجا نہ ہو سکا

رہنے کا گل کے ہاتھ میں سیلا نہ ہو سکا　　سوا بھی ہم نزار تو کاشانہ ہو سکا

دل محو عشق زلف چلیپا نہ ہو سکا　　تا دامن ستم یہ صفت کا سودا نہ ہو سکا

بدلے وہ آپ سے بھی تقاضا نہ ہو سکا　　ایفائے وعدہ جیسے ہوا یا نہ ہو سکا

پورا جو اونسے غیر کا وعدہ نہ ہو سکا　　چھیڑا تو بولے تیرا کلیجا نہ ہو سکا

پی لا کہ چھپکر راز یہ اخفا نہ ہو سکا　　آنکھوں سے دور نشہ صہبا نہ ہو سکا

آنے لگے کہ سے ہی بچا تو کیو سے لے　　ہم مر گئے پر آپ سے اتنا نہ ہو سکا

تربت پہ میری لاکھوں حسینوں کی بھیڑ ہے　　اک غیر تجھسے گھر پہ یہ میلا نہ ہو سکا

جوبن چھپا نہ آب رواں کی لہروں میں　　کوزے میں بند حسن کا دریا نہ ہو سکا

پہلو کو چاک کرکے جگر پھینک بھی دیا　　جب کچھ علاج درد جگر کا نہ ہو سکا

مجھ سے بگڑ کے یار سے بھی ہو گیا خفا　　دل کیا اکل کھرا ہے کسی کا نہ ہو سکا

اتنی بھی پاسبان نے اجازت نہ دی مجھے　　در پر بھی اوس کے ناصیہ فرسا نہ ہو سکا

غیبت میں سونچ کر کہیں تصویر لا کے شب　　چھپ جانے گئے کوئی پہلو نہ ہو سکا

کرنے لگے کمر کیلئے موشگافیاں　　جب حل کسی دہن کا معما نہ ہو سکا

آنکھیں بچھائیں ہنسنے رہ یار میں مگر　　پتلی کی جا پہ نقش کف پا نہ ہو سکا

اوس کی نگہ سے ہم نے بچایا ہزار دل　　یہ الٹا تیر تھا کبھی سکا نہ ہو سکا

ٹھہرا نہ ایک لحظہ بھی دل میں خیال یار　　آباد اس سے آہ نہ ویرانہ ہو سکا

جناب منشی بہاری لال صاحب شیدا تلمیذ جناب میر ظاہر علی صاحب ظاہر مینپوری

وعدہ شب وصال کا ایفا نہ ہو سکا — مرہون شکر آپ کا شیدا نہو سکا
اے شاہ حسن تجھکو سخی کس طرح کہوں — بوسے کا اک سوال بھی پورا نہو سکا
بیٹھے ہیں نقش پا کی طرح کوئی یار میں — دیوار کا بھی ہمکو سہارا نہ ہو سکا
عیار لیکے نقد دل عاشق حزین — ایسے چلے کہ پاؤنکا لشکا نہو سکا
حسرت یہی ہے رنج جدائی میں رات دن — ایسے نہ ہم ملے کہ جدا اپنا نہ ہو سکا
اوس لب کے روبرو ہوئے لعل یمن خجل — دانتوں کو سامنے در یکتا نہ ہو سکا
تیرے دہن کا وصف کیا نہ تنگی ہی رقم — ہر نکتہ دان سے حل یہ معما نہو سکا
کرتا ہے ہی ناز اونکو منت ہی سے مطیع — یہ بھی نہ تجھ سے اے دل دیوانہ ہو سکا
دیتا ہے دل جان اوسے کس امید پر — کیا ہوگا غیر کا جو ہمارا نہ ہو سکا
یوں تو زمانہ چاہنے والا ہے یار کا — شیدا سے بڑھکے عاشق شیدا نہو سکا

جناب منشی تجمل حسین صاحب تجمل داکٹر پھلواردی عظیم آبادی تلمیذ قیصر یار

جب دہن کی وصف کمر کا نہو سکا — وا ہم گماں میں بھید یہ عنقا نہو سکا
کب حشر اونکی چال سے برپا نہو سکا — طوبے مقابل قد بالا نہو سکا
مارے ہیں ایسے گھر کے ہزاروں نے اونہوں — باہر جو ذہن سے نکلنا نہو سکا
شوخی تجمل اوسکی شب وصل جب نہ تھی — قابو پھر اوسکے دست حیا کا نہو سکا

جناب منشی محمد یوسف صاحب اشتر از دہلی

وہ مہربان کبھی گل رعنا نہ ہو سکا — شاداب اپنا نخل تمنا نہ ہو سکا
بوسے عبث کرے لئے اوسکی حسن کے — وان ضبط تشنگی لب دریا نہ ہو سکا
جاتے ہیں روز شوق سے گھر جو رقیب کے — اک دن غریب خانہ پہ آنا نہ ہو سکا
کیونکر نہ بیقرار رہے ہجر میں اشتر — اک روز بھی حضور کا آنا نہ ہو سکا+

جناب منشی لشمبر داس صاحب کشتہ دیوبندی از سہارنپور

دعوی تھا ہمسری قد یار سرو کو — جب سامنے ہوا تو وہ سچا نہ ہو سکا

جناب منشی محمد حسین صاحب حسین از اندور

دل اونکو دیکھتے ہی وہاں پر نکل گیا+ — دیکھو یہ بیوفا بھی ہمارا نہ ہو سکا

جناب مولوی محمد عبدالاحد صاحب شمشاد لکھنوی ہیڈ ماسٹر اسکول غازیپور

حالانکہ بے نیازی بھی ایسے نہ ہو سکا
یعنی میں تیرے آگے سر اونچا نہ ہو سکا

آنکھوں میں پایاں دل تیاں نے وہ میں
دیدار دوست محو تماشا نہ ہو سکا

افسانہ غیر نے باندھا تھی وہ ہوا
سیرا تمہاری بزم میں چرچا نہ ہو سکا

ہوش انکو نے چولی ہی سکائی ہر طرف
انگیا کا بند آپ سے ڈھیلا نہ ہو سکا

آنکھوں کو ایک جلوہ سے تسکین ہو گئی
لیکن دل حزیں کا مداوا نہ ہو سکا

یاد آگیا ترا قد موزوں دل فریب
فردوس میں نظارۂ طوبیٰ نہ ہو سکا

بیچین کرنے والی تمہاری ہی یاد تھی
تسکین دیتے آکے تم اتنا نہ ہو سکا

شبنم کی کیا مجال کرے آکے سامنا
ان آنکھوں کا حریف تو دریا نہ ہو سکا

اک بوسہ پر تو گوہر دل اپنا پڑا
ہے سے تو بھاؤ تاؤ میں جھگڑا نہ ہو سکا

ناصح نے کر دیا مرے سینے کو پاش پاش
جب رہ نوردِ عالم بالا نہ ہو سکا

ایمان بھولے بن بیٹھے تمہیں کر دیا ذلیل
میں لاکھ بت شکن بھی رسوا نہ ہو سکا

شمشاد لاف عشق ہے اوس گل کا سب دروغ
جب سرو قد بھی سوکھ کے کانٹا نہ ہو سکا

جناب لالہ درگا پرشاد صاحب لائق اہلمد ریاست راج تروا ضلع فرخ آباد

گل کوئی ہمسر رخ زیبا نہ ہو سکا
سنبل بھی شکل زلف چلیپا نہ ہو سکا

والسے بنا کبھی غم گیسو نہ جیتے جی
تا عمر سر سے دور یہ سودا نہ ہو سکا

آخر مریض ہجر نے رو رو کے جان دی
درد فراق یار گوارا نہ ہو سکا

انجام یہ تھک کے بیٹھ رہے رہروان عشق
طے منزل فراق کا رستا نہ ہو سکا

آفت میں بھی وہ بت نہوا آشنا کبھی
ایوب سے بحر غم سے کنارا نہ ہو سکا

وہ بھی ہمت کے غم سے بنا قطرۂ اشک
چشمان تر کے سامنے دریا نہ ہو سکا

جناب منشی شنکر سہائے صاحب گلشن از سیہور

جب درد دل کا ہم سے گوارا نہ ہو سکا
جز مرگ دوسرا کوئی چارا نہ ہو سکا

مانا کہ پاس شرم ہوا مانع کلام
کیا آنکھ کا بھی تم سے اشارا نہ ہو سکا

عشق بتاں میں اپنی عبث عمر صرف کی
گلشن سے ایک کام بھی اچھا نہ ہو سکا

جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب کامل حنفی چشتی نظامی فخری جلال پوری مقیم بمبئی

اتنا بھی اے جناب مسیحا نہ ہو سکا — بیمار عشق آپ سے اچھا نہ ہو سکا

…تھا دل مین داستان شکایت سنا چکے — جب وہ بزم بیان کوئی شکوا نہو سکا

دل بھر کے آج اونکو سنائی جلی کٹی — غصہ جو ہمسے ضبط ہمارا نہ ہو سکا

…قت مین ساری رات شب وصل کٹ گئی — ارمان دل کا ایک بھی پورا نہو سکا

…بیمار جمال یار نظر بھر تو دیکھتے — اتنا بھی تمسے حضرت موسیٰ نہو سکا

ہم وہ مریض ہجر حسینان دہر ہین — عیسیٰ سے بھی علاج ہمارا نہو سکا

غافل بتون کی یاد نے ایسا بنا دیا — اک لحظہ ہمسے ذکر خدا کا نہ ہو سکا

…مین سرو باغ حسن کو نسبت مین کہ ستان دان — شمشاد پیش قامت بالا نہو سکا

…ہان شوخی جب سے ہوئی چشم یار مین — سب قول شرم و فعل ہمارا نہو سکا

ہو غیرت چمن تری فرقت مین عمر بھر — سر سبز اپنا باغ تمنا نہو سکا

محشر مین داد خواہ ستم کیسے ہوتے ہم — رسوا وہ ہون یہ ہمکو گوارا نہو سکا

اک دن تو پوچھتے کہ ترا حال کیا — اسنے مہربان آپ سے اتنا نہو سکا

یون حسن و عشق ہین تجمل ازل سے لگ — حل ہمسے آجتک یہ معما نہو سکا

جناب مرزا احمد بیگ صاحب نسیم از بنگلور

عقدہ دہان تنگ کا کچھ وا نہو سکا — فکر رسا سے حل یہ معما نہو سکا

مجھسے بھی چارہ گر مرا اصلا نہو سکا — بیمار عشق آپکا اچھا نہ ہو سکا

منہ پیش مہ سے چھپا لیا دامان ابر مین — خورشید ہمسر رخ زیبا نہو سکا

…بان پھر گئی عیان لب بہ دم نزع مین — مرنا شب فراق مین اپنا نہو سکا

…شمان یار کی مین محبت مین اے نسیم — بیمار یون ہوا کہ پھر اچھا نہ ہو سکا

جناب منشی شام لال صاحب فتنہ از مین پوری

…تربت پہ بعد مرگ مری آ کے یون کہا — آزار ایسا کیا تھا جو اچھا نہو سکا

جناب مولوی ابو الخیر وحید الاسلام عرف محمد مصطفی الدین صاحب خبیر قاضی بشیر دی از …

…ل بشکل ہے کیون دہن یار سمجھے — اب تک کسی سے حل یہ معما نہو سکا

جناب منشی حبیب احمد صاحب مائل سہارنپوری از شہید والہ

…ورد ہ کے نار زار وہ مجھسے ہین قبر پہ — یہ انداز تمسے گوارا نہ ہو سکا

جناب منشی محمد عبدالرحمن صاحب شریف تلمیذ جناب فائق لکھنوی از تیور ضلع بنگلور

کوئی علاج حیف مسیحا نہ ہو سکا — بیمار عشق آپ سے اچھا نہ ہو سکا

چلمن کی اوٹ بیٹھے ہیں مجھکو تو دیکھکر — غیروں سے کچھ حضور کو پردا نہ ہو سکا

بھایا نہ رنگ و بو کسی گل کا ترے سوا — عاشق یہ اور کا دل شیدا نہ ہو سکا

آنکھوں سے سیل اشک نکلکر یہ کہتے ہیں — اپنی بہا سے بھی دریا نہ ہو سکا

تیور شب وصال جو دیکھے چڑھے ہوئے — دل میں ہارے اور ارادا نہو سکا

شوخی نے میری خوب ہی حسرت نکال لی — چاہا شب وصال حبیبا کا نہ ہو سکا

دم توڑ توڑ کر رہا بیمار عشق ہائے — دم بھر کو آئے آپ سے اتنا نہو سکا

خاموشی اونکی دیکھ کے آئے پاس قضا — مجھسے شب وصال تقاضا نہو سکا

باغ جہان میں سرو صنوبر ہیں خوبصورت — لیکن جواب قامت بالا نہ ہو سکا

ہر سو خبر یہ گرم ہے عشاق میں شریف — دل شربت وصال سے ٹھنڈا نہو سکا

جناب منشی محمد عبدالرحمن صاحب مستان از دہرہ دون

دینا تھا مجکو زہر جو ممکن نہ تھی شفا — اتنا بھی ہائے تجھ سے مسیحا نہو سکا

ہے ابر چیز کا جو مقابل میں اشک کے — ہمسر ہماری چشم سے دریا نہو سکا

سودے میں جان دے دی ہم آخر کو ہجر میں — رنج فراق یار گوارا نہ ہو سکا

جناب قاضی محمد مسیح صاحب عاصی رئیس بیارہ

جیسے نفس زمانے میں کہتے ہیں ہمکو سب — پر درد کا ہمارے مداوا نہ ہو سکا

اوس شوخ گل کا وصل نہ ہمکو ہوا نصیب — باغ جہان میں دل یہ شگفتہ نہو سکا

عاصی ہزار حیف کہ الفت میں یار کے — مطلب جو تیرے دل کا تھا پورا نہو سکا

جناب مولوی محمد خانصاحب قیس از مین پوری

دنیا میں دونوں فرد ہیں آبائی جفا — مجسا وفا میں ظلم میں تجھسا نہو سکا

الفت کا ذکر غیر جو کرتے ہیں کہتے ہیں — کوئی بھی مثل عاشق شیدا نہو سکا

جناب محمد عبدالحی صاحب جمالی از اوجین

رنج و غم فراق کی جھیلیں مصیبتیں — اللہ کے کرم سے تو کیا نہ ہو سکا

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مدرس مدرسہ تحصیلی از دیوبند ۱

او بت ترے فراق میں کیا کیا نہو سکا
پتھر کا اک نقطہ یہ کلیجا نہو سکا

کیا جانیں ہوگا آپ میں اعجاز مسیح
بیمار عشق تو کوئی اچھا نہو سکا

آیا وہ شوخ جبکہ چمن میں پئے سیر
تیرا کے آگے نرگس شہلا نہو سکا

ہمکو تو عید ماہ محرم سے بڑھ گئی
اے بخت واژگون اوس سے جدا نہو سکا

جناب منشی بالمکند صاحب اوج طالبعلم اسکول بدایون

ای دوستو دعا میں اثر بھی نہیں رہا
بخت سیاہ سے نصیبۂ اعدا نہ ہو سکا

حیلہ ہے میرے پاس او دشمنو تم اوج
معقول کوئی اون سے بہانا نہو سکا

جناب منشی امیر میان صاحب امیر از قصبہ باریچہ

لیلیٰ کا اونکے سامنے چرچا نہو سکا
مجنون ہمارے سامنے رسوا نہو سکا

ہو نہیں فقیر اوس درِ دولت کا اے امیر
ہمسر مرا سکندر و دارا نہو سکا

جناب مولوی حسین علی صاحب احسن مدرس مدرسہ صدرپور

زخمی سنان ناز کا اچھا نہ ہو سکا
یہ درد وہ ہے جس کا مداوا نہو سکا

موسے کیطرح سیکڑوں غش کھاکے گر گئے
اوس غیرت قمر کا نظارا نہ ہو سکا

جناب منشی عبد الحکیم صاحب خندان طالبعلم مدرسہ اترولی

دل دیکے جان دینے میں بھی کچھ نہ تھا عذر
لیکن متاع حسن کا سودا نہ ہو سکا

خندان بہت پڑھا کئے تسخیر کا عمل
لیکن مطیع وہ بت رعنا نہو سکا

جناب منشی مداریلال صاحب فدوی از مین پوری

ہم کیا ہیں جو لکھیں دہن یار کی صفت
ابتک کسی سے حل یہ معما نہو سکا

جناب حافظ سید غلام حیدر صاحب حیدر تلمیذ جناب آزاد از کسنہ وا

مشہور تم مسیح زمان ہو تو مجھکو کیا
میرے تو درد دل کا مداوا نہو سکا

جناب منشی گنگا رام صاحب خاموش از راولپنڈی

نیرنگیِ زمانہ سے بگڑا ہوا ہے رنگ
دل وصل گلرخان سے بھی اچھا نہو سکا

جناب منشی فتح جنگ صاحب شیدا ہواری از جبلپور

یون تو بہت سے دل کو اوٹھاتے ہیں رنج و غم
لیکن فراق یار گوارا نہ ہو سکا

جناب منشی کرپا شنکر صاحب مشتاق سکندرآبادی از قصبہ پاؤ ضلع آگرہ

جینے کا دور سے بھی نظارا نہ ہو سکا
فرقت مین زندگی کا سہارا نہ ہو سکا

جیتے بھی دم بخود ہو حالت کو دیکھکر
بیمار چشم اوس سے بھی اچھا نہ ہو سکا

کی موت ہی نے آکے مسیحائی آخرش
جب چارہ ساز اپنا مسیحا نہ ہو سکا

موزون نہین ہوئی دہن تنگ کی صفت
افسوس ہے یہ حل معما نہ ہو سکا

کیسا کتا ہے رشک سے مشتاق باغ مین
جب سرو ہمسر قد بالا نہ ہو سکا

جناب منشی معراج الدین صاحب معراج نقشہ نویس از کوئٹہ

اتنے نہین حضور تو بنتے ہین کیون مسیح
بیمار ہجر آپ سے اچھا نہ ہو سکا

ہو بہ دیانہ حسن کے صدقے مین اب شوخ
اتنا بھی کام تمسے خدارا نہ ہو سکا

امید عفو رکھتے ہین معراج حشر ہم
توبہ پہ معصیت کا بھروسا نہ ہو سکا

جناب منشی بالکرام صاحب شاد متوطن بجوڑہ ضلع ہوشیارپور تلمیذ جناب قمر لکھنوی

تیرے مریض غم کا مداوا نہ ہو سکا
عیسے سے بھی مریض یہ اچھا نہ ہو سکا

اے دل یہ عشق تیرے چھپائے نہ چھپ سکا
افسوس تین حرف کا اخفا نہ ہو سکا

محشر مین بھی وہ شاد نہیں آئی بے نقاب
ارمان دید آج بھی پورا نہ ہو سکا

جناب منشی محمد عبدالرحمن صاحب اختر از بہٹ ضلع سہارنپور

بیمار عشق کی نہ کبھی تمنے لی خبر
کچھ کام تمسے رشک مسیحا نہ ہو سکا

بعد فنا نجات ملی درد ہجر سے
بیمار عشق زیست مین اچھا نہ ہو سکا

اختر تمام عمر گذاری گناہ مین
دنیا مین ایک کام بھی اچھا نہ ہو سکا

جناب سید امان اللہ صاحب مسکین از احمدآباد

رویا ہون اس قدر یم خوبی سکے ہجر مین
ہمسر ہماری چشمون کے دریا نہ ہو سکا

جناب منشی عبداللہ خانصاحب سعید

کیونکر کہون کہ آئینگے بیشک حضور آج
اقرار آپ کا کوئی پورا نہ ہو سکا

جناب منشی محمد حسین صاحب احسن از جالندہر

اترا رہے ہو اپنی مسیحائی پر عبث
تم کر سکے اپنی کوئی دوا نہ ہو سکا

جناب منشی شیخ الاسلام عرف محمد عمادالدین صاحب شیخ ہاشمی قریشی بھیروی

ہمکس ہوس سے سن لیا کرتے ہم تیری گالیان
اس بدزبانی کا کوئی شکوا نہ ہو سکا

جناب مولوی محمد عبد الواحد صاحب واحد از غازی پور

اظہار حال زار بھی اپنا نہ ہو سکا ۔ آنکھیں جو چار ہو گئیں شکوا نہو سکا
چھپتے رہے ہزار وہ مجھسے نقاب مین ۔ پھر بھی نگاہ شوق سے پردا نہو سکا
عیسے فلک پہ جان چھپا کر چلے گئے ۔ بیمار چشم یار جو اچھا نہ ہو سکا

جناب منشی سراج الحسن صاحب سراج تخلص شکار پور

بے وقت آئے وہ دل خانہ خراب میں ۔ سامان عیش مجھ سے مہیا نہو سکا
بالین پہ میرے بہر عیادت نہ آسکے ۔ افسوس ہے کہ آپ سے اتنا نہو سکا

جناب منشی سید عمر صاحب عمر از چھاؤنی ہنگلو

بدنام آہ کرکے ہوا جس بار مین ۔ کچھ تجھ سے ضبط اے دل شیدا نہو سکا
روکا ہزار طرح سے سیلاب اشک کو ۔ فرقت مین اوسکی بند یہ دریا نہو سکا
محفل مین ہو کے بھی نہ کی یاد عمر کی ۔ اتنا بھی تجھ سے اے بت ترسا نہو سکا

جناب منشی ہیرا لال صاحب ہیرا از بدنیرہ

دیکھا کبھی نہ پیار سے ترچھی رہی نگاہ ۔ مقسوم میرا حیف ہے سیدھا نہو سکا

جناب منشی بیج لال صاحب شرر از اوجین

اک بوسہ ہمنے مانگا تھا وہ بھی نہ دیسکے ۔ کیا کام سخت تھا کہ جو پورا نہو سکا

احقر الانام سالگرام انور لکھنوی محرر مطبع رحیمی

ہمسے فراق یار گوارا نہ ہو سکا ۔ جز جان دینے کے کوئی چارا نہو سکا
اونکی حیا سے شوخیان کہتی ہین دلبرو ۔ جاہا مرا ہوا ترا چاہا نہ ہو سکا
اغیار ساتھ لاشہ کے آئے لحد تلک ۔ تجھسے تو یہ بھی اے ستم آرا نہو سکا

ارباب نشاط

کلام عورات

بی نور جہان صاحبہ ناز سکنۂ اوجین ملک مالوہ عمر ۱۵ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہا جوانیکی راتین مرادون کے دن ۔ قد موزون ۔ رنگ سرخ و سفید ۔ آنکھیں جادو ۔ چہرا نور کا ٹکڑا بول چال نہایت نستعلیق ۔ عین شباب ہے ۔ نفاست پسند طبیعت ۔ ناچنا گانا باقاعدہ

اے نیم جان کا آج بھی جھگڑا نہو سکا ۔ تجھ سے ستم بھی اے ستم آرا نہو سکا

جب درد دل کا قصہ ادا نہو سکا — پھر کچھ بھی قسمے حضرت عیسیٰ نہو سکا
اشک سے رواں نے چشم شب فراق — یون تیز رو کبھی کوئی دریا نہو سکا
اندھیر ہے کہ موت بھی معشوق ہوگئی — ہر چند چاہا رات کو مرنا نہو سکا
کس وقت پھر پرسش بیمار آئے وہ — جب آنکھ سے بھی اپنی اشارا نہو سکا
مرآئینے دعا سے بعد روز ماہرو — اندھیر ہے کہ میرا ہی چاہا نہ ہو سکا

بی مبارک جان صاحبہ صفحت سکنہ قصبہ دیوبند عمر ۱۴ سال سر کے دراز بال رنگت روپ زہرہ ثانی مزاق پر زندگانی قد قیامت سے بھی کئی ہاتھ دراز نازک اندام سراپا ناز۔ ناچنے بھاگنے میں فی زمانہ گیند سبقت کے اپنے سینہ سے لگا بنے ہوئے شعر گوئی سے نہایت شوق ہے شعر خوانی سے از حد ذوق ہے کلام یہ ہے۔

بد قسمتی تو دیکھئے آئی نہ میری موت — یہ بھی نصیب اہل یقین چاہا نہو سکا

بی نند کنور صاحبہ خستین بسکنہ براہنپور محال دارو گنشد و اتلمیذ جناب حیدر۔ قد کوتاہ۔ رنگ گورا ناک لانبی۔ چہرہ نورانی۔ ناچنا گانا بہت عمدہ عمر ۱۴ سال شعر و شاعری کا تین سال سے شوق ہے کلام یہ ہے۔

اونکی حیا نے وصل سے محروم ہی رکھا — ارمان دل کا کوئی بھی پورا نہو سکا

بی صوبہ جان صاحبہ بیوفا مقیم آرہ عمر ۱۹ سال۔ رنگ بہت گورا۔ چہرہ ملیح۔ قد رشک صنوبر بال کمر تک۔ ناچنا گانا۔ دونوں معمولی۔ مزاجمین مذاق غزلیات سے بہت شوق کلام یہ ہے

پہلو سے دل بھی جانب دلدار چلدیا — سمجھا مین جسکو اپنا وہ اپنا نہو سکا

بی دلہن صاحبہ بیداغ۔ سکنہ مین پوری عمر ۱۲ سال قد چھوٹا رنگ گندمی ناچنا معمولی۔ گانا پرایک کو رجھانا۔ ناز و نخرے بہت کلام یہ ہے۔ ان پر الفاظ

اس بات سے تو خود ہی وہ شرمندہ ہین — وعدہ شب وصال کا پورا نہ ہو سکا

کلام غیر طرح

جناب میر محمد ہادی صاحب زار تلمیذ جناب عشق

حال پرسان جو وہ ہوتا ہو تو کہتا ہو نہین — درد فرقت کے سوا اور تو اچھا ہو نہین
یون وہ تمکین و سے ناز تو نسو ٹہا تا ہو نہین — جب کبھی درد کو کم سینے مین پاتا ہو نہین
لاغری جسم کی کچھ طرفہ دکھاتی ہے مزا — غیر کی آنکھ مین سو کہا ہوا کانٹا ہو نہین

ہون وہ غم دوست قضا بھی مجھکو دنیا سے
مجھکو حسرت دل عشاق مین پیدا ہون مین

عرق آتا ہے جو پیشانی قاتل پہ اودھر
اس طرف آپ خجالت مین نہاتا ہون مین

صورت قیس نکل جاؤن نہ کیونکر گھر سے
اے صبا شکل غبار دل لیلےٰ ہون مین

رکھ کے تربت مین چلے جاتے ہین سارے احباب
بیکسی تو ہی شریک باش کہ تنہا ہون مین

نہ کہین بیٹھیے مشتاق کو فرماتے ہین
کہولدے آنکھ سر ملنے ترے بیٹھا ہون مین

در شبیر سے جاکر مین چلا آیا ہون
روز و شب زار اسی فکر مین رہتا ہون مین

جناب حکیم محمد بہار الدین صاحب بہار تلمیذ جناب داغ دہلوی

حشر برپا ہو وہ اعجاز دکھا دو مجھکو
دو قدم چل کے مرے بیجان جلا دو مجھکو

تم اور اسطرح سے مشہور جہان ہو جاؤ
مین نے معشوق بنایا ہے دعا دو مجھکو

خط لکھو غیر کو تم شوق سے لیکن یہ شرط
وہ جو القاب لکھا ہے وہ دکھا دو مجھکو

واے قسمت کہ رقیبون سے بنت یہ کہون
اونکے ملنے کی کوئی راہ بتا دو مجھکو

عقل کہتی ہے خبردار نہ اون سے ملنا
دل کی یہ ضد ہے وہی شکل دکھا دو مجھکو

لطف آجائے گا تمکو وہ تماشا ہوگا
سیر دیکھو تو رقیبون سے بھڑا دو مجھکو

دلکو آتا ہے مزہ پیار سمجھ لیتا ہے
تم اوسی طرح سے پھر آنکھ دکھا دو مجھکو

اونکی تقصیر ہے آنکھونکی خطا ہے مشفق
گر کوئی جرم ہو میرا تو سزا دو مجھکو

کارسازی ہے رقیبونکی سراسر ورنہ
تم اور اسطرح سے محفل سے اوٹھا دو مجھکو

سرنگین آنکھ سے دیکھو تو کبھی میری طرف
خاک مین تم اسی حیلہ سے ملا دو مجھکو

واہ رے جذبۂ دل غیر سے وہ کہتے ہین
شعر دو چار بہار کے تو سنا دو مجھکو

جناب نواب محمد مرزا خان صاحب حشمت شاگرد جناب جلال

ستم گر مرے جفا کے اوٹھاتے تو خوب تھا
ظالم سے ہم وفا نہ جتاتے تو خوب تھا

گستاخیون سے بوسے وہین کے نہ مانگتے
تم پہلے ہمکو منہ نہ لگاتے تو خوب تھا

چھپکے کلیجہ تھامے وہ خلوت مین بیٹھے ہین
نالے مرے نہ شور مچاتے تو خوب تھا

جاتا نہ دل بگڑ کے ہمارا کسی کے پاس
روٹھے کو اپنے آپ مناتے تو خوب تھا

جب اوٹھ گیا جنازہ ہمارا تو آئے آپ
پہلے ہمارے جانے سے آتے تو خوب تھا

سیدا تو مدعا نہ سنا مجھسے یہ کہا
دو چار باتین اور بناتے تو خوب تھا

دیکھے تو داغ سینہ کے چھالو نے کہا ... کچھ درد دل بھی ہمکو سناتے تو خوب تھا
خالی تسلیون سے تمھے کیا نہ درد دل ... تم داغ آرزو کو مٹاتے تو خوب تھا
پی کے تم جو ہاتھ سے ساقی کی اے حشم ... گر کے سنبھلتے ہوش مین آتے تو خوب تھا

جناب منشی محمد اللہ خانصاحب حمید اورنگ آبادی ضلع گیا

گھٹا چھائی ہے اور ٹھنڈی ہوا ہے ... تمھے گلگون کے پینے کا مزا ہے
تری زلفون مین دل الجھا ہوا ہے ... مجھے مدت سے یہ سودا ہوا ہے
نہین کھلتا ہے یہ کیا ماجرا ہے ... تمہارا ہے تو دل کیون پھر گیا ہے
بیت کا فرو کہا مت دل کسی کا ... قلوب المومنین عرش خدا ہے
جو مانگا بوسہ گیسو تو بولے ... بتا تو کیا تجھے سودا ہوا ہے
ستم ہے وصل مین کہنا کسی کا ... ابھی ارمان نہین پورا ہوا ہے
وہ کہتے ہین وہ منہ دلدار نظلب ... خدا جانے یہ تو کیا بک رہا ہے
وہ اگلے لطف سب جاتے رہے ہین ... زمانہ دوسرا اب آگیا ہے
حمید اپنا نہین قابو مین اب دل ... وہ اک اپنی جھلک دکھلا گیا ہے

جناب منشی شیخ الٰہی بخش صاحب پیکان الہ آبادی تلمیذ حضور حسان الہند

کسی کی زلف کا سودا ہوا ہے ... مرا دل پیچ مین آیا ہوا ہے
سمان یہ بیکسی باندھے ہوئے ہے ... جو اپنا تھا وہ بیگانہ ہوا ہے
وہ زندہ خاک ہو گا جو کہ تیرے ... لب جان بخش کا مارا ہوا ہے
نہین معلوم گذری جان پر کیا ... کہ دل پہلو مین گھبرایا ہوا ہے
جواب نامہ سے ہو شاد اے دل ... وہ قاصد یار کا آیا ہوا ہے
وہ دل سونچے گا کیا اے زلف کافر ... تیرے پھندو مین جو الجھا ہوا ہے
بھلا ہو اے نسیم آہ تیرا ... نقاب یار آج اوترا ہوا ہے
عیار کامل رضوان ہے پیکان ... مرا نقد سخن پرکھا ہوا ہے

جناب سید فرزند علیصاحب آبرو قنوجی

جو ایک روز بھی مہمان وہ سیمبر ہو جائے ... مثال آئینہ چاندیکا میرا گھر ہو جائے
یہ رنگت اوسکی سنہری ہے منہہ اگر ہو جائے ... گرے جو طشت مین پانی وہ آب زر ہو جائے
اثر ہے دست صنم مین بھی شاخ صندل کا ... وہ ہاتھ رکھدے ابھی دور درد سر ہو جائے

فراق مین لب و دندان مین اگر رو دل　　کبھی عقیق ہوا آنسو کبھی گہر ہو جائے
ملی نہ جب کوئی تشبیہ تو دہانہ کی　　دہن کہا ہے جسے معدوم وہ کمر ہو جائے
نیچے لگا کیا جسے تاکا نگاہ سے تمنے　　نہیں یہ تیر وہ ہے جا کے جو ادھر سے ادھر ہو جائے
تمنا وہ چاہتے ہین اپنی بدزبانی کی　　او نہیں ہے مد نظر عیب بھی ہنر ہو جائے

جناب منشی محمد نعیم خان صاحب نعیم تلمیذ جناب تمنا از قصبہ گونتی ضلع پرتابگڈھ

ہین طاق وہ ظلم و ستم و جور و جفا مین　　ہم ہین بھی الفت مین محبت مین وفا مین
دل جب سے پھنسا حلقۂ گیسوئے دوتا مین　　جان آگئی ان کی مصیبت مین بلا مین
اغیار اگر سر تو جھکا دین تو بھی نہ بولین　　ہم ہونٹھ بھی کھولین تو خفا ہو وہ ذرا مین
یہ گردش تقدیر کا باعث ہے وگرنہ　　تو تابع اغیار ہو ہم تیری رضا مین
خود دور رہے ہو آئین مگر شب فرقت　　یارب وہ اثر دے تو مری آہ رسا مین
ترچھی ہو بنا جسکی وہ کس طرح ہو سیدھا　　بل ہے کمر یار مین خم زلف دوتا مین
یوسف بھی حسین تھے ہمین انکا بھی یقین ہے　　پر لطف ہی کچھ اور ہے اس ناز و ادا مین
ہے یہ ہی تمنائے نعیم جگر افگار　　یون ہوکے بسے جان مری دم لگی قبا مین

جناب منشی امراؤ علی صاحب صادق از بھوپال

دیکھون کس ناز سے کس الفت سے　　آپ دل کو مرے لیجائے گا
ہم تو عاشق ہین تمہارے اور بے　　آپ کچھ لطف بھی فرمائے گا
وعدۂ وصل نہ ہوگا ایفا　　غمزہ ہر روز نیا لائے گا
اپنے عاشق پہ بھی اے مشفق من　　مہربانی کبھی فرمائے گا
دیکھ لون یار کو مین ایک نظر　　ملک الموت ٹھہر جائے گا
یہ غنیمت ہے کہ ہے جان صادق　　دل کے جلنے کا نہ غم کھائے گا

جناب منشی شرف الدین صاحب زخمی تلمیذ جناب قدر مرحوم لکھنوی

جلوہ رخسار کا ایمان دکھا دو مجھکو　　دو گھڑی کیلئے دیوانہ بنا دو مجھکو
جان کیون دو نہیں سنگ کر مقتل اپنی　　ہاتھ اک اور بھی ہلکا سا لگا دو مجھکو
تم عیادت کو نہیں آتے نہ آؤ لیکن　　کوئی تدبیر ہی جینے کی بتا دو مجھکو
اٹھیے بالین سے دیتے ہو دلاسا ابھی جی جاؤن حضور　　نکہت گیسوئے مشکین جو سنگھا دو مجھکو

مضمون عاشقانہ

شب وصل

اندھیری رات کا سناٹا ستمکشون کے بخت خفتہ کو اپنی لوری سے سلا رہا تھا۔ کالی رات آغوش رقیبان کیطرح سیہ رخونکو اپنی گود مین لئے ہوئے تھی۔ تاریکی نے افسردہ دلونکے مایوس چہرون پر اپنا دامن ڈالدیا تھا کہ مٹھی مین لینے والے کہین کروٹ لینے مین دیکھکے بیچین ہو جائین۔ سیاہی بدستان خرابات کو چھپائے ہوئے تھی کہ اس حالت مین انپر کسی کی نظر نہ پڑ جائے۔ آخر شب کا وقت پچھلی رات کا سمان۔ ہو کا عالم۔ جیسے دیکھنے آنکھہ بند کئے سو رہا ہے۔ جسپر سناٹا وہ تھا عجب بیہوشی چھا رہا ہے۔ ناگہان نسیم سحر کے جھونکے کچھہ اس مستانہ روی سے نونہالان چمن کو ٹھکرانے لگے کہ مرغان خوش الحان بسیرون ہی مین چہچہا اوٹھے۔ ٹھنڈی ہوائین کچھہ اس انداز سے اٹھلاتی ہوئی نکلین کہ دریکدہ کے سامنے پڑے ہوؤنکو سیہ مستی شبینہ بھول گئی۔ کسی پر حسرت چہرے کی طرح رخ فلک پہ ہوائیان چھوٹنے لگین۔ کسی شرم آلود صورت کے مثل افق مغرب کا منہ اوتر گیا۔ آسمان نے دو ایک جھلملاتے ستارونکو لگا رکھا تھا کہ لب گنگا کے جانے والے تارونکی چھان مین نکلجائین۔ سیاہی انتظار کر رہی تھی کہ جمنا کے نہانے والونکو اپنے جھرمٹ مین لیکر گھر وان تک پونہچا دے۔ گلیون مین ایک دم چلنے والے کی چاپ معلوم ہونے لگی۔ تب تو گھبرا کر وصلت گزینونکے مہمان چلنے کا سامان کرنے لگے رات بھر کے ٹھہرے ہوئے دلجلے کسی کو پہلو سے اوٹھتے دیکھکر دھڑکنے لگے ہم بستران مشتاق نے دبی زبان سے کہا خدا حافظ پھر آئینگے۔ ہکتا رستمکشان اوٹھتے ہی پلنگے جھاڑ کر بولے لو اب جاتے ہین۔ رات کے باسی پھول ہکتاران یاس کے چہرون کیطرح پژمردہ ہو گئے۔ سحر وصال دیکھنے والون کی آس کسی شوخ طبع معشوق کی چوڑیون کی طرح ٹوٹ گئی۔ بچھونے کہتے کہ گورے گورے غضب آلود چہرون کی چین جبین۔ شمعین تھین کہ یاس نصیبون کے اوترے ہوئے چہرے۔ سیاہی کسی قدر اور کم ہوئی۔ شمعین نالہ کشان شب ہجران کیطرح صبح ہوتے خاموش ہو گئین۔ ستارے یار کی طرح دیکھتے ہی دیکھتے آنکھونکے سامنے سے غائب ہو گئے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

راقم۔ مجھہ سے دیکھی نہین جاتی ہے سحر کی صورت۔

پیس مین قابل منظوری ہون گے صاحب بہت جلسے

شب وصل

جہانتک غور کیا جاتا ہے شب وصل کی بے انتہا قسمیں نکلتی چلی آتی ہین - یہانتک کہ ہر فرقہ کی شب وصل ایک خاص لطف رکھتی ہے - چنانچہ ہمارے خیال نے بہا نیون نے ہر رنگ مین طبع آزمائیان کی ہین - دیکھو

تقاضا آموزیونکی شب وصل

آہی سلطنتی کل لیلا + سحر ہوگئی شوق لاشتر تھا -

چھوٹونکی شب وصل

اپنی شب وصال کا اُلتارا نہ تھا
ادہر وری تھی ادہر تماشا تھا

دعوتی بندونکی شب وصل

تہا وصل مین جو خوف رقیب خبیث کا
کھینچا حصار یار نے بنگلے کے گھیر سے

گندہ بہونکی شب وصل

اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

خوشامدیونکی شب وصل

وصل کی رات ہی بگڑو نہ یار تو رہو
پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن

ضعیفونکی شب وصل

کچھ بے ادبی یار سے ہونے کی شب بھر
ان یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا

کاہلونکی شب وصل

شب وصل بگڑی جو لالہ کی لائی
تو گنتا قسم ڈر سے ہم سوتے سارے

قصابونکی شب وصل

کار حلال و شب وصل ہو وان نے کیا
میری گردن پہ چہری کی چھلکی سیکھی تیغ

بدھونکی شب وصل

وصلے بھلا اون معنا کے شیخ مجنت

زن مریدونکی شب وصل

کوئی گذری نہ وصل کی آئی تمام رات
سر کی ہی اونکی منہ سے ولائی تمام رات

بدنصیبونکی شب وصل

یہ شب وصل مین گردونکی عداوت دیکھو
صبح ہوتی ہے مرے گھر مین پہر شام رہی

خوش نصیبونکی شب وصل

شب وصل تھی چاندنی کا سمان تھا
بغل مین صنم تھا خدا مہربان تھا

عاشقونکی شب وصل

مدت مین شام وصل ہوئی ہے ہمین نصیب
دو چار سو برس تو آلہی سحر نہ ہو

ہماری شب وصل

آؤ آؤ تم ابھی واقف نہین دستور سے
وصل کی شب مین نہین کرتے ہین باتین دور سے

بقلم ف - ہ -

لطیفہ

ایک شخص کے دو بیٹے ایک محفل مین بیٹھے تھے کسی ظریف نے پوچھا کہ تم دونون سے بڑے باپ کا بیٹا کون ہے اور چھوٹے باپ کا بیٹا کون ہے بڑے نے کہا کہ چھوٹے باپ کا بیٹا مین ہون سوچ سے

ون کہ جسم مین پیدا ہوا تھا تو عمر والدہ کی کم تھی
ور جب چھوٹا بھائی پیدا ہوا تو عمر والدکی زیادہ
تی اس لحاظ سے بڑے باپکا بیٹا میرا چھوٹا
ھائی ہے۔

اپنی تحریر بس نرالی ہے
بات مین بات کیا نکالی ہے

ز یونکی ایک مولانا مولوی پیام عاشق صاحب
پنے بڑا ظلم کیا۔ ہین ہین مرد خدا تو عجب پاگل
علوم ہوتا ہے سہ مزن فال بد کاورد حال بد
کیا واہی تباہی بکتا ہے۔ حضرت بیشک اوخرو
پنے اس دنیا کے بیچون بیچ مین آسمان سا اونچا
ور زمین سا چوڑا ظلم کیا۔ میان تم عجب سڑی ہو
م کیا ستم کیا بکے جاتے ہو کچھ صاف نہین کہتے۔ بالآخر
و بھی تو مین نے کیا ظلم کیا ہو۔ تباہی دون۔ ضرور
بتا سنئے۔ آپنے یہ کلام عورات کی ساتھ انکا رنگ
وپ گانا ناچنا۔ کیون چھاپنا شروع کیا ہے۔
قہ قہہ۔ تو بڑا ہی مسخرہ ہے اسی پر اتنا بگڑتا اور
نہین لال پیلی کرتی تھین سنئے۔ مین نے
ن خیال سے چھاپنا شروع کیا کہ انکی کلام کے ساتھ
و حسن کی بھی تشہیر ہوجاے تو بہتر ہے اسمین ظلم
کونسی بات ہو۔ آپکو کچھ خبر بھی ہے یہان کتنے
یعت دار منچلے خریداران حضرات کے عشق مین
فتار ہو گئے اور بے موت مرے جاتے ہین سکے یہ
کا ظلم نہین تو اور کیا ہے۔ بس تم عقل کے پتلے ہو
ر۔ کہین بے دیکھے بھالے کوئی عاشق ہو نہ جاتا

آپ ناحق خفا ہوتے ہین کیا نہین سنا ہم سہ

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

بیچارے بہتیرے مرغ بسمل سے تڑپ رہے ہین
اور آپکو یقین ہی نہین ہوتا۔ بہتیرے دور کنار ایک
کا بھی تو نام بتاؤ۔ لیجئے گنا شروع کیجئے۔ اول
مین ہی ہون۔ میان تم۔ ہان صاحب مین۔ آہ
یہ کسپرزلی منی جان پر۔ جی نہین بلی شہزادی پر
سچ سچ اور ہزار بار سچ مگر دیکھئے اس بات کی
خبر انھین ہرگز نہ کیجئے گا ورنہ آپکا بڑا نقصان
ہوگا میرا کیا نقصان ہوگا۔ آپکا یہ نقصان ہوگا
کہ جب وہ تیرے نام سے واقف ہوجائینگی تو پھر آپکے
گلدستہ مین غزلین ورل کبھی نہ بھیجینگی۔ آپ گدھے ہو
اور کیسان والی نقل نہین سنی ہے۔ وہ کیا ہے
حضور ایک گدھا کسی کسان کا روز کھیت چرجایا
کرتا تھا کسان اوس سے سخت تنگ رہا کرتا کسی نے
کسان کو یہ ترکیب بتائی کہ آج جو گدھا چرنے آئے
تو تم آہستہ سے اوسکے کان مین کہدینا کہ مین تجھپر
عاشق ہون پھر وہ کبھی تمہارے کھیت مین نہ آئیگا
چنانچہ کسان نے ویسا ہی کیا گدھا وہان سے ایسا
رخصت ہوا جیسے اوسکے سر سے سینگ۔

راقم

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً ذات رنڈی بیوفا

بقلم۔ م ن۔ بہاری۔ از غازیپور

قحط کا مرثیہ

غلہ کی گرانی سے ستم کرتے ہین بنئے / جب دیکھئے تب نرخ کو کم کہتے ہین بنئے
آفت ہے بڑی ناک مین دم کرتے ہین بنئے / ہم کون کو گرفتار الم کہتے ہین بنئے

بنیون پہ کوئی پیچ جو پڑ جائے تو جانین
بنیون کی بن آئی ہے بگڑ جائے تو جانین

کیا کہئے کہ پتلا ہے بہت ہوگیا حال آج / روٹی ہے میسر نہ ہے چانول نہ ہے دال آج
دو گال چبینے کا بھی ملنا ہے محال آج / کیا کھا کے کرین گے ابھی دانتون مین خلال آج

بازار سے کچھ لین بھی تو کیا خاک وہ ہم دین
لونڈا جو کوئی بنئے کا لپٹے تو دم دین

حضرات یہ بند ملاحظہ ہو کیا روز مرہ ہے

مرغون کی لڑائی نہ بٹیرون کی ہے پالی / بھوکون سے بٹیرین مرین کابک ہو خالی
کلی بھی نہین اب کہان رومال دوشالی / افیون ہے نہ ڈبیا مین نہ چینی کی پیالی

پونڈے کی گنڈیری نہین ملتی ہے کہین ہے
ریوڑی کا ہے کیا ذکر کہ شیرا بھی نہین ہے

یہ بند بھی ملاحظہ طلب ہے داد کا طالب ہون

افیون کی طلب پائی گران کیا کرین افسوس / گانجے کی ہوس آفت جان کیا کرین افسوس
حقہ وہ دھوان دھار کہان کیا کرین افسوس / افیونکو ترستی ہے زبان کیا کرین افسوس

روٹی کیلئے مرتے ہین روٹی نہین ملتی
ننگے کھلے پھرتے ہین لنگوٹی نہین ملتی

واہ حضرت ماشاء اللہ یہ آپکا حصہ ہے۔ کیا سلیس فقرہ اور کیا عمدہ اور نفیس روز مرہ ہے واقعہ انیس دلفگان مونس عزادان ہو ماشاء اللہ۔ تسلیم کورنش۔ مجرا۔

ٹھو حق کا فقیرون مین سنگت ہی نہین ہے / بمبو کی خمیر لت تھی وہ لت ہی نہین ہے
بھڑونکو جو دیکھو کوئی گت ہی نہین ہے / طبلہ بجے کیا ہاتھ مین ست ہی نہین ہے

بنڈی کا دوالا ہے نکلا نظر آتا ہے
خشکی مین جہاز اب نہین چلتا نظر آتا ہے

مذوون کی وہ گلفب ہے نہ ساقی کی وہ وہ دوکان — ڈھولکی وہ وہم بُم ہے نہ قوالی کی وہ جان
ڈری نہیں ملتی کہین ہین زندیان حیران — غمزہ بھی نہیں ہے کہ ہین ہوتی کو پریشان

پاجامہ مین ہے چیر تو مجبوری ہے بس کیا
ہوتی ہے جو تقدیر تو مجبوری ہے بس کیا

طلاش نے سب اوسپہ ہوا قحط قیامت — افلاس مین آٹا ہوا گیلا ہوئی آفت
حسرت پہ ہے حسرت تو مصیبت پہ مصیبت — چالاک اوڑا لیگئے ناکارون کی دولت

جتنے شرفا ہین ہوئے بیکار صد افسوس
بنتے ہوئے نان پہل کی تقار صد افسوس

راقم ہو کا پیاسا نامہ نگار از بنارس۔

کس مین کس کا لطف ہے

وصل مین	بوس و کنار کا
ہجر مین	انتظار کا
شراب مین	جوتی پیزار کا
بارش مین	کھسکتی دیوار کا
پیام عاشق مین	اشعار کا
مطلب مین	اِنکار کا
تاوہندہ مین	قیمت اخبار کا

میان کی جیتے جی بیوی رانڈ ہوگئی

ایک شخص کسی ضرورت سے سفر کو چلے شب کو ایک شہر مین وارد ہوئے جا کر سرا مین ٹہرے صبح سے شام تک اِدھر اودھر سیر گشت کرتے رہے شام کو واپس آئے تو دیکھتے کیا ہین کہ اپنا ایک دوست سرائے مین ٹھرا ہوا ہے اِنھون نے اوس سے کہا تم کب سے آئے اوس نے کہا ابھی آرہا ہوں۔ اُنھون نے دریافت کیا کہو ہمارے گھر تو خیریت ہے۔ وہ تہا دل لگی باز کہنے لگا اور تو خیریت ہے مگر ایک بہت بڑا سانحہ جگر خراش ہوگیا ہے وفور غم سے مجھے یارا اظہار نہین۔ یہ سُنکر بہت گھبرائے دوست سے نہایت اصرار کیا تم کہا کہ بہت جلد بیان کرو۔ ورنہ مین مجنون ہوجاؤنگا۔ آخر کار اس نے کہا کہ آپکی بیوی رانڈ ہوگئین۔ یہ سُنکر وہ بہت گھبرا گئے روتے پیٹتے چلاتے۔ اور پکار پکار کر کہنے لگے ہے ہے میری بیوی رانڈ ہوگئی اب مین کیا کرونگا۔ تمام سرا کے لوگ جمع ہوگئے سب لوگ سمجھاتے ہین۔ خیر تو ہے تمہین کیا ہوگیا ہے آپ تو زندہ موجود ہین یہ کس طرح ممکن ہے کہ آپکے جیتے جی بیوی رانڈ ہوجاوے تو کہنے لگے کہ جی ہان یہ تو سب درست ہے اور مین خود بھی سمجھتا ہون خدانخواستہ دیوانہ نہین جو ایسی موٹی بات سمجھ نہ سکون لیکن مجبور ہون۔ کیونکہ وطن سے جو دوست

آیا ہے۔ بڑا معتبر ہے۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتا
تعلیم یافتہ۔

پولیس کا فوٹو

ایک مکان میں ۱۲ بجے رات کو گانا ہو رہا ہے
اور پولیس کے دو ہمراہ گشت کو نکلے۔

پولیس دروازہ میں ٹھوکر مار کے۔ کھول دو
کھول دو۔

مالک مکان۔ گانا بجانا بند کر کے یہ کون ہے

پولیس کون ہے۔ ہوتا کون۔ ہم ہیں کھول دو

مالک مکان آخر بتاؤ بھی۔ تم ہو کون۔

پولیس کھولتا ہے کہ کہاں کون لگائی ہے۔

مالک مکان چپکے سے کواڑ کھول کر۔ کیوں
صاحب کیا حکم ہے۔

پولیس کیوں یہ رات کو گانا بجانا کیا لگا رکھی ہے
لگائی ہے۔

مالک مکان ہمیں اپنے گھر کا اختیار ہے۔
چاہے گائیں چاہے بجائیں۔

پولیس آخر کسی کے حکم سے گاتے بجاتے ہو۔

مالک مکان حکم کس کا لیتے۔

پولیس ارے کچھ خبط ہو گیا ہے۔ کوتوال کا
حکم لیا ہوتا جو آج وقت کے شامل ہو رہے ہیں۔

مالک مکان کیا کوتوال صاحب گانے بجانے کا حکم
بند کرتے ہیں۔

پولیس ہاں ہاں انکی بغیر اجازت گانا بجانا
نہیں ہو سکتا ہے۔

مالک مکان ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ اختیار کوتوال کا
ہے کب سے کس نے دیا ہے۔

پولیس کون دیتا وہ آپ لیا کرتے ہیں اون کو
یہ اختیار ہمیشہ سے ہے اور رہیگا ہمیشہ وہ آج جو چاہیں
ہو کر ڈالیں جسے چاہیں کوٹھے میں ڈال کر پٹوا ڈالیں
ایک دفعہ اوپر دوسری دفعہ نیچے ابھی ابھی جس بھلے مانس
کی چاہیں عزت اوتار لیں۔ گھر میں مال پھنکوا کر
گرفتار کر لیں شہر بدر کروا دیں۔ رنڈیوں سے
پوچھو کہ کیا حال ہے۔

مالک مکان اچھا اب آپ تشریف لیجائیے
اور ہمارے مزے میں کھنڈت نہ کیجئے۔

پولیس کیسا مزا کاہے کا مزا تو لیگئے جلدی گانا
گانا بند کرو۔

مالک مکان نہیں بند کرتے کیوں بند کریں۔ گانا
بجانا کیا کچھ جرم ہے۔

پولیس پھر وہی جرم جرم کس جانگلو کا نام ہے
ہمارا حکم ہے گانا بجانا بند کرو۔

مالک مکان ہم تو گانا بجانا نہیں بند کر سکتے
ہمیں خدائی رات ملی ہے۔ محلہ کی مستورات ہمارے عزیز
و اقارب سب آئے ہوئے ہیں۔

راوی

عورتیں ہیں کہ بید مجنون کی طرح تھر تھر
کانپ رہی ہیں اور مالک مکان ہیں کہ
غصہ کے چوکیدار سے ورنہ ہیں بات ہے داور
پولیس کیا کہتے ہیں۔ تعلیم ۱۰ ج

پیام عاشق
فتنہ انداز ابھی سے ہی ہر اک ڈھنگ اپنا ❀ ہم بھی نکلینگے کسی روز قیامت بنکر
المشتہر بگھو خان رحیم مہتمم پیام عاشق قنوج ضلع فرخ آباد
مطبع رحیمی واقع قنوج مین باہتمام بگلو خان چھپکر شائع ہوا

اطلاع طرح

ہر انگریزی مہینہ کی ۱۵ یا ۱۶ تاریخ تک کل غزلین آنا چاہئیں - طرح اپریل (ہے عشق سے مجھے اک نسیم بلبل سے) چمن وغیرہ قافیہ - طرح مئی (آگیا شام سے وہ رشک قمر آپسے آپ) قمر - خبر وغیرہ قافیہ -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بمصرعہ طرح پیام عاشق

(شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے)

جناب مولوی منشی سید محمد طاہر علیصاحب طاہر سلمہ اللہ القادر فرخ آبادی

ناتوانی کی یہ صورت ہو اگر دل آئے
آہ بھی آئے لبون تک تو بمشکل آئے

شب فرقت اگر آئی ہے سیہ خانہ مین
ہاتھ مین لیکے چراغ مہ کامل آئے

کوچۂ جانان مین ملکیا کہ گرہ کا کھویا
دیکھ دل دولت دیدار کے سائل آئے

جان جلتی ہے تو ناصح یہی کہتا ہون مین
تم بھی عاشق ہو تمہارا بھی کہین دل آئے

لٹ گئی کوچۂ گیسو مین جو دولت دل کی
سر پٹکتے ہوئے پابند سلاسل آئے

شمع فانوس مین چھپتی ہے تو وہ کہتے ہین
ہو جسے حسن کا دعوے سر محفل آئے

یہی کہتے ہوئے جانباز عدم کو پہونچے
آج ہم خنجر قاتل سے گلے مل آئے

رونے والونکا تقاضا ہے یہی آنکھون سے
دل بھی اشک جگر آلود کے شامل آئے

نجد مین مجکو جو دیکھا تو کہا مجنون نے
خیر مقدم کدھر اے رہبر کامل آئے

نہ جسے پاس محبت نہ جسے خوف خدا
دام مین اوس بت کافر کے ہم ایدل آئے

یہی مانگی ہے دعا مین نے خدا سے دن بھر
شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے

ہو توجہ جو شہ عقدہ کشا کی طاہر
کیون نہ آسان ہو جو سامنے مشکل آئے

جناب منشی محمد عبد القادر صاحب مشہور بہروپی تلمیذ جناب رضوان مراد آبادی

مین سمجھونگا مجھے دنیا مین ملا خلد کا عیش
گھر مرے آج جو وہ حور شمائل آئے

المدد شوق شہادت کہ دکھا اپنی کشش
کھینچکے خود سر پہ مرے خنجر قاتل آئے

فرقت یار مین وہ ہوگئے ہم زار و نحیف
دو قدم جب چلے جانا کئی منزل آئے

پہنچے یون کوچہ مین اوس شوخ کے ہم اے مشہور
جسطرح لٹکے مسافر سر منزل آئے

جناب منشی مگن لال صاحب موج تلمیذ جناب داغ دہلوی محرر بندوبست بلگڈھ

تو بھی عاشق بنے تیرا بھی کہین دل آئے
جیسی میری طرح تجھکو بھی نہ قاتل آئے

کام میری طرح دشمن کا بھی آسان نہو
پیش میری سی نہ دشمن کو بھی مشکل آئے

مانگتا ہائے شب وصل کسیکا یہ دعا
یا خدا وقت غروب مہ کامل آئے

نہ کبھی صبح کو وہ غیرت خورشید ملے
نہ کبھی شب کو وہ رشک مہ کامل آئے

نہ کبھی ذکر ہمارا تری محفل مین چلے
نہ کبھی یاد ہماری تجھے غافل آئے

پھر محبت کی کسیکی ہمین تکلیف نہ دے
یا ہے تیری رفاقت سے بزاید آئے

کوچہ یار ملے اور نہو گور نصیب
طے نہ ہو ہمین ہمارے کوئی منزل آئے

جب خفا ہے تمنے دئے صورت لیلا و رشین
جب نظر آئے پس پردہ محمل آئے

رویت ماہ ہوئی اونکو اگر دیکھہ لیا
ہو گئی عید اگر او نسے گلے مل آئے

یہ تو فرمائیے اے موج رہے آپ کہان
بعد مدت جو نظر مرشد کامل آئے

جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب فتیح وکیل چھبرامو ضلع فرخ آباد

تیرے کوچہ سے جو ای حور شمائل آئے
کتنی تھامے ہوئے دل کتنے ہی بسمل آئے

ہوش آئے تو چلی آئے فدا کشن دل و جان
پر کسی حور شمائل پہ نہ اب دل آئے

شور و فریاد و فغان نالہ و زاری و بکا
میرے پہنچانیکو گھر تک کئی منزل آئے

نام حق طالع بیدار ہو دربان جس کا
خوابمین کیون وہ بت مہرہ شمائل آئے

مجھسے اے شوق شہادت نہو بے ادبی
پانو کے نیچے سر کوچہ قاتل آئے

مسند ناز پہ ہے شاہد گل جلوہ نما
اوسکے کانو نمین نہ اب شور عنادل آئے

بیدلونکے دل گم گشتہ کا کہنا کیا ہے
اہل دل کوچہ دلدار سے بیدل آئے

ڈینگ کی بیٹھہ کے گھر کس لیے لیتا ہے عدو
حوصلہ ہو تو ابھی میرے مقابل آئے

ہو لئے پائے سر تسلیم کو جنبش نہ فتیح
تیری گردن جو تہ خنجر قاتل آئے

جناب منشی محمد عبدالرحمن صاحب عبد شوطن اندور حال مدرس سرادھار

گشتہ چشم ہے مہمان گھڑی پل کا آج
کہدو اوسکو کوئی جا کرکہ ذرا مل آئے

جاوے گلشن مین جو گلگشت کو وہ غنچہ دہن
تحفہ دینے کیلئے گل کو عنادل آئے

جناب شیخ محمد ارادت اللہ صاحب توقیر نائب ریاست راج ترو ا ضلع فرخ آباد رئیس قنوج

گر وہ مغرور لقا بر لب ساحل آئے
وہ سر اکبر شکن اوسکے مقابل آجائے

حسن جانسوز بھی یار وہ وہ بلا بد ہے
قید ہونیکو فرشتے سر بابل آئے

ہو تو اچھا تھا پڑا اور لگاتے لیکن
وہ تماشے کیلئے چھوڑ کے بسمل آئے

مکتب عشق میں ناداں ہو جو جاکے سبق
آئے جاہل ہی یہاں گو سبھی وہ فاضل آئے

گلشن دل میں نیا گل غم فرقت کا کھلا
زخم کے غنچہ انگور بھی سب کھل آئے

دی اوسی درد نے چشم نے آنکھوں میں جگہ
چشم بینا کو جو مرغوب تر و تل آئے

یاد حسرت سے چراغ مہ انور گل ہو
کاش وہ شمع شبستان سر محفل آئے

غم دوری غم فرقت غم ہجران غم یاس
وا فد تاب و تواں دل بسمل آئے

تم ازل میں رہے توقیر تو ہشیاری سے
اب خدا جانے نیا کس لئے غافل آئے

جناب منشی گل محمد صاحب بسمل نائب مدرس تحصیلی دہرہ دون

آج کہتے ہوئے یہ وہ سر محفل آئے
غیر آئیں مری کوچہ میں تو بسمل آئے

گر جلانا نہیں منظور ہے جانبازوں کا
ساتھ دشمن کو لئے کیوں سر محفل آئے

ان حسینوں کی محبت نہیں اچھی بخدا
انپہ بھولے سے کسی کا نہ کبھی دل آئے

ہو کلیجہ میں اگر درد تو ممکن نہیں تاب
دل ہو بیچین تو پھر صبر بمشکل آئے

جاگ جائے کسی دن میری بھی قسمت یا رب
شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے

حرف مطلب کو مری سنکے یہ وہ کہتے ہیں
بات ایسی نہ زباں پر کبھی بسمل آئے

جناب منشی عنایت حسین صاحب عنایت ڈرافسمین از تیز پور

بیجا بانہ مرے گھر وہ چلے آتے تھے
آج کیوں خیمہ میں ڈالے ہوا محمل آئے

دن پھرے عاشق شیدا کا مقدر چمکا
شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے

جناب بابو سرجو پرشاد صاحب سرجو طالب العلم ہائی اسکول بجنور

آج اوس بحر لطافت کا ہوا وصل نصیب
شکر صد شکر کہ اب بر سر ساحل آئے

وعدہ وصل یہ دن بھر یہ دعائیں مانگیں
شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے

جناب منشی محمد عباد اللہ صاحب دفتری بدایونی از لکھیم پور

مبتلا صدمہ ہجر انہیں نہ دشمن ہو کوئی
کسی بیرحم پہ یارب نہ کبھی دل آئے

جناب منشی بہار یلال صاحب شیدا سینپوری تلمیذ جناب سید محمد طاہر علی صاحب طاہر فرخ آبادی

کیا کوئی مثل بتا اسے حور شمائل آئے ۔۔ آئینہ کو بھی ہو سکتہ جو مقابل آئے
ہو جو اوس غیرت خورشید کو منظور سنگھار ۔۔ تمام ہے آئینہ لیکر وہ کامل آئے
بخت کیطرح تو سویا ہون شب فرقت مین ۔۔ خواب ہی مین کہین وہ حور شمائل آئے
مین بھی جانباز ہون کو آج دکھا دو جوہر ۔۔ تیغ چمکاکی جو میدان مین قاتل آئے
جس طرف جلتے ہین بسمل یہ صدا آتی ہے ۔۔ دیکھنا تیغ محبت کے وہ گھائل آئے
موسم گل مین بھی وہ دن نہ خوشی سے گذری ۔۔ تنگ صیاد کے ہاتھون سے عنادل آئے
زندگانی کا مزا خاک ملے چاہت مین ۔۔ آفت آجاے حسینون پہ اگر دل آئے
جان بیتاب ہو فرقت مین یہ لب پر ہے سخن ۔۔ موت آجاے کسی پر نہ مگر دل آئے
جب مین جانون کہ ہو تاثیر خدا داد ایسی ۔۔ لیکے ساتھ اپنے جو اوسکو کشش دل آئے
عیش و آرام تو کیا جان کے لالے پڑجائین ۔۔ مثل شیدا جو تمہارا کہین دل آئے

جناب قاضی محمد صدیق صاحب آنیق زمیندار حضرت واسع درگاہ چلک ضلع بستی

چاہ کا اور محبت کا مزہ تو جب ہے ۔۔ تجھپہ دل آئے مرا تجھپہ ترا دل آئے
سوئے میخانہ نجا بہر خدا اے زاہد ۔۔ دخت رز پر نہ کہین تیرا کبھی دل آئے
دم نکلتا ہے شب ہجر کی تاریکی مین ۔۔ یا خدا جلد وہ رشک مہ کامل آئے
اے بتو ہے یہی اللہ سے ہر وقت دعا ۔۔ ہرگز ان سنگدلون پر نہ مرا دل آئے
دیکھ لی ساری حسینونکی وفا اور الفت ۔۔ اب یہ بہتر ہے کسی پر نہ مرا دل آئے

جناب مولوی ممتاز حسین صاحب ممتاز ساکن شاہجہانپور وارد حال دہرہ دون

کیون نہ خوشبو سے معطر ہو مزار عاشق ۔۔ پھول تربت پہ چڑھانے کو عنادل آئے
حسن خوبی مین وہ یکتا ہے پری پیکر ہے ۔۔ ایسے دلبر پہ کیونکر نہ مرا دل آئے
صدمہ ہجر صنم جسنے اوٹھائے ایسے ۔۔ تاب جن صدمونکی انسانکو مشکل آئے
یاد مین جسکی گنا کرتے تھے گھڑیان شب ہجر ۔۔ شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے

دھوم حسن کے ستم و جور کی ہے دنیا مین
واے قسمت کہ اوسی شوخ پہ یہ دل آئے

جناب منشی رام دیال صاحب بیدل صاحب خزانہ شیکوہ آبادی تلمیذ جناب سید محمد طاہر علی صاحب

تیرے در پر جو ہم اے حور شمائل آئے — اونکھیاں اونکہ گئین وہ خنجر بہیمل آئے

کوچۂ یار کا جانا ہے عدم کا جانا — کیا بھروسا ہے خط شوق کا حامل آئے

وسمہ بھی دو نگاہ مین کہیکو تجھی عاجز آکر — غم فرقت مین ذرا ہوش تو اے دل آئے

یہی خواہش ہے مِن زخم کو ہو دفن کی وقت — چوم لون خون بھرا تو جو قاتل آئے

صدمۂ ہجر کا شکوہ نہ کرون مین تجھ سے — دم لبون پر بھی جو اے حور شمائل آئے

نالے سن سن کی جو ہنستی تجھے دیکھا آکے — سیکھنے طرز فغان مجھسے عنادل آئے

پاس تک اونکی پہنچ جاؤن تو غش آتا ہے — دور رہتا ہون جو نزدیک بھی منزل آئے

بدگمان یار کی محفل مین مجھے جانا ہے — ہوش تک بھی مرے ہمراہ نہ بیدل آئے

جناب منشی احمد زمانحا ن صاحب نوشہ از قصبۂ شکوہ آباد

دم آخر کہین وہ حور شمائل آئے — کیسے نادم ہو قضا پھر نہ مقابل آئے

آہ و فریاد و فغان نالہ و شیون جانسوز — دلمین مہمان مرسب ترے کو شامل آئے

بے نقاب آئے اگر بام پہ وہ رشک قمر — داغ حسرت ترے دل پہ سر کامل آئے

مجھکو یہ فکر کہ بوسے لب شیرین کی ملین — اونکو یہ تاک ذرا آنکھ بھی دل آئے

تجھکو معلوم ہو جب عشق و محبت کا مزا — کہ کسی پر ترا اے ہوش ربا دل آئے

کیا شب وصل مزے ہو لیسے نوشہ — شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے

جناب منشی وزیر محمد صاحب وزیر کلرک محکمہ کورٹ ماسٹر جنرل فوج بمبئی مقام پونہ

دیکھ آئینہ مین منھ مہر درخشان اپنا — تاب کیا ہے رخ جانانکے مقابل آئے

لاکھون منت پہ بھی وہ شوخ یہ مجھسے بولا — جا ہونگا اوسکو مین جسپہ کہ مرا دل آئے

درد فرقت کو بھلا غیر کوئی کیا جانے — اس سے واقف ہو وہی جسپہ ترا دل آئے

جناب مولوی حسین علی صاحب احسن مدرس مدرسہ صدرپور ضلع سیتاپور

گر سر بام مرا حور شمائل آئے — تاب کیا ہے کہ جو خورشید مقابل آئے

دیکھ مہتاب نہو سختی غم سے احسن — شاہ مردان تری حل کرنیکو مشکل آئے

جناب منشی عموجان صاحب شفق تلمیذ جناب ضیاء الدین صاحب ضیا از دواری دیوے

بوسہ ابرو کا شب وصل نہ لینا اے دل — تیرے زانو کے تلے پہ سر بسمل آئے

جناب منشی کالیرائے صاحب تمنیر ملازم ریاست راج ترووا

آہ کرتے ہوئے تھامے جگر و دل آئے
جو کبھی کوچۂ قاتل میں وہ بسمل آئے

سرکشی یہ جو تری رخ کا سیہ تل آئے
پھر زحل کی نہیں یہ تاب مقابل آئے

سرو اگر اوس الف قد کے مقابل آئے
راست بازونکی نظر میں خط باطل آئے

تم دکھاؤ رخ انور تو وہ ہو سر بزمین
بہر پابوس فلک سے مہ کامل آئے

گر میان پھولین یہ سب عارض روشن کی حضور
شمع ٹھنڈی ہو جو وہ گل سر محفل آئے

دلمیں بیٹھے لب تیغ کی خواہش ہے یہی
دہن زخم کی دھن ہے کہیں قاتل آئے

بنگئے دونو سپر از پئے شمشیر نظر
کیا برے وقت میں آڑے جگر و دل آئے

جب سنا شربت دیدار کی جاری ہے سبیل
کاسۂ چشم لئے ہاتھوں میں سائل آئے

یہ بھی ممکن ہے سیہ خانہ نہ دیکھے نیچا
بام پر شب کو جو وہ مہر شمائل آئے

ہے مگر لال پری بادۂ گلرنگ ہر کب
سب ہوں دیوانے اگر یہ سر محفل آئے

تھک کے ہم بیٹھ رہے کوچۂ جاناں کے قریب
سو گئے پائے طلب جب سر منزل آئے

اے تمنیر اپنے ہی میدان سخن ہاتھ رہا
پست پائے سپہ ہو جو کہ مقابل آئے

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر نائب رس تحصیلی دیوبند

بھول کر پھول چڑھانیکو جو پہونچے سر قبر
خار دینے کو مجھے غیر کے شامل آئے

خوب ہی اپنی طرح تجکو ستاؤں ظالم
لطف آجائے اگر مجھپہ ترا دل آئے

جاگتے میں تو رہے وصل صنم سے محروم
شکر ہے خواب میں تو انسے گلے مل آئے

وصل کی شب میں کہا انسے یہ ہنسکر میں نے
آج قابو میں مرے آپ بہ مشکل آئے

چھپ گیا ابر میں خورشید ترا دیکھ کے حسن
حوصلہ ماہ کا کیا ہے جو مقابل آئے

جناب منشی ادمان شنکر صاحب جوش از سہسوان

میں وہ دیوانہ ہوں صحرا کا اگر قصد کروں
روح مجنوں مجھے لینے کی منزل آئے

رنج و غم ایسے اٹھائے ہیں کہ دل بیٹھ گیا
اب دعا ہے کہ کسی پر نہ کبھی دل آئے

جناب منشی چھوٹے خانصاحب شفق از مینپوری

کسی پہلو دل بیکل کو مری کل نہ ملی
ہمرہ غیر جو وہ حور شمائل آئے

جناب منشی گھنارام صاحب خاموش مدرس جیلخانہ راولپنڈی

بعد مردن بھی نہ پوری ہوئی خواہش اپنی
فاتحہ پڑھنے کو وہ غیر کے شامل آئے

جناب قاضی محمد شمس الضحیٰ صاحب تفتہ قاضی پوری از گورکھپور

حکم تھا اونکا نہ دروازہ پہ سائل آئے
غیر کے بھیس مین ہم جا کے وہان مل آئے

مرکے پر بھی نہ انھون نے مرا پیچھا چھوڑا
قبر مین بھی مرے ارمان مرے شامل آئے

ٹھہرنا گلشن فردوس مین مشکل ہوگا
یاد و یا رب نہ کسی شوخ کی محفل آئے

ضعف سے ایکقدم گھر سے نکلنا ہے محال
تیرے کوچہ مین بھی آئی تو بمشکل آئے

کرکے بند آنکھین لگا نا مجھے تلوار کی وار
دیکھکر رحم نہ مجھکو تجھے قاتل آئے

آئینہ دیکھو نہ تم ہاتھ سے اپنے رکھدو
کہین ایسا نہو تجھپر بھی ترا دل آئے

دیکھ سکتے نہین پروانونکی بیتابی کو
سامنے میرے نہ شمع سر محفل آئے

ڈگیا سر سے مرے زلفونکا تیری سودا
جھاڑنے پھونکنے کو سیکڑون عامل آئے

اختر بخت چمک جائے ہمارا تفتہ
آج بن ٹھن کے جو وہ زہرہ شمائل آئے

جناب منشی ہرپرشاد صاحب مضطرب مختار تحصیل ترزوا

زلف قاتل کے مقابل نہ کہین دل آئے
دام آفت مین نہ یہ طائر بسمل آئے

تیغ ابرو سے گلا کاٹ کے مرجاؤن ابھی
اپنے قبضہ مین اگر وہ بت قاتل آئے

ہجر کا درد یکایک جو اٹھا سینہ مین
منھکو بیساختہ گھٹکر جگر و دل آئے

آبرو بڑھ گئی دریا کی سراپا ہاتھون
غسل کے واسطے جب وہ لب ساحل آئے

جلوہ گر ہو نہ دل غیر مین روئے روشن
برج عقرب مین نہ یارب مہ کامل آئے

نذر دون شوق سے اے یوسف ثانی تجکو
ہاتھ اگر سلطنت مصر کا حاصل آئے

جناب نواب محمد شمس الدین علیخانصاحب عاشق اجمیری

چاہتا ہون کہ بنون اور کسی کا گھائل
کیا کرون نہین کہ جب اوس شوخ ہی کا دل آئے

رات دن اب تو یہ ہے میری دعا اے خالق
ان حسینون پہ کسیکا نہ کبھی دل آئے

کن اداؤن سے وہ بن ٹھن کے یہ فرماتے ہین
کون دنیا مین حسین ہے جو مقابل آئے

جناب منشی محمد علی رضا صاحب رضا کاکوروی مقیم ملتانی ضلع بیتول

بھیجا پیغام جو بوسہ کا تو کہا ئی منھ کی
گالیان دیتے ہوئے وہ سر محفل آئے

جناب منشی کالیدین صاحب فدا استوطن ٹکیت نگر وارد حال بہرائچ

ذرہ غیرت سے ہو خورشید جہانتاب کا رخ
شمس شرما کے اگر اوسکے مقابل آئے

جناب ڈاکٹر عبدالشکور خانصاحب شکور رائے بریلوی

بے طلب آج وہ رشک مہ کامل آئے
پھر نہ کیون لطف بھرا کشش دل آئے

نہ پھرے دیسے ترا وشہ خوبان خالی
سیکڑون بوسہ رخسار کی سائل آئے

بزم مین غیر دنسے کچھ بات بنا دیجئے گا
ذکر میرا اگر اے حور شمائل آئے

ورطہ بحر محبت سے نکلنا ہے محال
کسطرح بچکے کوئی تا لب ساحل آئے

تو وہ یکتائے جہان حسن وصفا مین ہے صنم
تاب کیا آئینہ کی تیری مقابل آئے

نالے غنچون سے کئے چاک گریبان ہوئے گل
دام صیاد مین جسوقت عنادل آئے

اے دعائے سحری ہے یہی وقت تاثیر
شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے

یا الٰہی یہی ہر وقت دعا رہتی ہے
بیوفا ہو نہ کسی کا نہ کبھی دل آئے

خوگر قید محبت ہون از بسکہ مین شکور
چین کیونکر مجھے بے طوق و سلاسل آئے

جناب منشی گوپی ناتھ صاحب مضطرب جلال آبادی وارد رامپور تلمیذ جناب جلیل صاحب

ذیست سے نہ کبھی عاشق بیدل آئے
کوئے قاتل تجھ آئے بھی تو بسمل آئے

کبھی باقی نہ رہے اوسکو تمنائے بہشت
تیرے کوچہ مین جو اے حور شمائل آئے

سخن تلخ ہین لب پر جو عوض بوسہ کے
کیا مجھے دینےکو وہ زہر ہلاہل آئے

رہے آنکھون مین مری آنکھون کا تارا بنکر
رخ روشن پہ اگر مجکو نظر تل آئے

مضطرب ہجر مین بیتاب ہا کرتا ہون
دلکو راحت ہو جو وہ حور شمائل آئے

جناب کنور رگھبیر سنگھ صاحب بسمل تعلقہ دار قصبہ بلرام ضلع ایٹہ

خود نمائی یہ جو وہ حور شمائل آئے
مہر بھی تاب نہ لائے جو مقابل آئے

تمکو کیا قدر کہ خوبی مین تماشا کیا ہے
مین دکھا دون اگر آئینہ مقابل آئے

اب یہ حسرت ہے کہ برباد بھی ہم ہو جائین
جاکے کوچہ مین ترے خاک بھی تو مل آئے

اب تو زرقت کی طلاطم مین پڑے ڈوب رہے ہین
وصل جب ہو تو یہ جانین لب ساحل آئے

جناب منشی محمد عبدالرحمن صاحب شائق میر منشی دربار دھار

شور ہوگا مرا عشاق مین انشاءاللہ
جب کہینگے مرے وہ شائق کامل آئے

جناب منشی محمد اشرف صاحب شرف تالگرامی حال چھاؤنی جالندھر

کوچۂ یار نہین مقتل بیداد ہے وہ
جو گئے لوگ وہان لوٹ کے گھائل آئے

جناب سید فرزند علی صاحب آبرو قنوجی تلمیذ جناب ہنر سلمہ اللہ اکبر سندیلوی

شب کو کوٹھے پہ جو وہ مہر شمائل آئے — ماہِ نو سے بھی نظر کم مہ کامل آئے
غیر کے ساتھ میں جو تم سرِ محفل آئے — داغ دینے مجھے کیا او مہ کامل آئے
پانی دی ہجر میں اک زہرہ جبین نے ہنسے — غسل کیواسطے آبِ چہ بابل آئے
موت لی آڑ میں ہمیں گھیر کے جاتے تھے کدھر — بھولکر راہ سوئے کوچۂ قاتل آئے
لاشہ نہ پہنچا جو سرِ گور تو ہم کیا سمجھے — طے ہوئی راہ سفر اب سرِ منزل آئے
سخت جان میں ہون دنا رکہو نہ اپنا خنجر — یہ خیالات نہ خنجر بہ قاتل آئے
رنج الفت میں وہ پایا کہ الٰہی توبہ — جان جاتی ہے لیکن نہ کہیں دل آئے
دل دیا تجکو مگر لطف نہ راحت کا اٹھا — کیا مزا ہو کہیں تجھپہ جو ترا دل آئے
وائے غفلت دمِ آخر بھی نہ بیدار ہوئے — قبر تک آئے تو سوتے ہوئے غافل آئے
صدمے الفت کے اٹھا کر یہ دعا مانگتے ہین — اب کسی پر نہ طبیعت نہ کبھی دل آئے
آئینہ دیکھ کے کہتے ہین بصد آرائش — منھ پہ یوسف کا جو وہ میرے مقابل آئے
تنگ ہون زیست سے مشتاق شہادت بھی ہون — یا خدا تیغ بکف جلد وہ قاتل آئے
سختی گردشِ ایام سے پیچھا نہ چھٹا — ہم لحد میں بھی تو چھاتی پہ دھرے سِل آئے
وہ تو دلبر ہی ترے آگئے حسینان جہان — نذر کے واسطے ہاتھوں میں لئے دل آئے
زیرِ خنجر جو تڑپتا نہیں میں وجہ یہ ہے — رحم کچھ دل میں نہ تیرے کہیں قاتل آئے
دل سے آنکھوں میں گئے آنکھ سے دامن پہ سرشک — دیکھئے اڑ کے یہ چلکر کئی منزل آئے
آبرو میل نہ خاطر نے کیا زہد کی سمت — چاہتے دل سے ہین ہم بھی کہ ادہر دل آئے

جناب منشی گردھاری لعل صاحب حقیر سر رشتہ دار فوجداری ضلع ہردوئی تلمیذ جناب ہوش

زاہدوں کا بھی اتر جائے خمارِ نخوت — وہ بت توبہ شکن گر سرِ محفل آئے
وہ شبِ وعدہ نہ آئے نہ سہی کچھ نہیں غم — یا الٰہی مرے قابو میں مرا دل آئے

جناب منشی خدا بخش صاحب طالب مجرِ رنگی سینپوری

قتل تو کر چکے اب داغ بھی یہ دھو ڈالو — کہیں محشر میں نہ کہدے کہ یہ قاتل آئے

جناب منشی شمبھو داس صاحب کشتہ طالب العلم انٹرنس گورنمنٹ سہارنپور

رنج دیتے ہین خدایا تری بندوں کو بت — ان بتوں پر نہ کسیکا بھی کبھی دل آئے

جناب منشی درگا پرشاد صاحب لائق اہلمد کلیات ریاست باج ترووا

آج ہوتے ہین کوچہ قاتل آئے
کیون نہ ہر ایک دل زخم جگر کہل آئے

بے سبب بیٹھنا پہلو مین نہین ہے اونکا
اس بہانہ سے وہ لینے جگر و دل آئے

کسکو مقتل مین کیا قتل کسی سینہ فگار
کسکو ایجا بجہان چھوڑ کے بسمل آئے

وہی دیتا ہے خوشی رنج کے بعد ای دل زار
وہی آسان بھی کرتا ہے جو مشکل آئے

رہرو ملک عدم جان کے مرقد سے پھرے
ساتھ کوئی بھی نہ پھر دوسری منزل آئے

مرد اپنے ہوئی تنگ زمین فکر سخن
لائق اس طرح مین کیا قافیہ مشکل آئے

لطف پورا شب وصلت کا ملے ای لائق
شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے

جناب منشی عبد القادر صاحب شاکر ساکن و المنیاری از دہرہ دون

اپنے زور و نیہ کبھی گر کشش دل آئے
بے بلائے مری گھر وہ مہ کامل آئے

چشم گریان سے یونہی درجانان کا خیال
جیسے کشتی مین نظر دور سے ساحل آئے

دلربائی ہی مین گزری ہے تمہاری سب عمر
قدر دل دینے کی جانو جو کہین دل آئے

اختر بخت اگر راہ پہ آئے اے دل
شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے

صدمہ رشک سے دل کو نہ ہوئی ہے نجات
وہ تصور مین بھی اغیار کے شامل آئے

ارنی کہنے کو تیار تو ہوتے ہین کلیم
تاب نظارہ ہو گر وہ مقابل آئے

خضر بھی ساقی محفل ہو اگر ای شاکر
میری قسمت سے وہی جام ہلاہل آئے

جناب منشی بالگوبند صاحب سوسن از ہمیرپور

دونون رخسار و نپہ وہ گیسوے پیچان ہین پڑے
یا گہن مین ہین یہ مہر و مہ کامل آئے

جناب الکھوری سیتل پرشاد صاحب بسمل از موضع سیگرا

اللہ اللہ نہ ہو کیون بام فلک پردہ وداغ
جس کے گھر آپ سا رشک مہ کامل آئے

جناب حکیم سید باقر علی صاحب دیوانہ متوطن جیور مقیم گڑھ کشن

آہ نے میری دکھایا یہ اثر آخر کو
دونو ہاتھون سے وہ تھامے جگر و دل آئے

جناب منشی محمد سعید بن عبد اللہ سیٹھ صاحب سوداگر از کامٹی

تمکو رویا مین بھی تنہا نہین مین نے پایا
خواب مین آئے بھی تو غیر کے شامل آئے

جناب منشی شادی لال صاحب شاد طالب العلم اسکول دیوبند

جس طرح تذکرہ غیر بھری بزم مین ہے
ذکر میرا نہ کبھی یون سر محفل آئے

جناب منشی گھسو خانصاحب فائق تلمیذ جناب سید محمد طاہر علیصاحب نامی از مین پوری

کوچۂ زلف مین کیا عاشقِ بیدل آنسے
کالے پائیمین گرفتار سلاسل آ بنے

بیکھکر محو ذقن کو ترے اے زہرہ جبین
خلق کہتی ہے اسیر چہ بابل آئے

مین یہ سمجھون کہ حیاتِ ابدی مجکو ملی
فاتحہ پڑھنے جو وہ حور شمائل آئے

قصد آنیکا یہانتک ہی تو کہو دیتا ہون
غیر ہمراہ نہ اے حور شمائل آئے

اوسکی زلفونکا نہین آج سے سودا فائق
ہم ازل ہی سے گرفتار سلاسل آئے

جناب بیتاب نام و پتہ بیتابی غزل پر نہ تھا

اپنے ویرانے کو فردوس سے برتر سمجھون
گھر یہ میرے جو مرا حور شمائل آئے

غیر اوس سرو کی گردنمین بکھیر ہاتھ میہات
اور مرے حلقہ مین یہ طوق سلاسل آئے

کفر و دین ایک ہو کعبہ مین ہو ہندو کا گذر
رُخ پہ اوس بت کی اگر زلف مسلسل آئے

یاد مین اک گل رعنا کے ہوا ہون بیتاب
پھول تربت پہ مرے لیکے عنادل آئے

جناب منشی محمد نعیم خانصاحب نعیم گوتنوی ملازم گورنمنٹ پریس شملہ

تابش حسن کو ہو اندا وس ابرو کی قسم
گر مہ نور رخ انور کے مقابل آئے

روز اغیار سے تم بھی تو ملا کرتے ہو
آج کیون رنج ہوا ہم جو کہین مل آئے

زعم داغ جگری لالہ کو بھی ہے لیکن
داغ کہان ہے جو مرے دل کے مقابل آئے

اتنا ہے یہی دعا سحر و شام نعیم
یا آلہی نہ کسی بت پہ مرا دل آئے

جناب منشی محمد علی شیر خانصاحب مفتون تلمیذ جناب شاد از شکوہ آباد

جو تری ناوک مژگان کے مقابل آئے
کوئی گھائل کوئی زخمی کوئی بسمل آئے

دیکھکر تمکو اڑین ہوش پری کے بیشک
سرنگون ہووے اگر حور مقابل آئے

مرگ فرہاد پہ یہ حسرت سے یہ شیرین نے کہا
ہائے اللہ کسی کا نہ کہین دل آئے

جناب سید ابن علیصاحب عاصی بلگرامی مقیم بھوپال

بعد مردن مری تربت پہ یہ مصرعہ لکھنا
ماہرو یونپہ کسی کا نہ کبھی دل آئے

واردات دل مجروح کہو اے عاصی
کیسکی تیغ نگہہ ناز کے گھائل آئے

جناب منشی محمد فضل الرحمن صاحب بندہ راجپوری

چشم بد دور نظر آتے ہین سب صلح کے ڈھنگ
آنکھ سے آنکھ لڑانے سر محفل آئے

جناب منشی کرپاشنکر صاحب مشتاق سکندر آبادی از قصبہ باہ ضلع آگرہ

جب نہ وعدہ پہ وہ رشک مہ کامل آئے — چین کیونکر شب فرقت مجھے اے دل آئے
شب کو گر بادہ پہ وہ مہر شمائل آئے — رشک سے پھر نہ فلک پر مہ کامل آئے
محو حیرت سے بنے سکتے مین وہ اے دل آئے — آئینہ گر رخ انور کے مقابل آئے
صدمہ ہائے شب فرقت نہین جھیلے جاتے — ہائے ان سنگدلون پر نہ کبھی دل آئے
ہو سیہ خانہ مرا رشک دہ خلد بریں — کبھی بھولے سے جو وہ حور شمائل آئے
کیا کہا ہمسا زمانہ مین نہین اور کوئی — ابھی بتلادون جو آئینہ مقابل آئے
لے کے دل آنکھ چراتے ہین برا کرتے ہین — خوبرویون پہ نہ دشمن کا کبھی دل آئے
آئینہ خانہ مین جا کر کھلی قلعی انکی — وان نظر سیکڑون ہی انکے مقابل آئے
دیکھنے ہی کے ہین اچھے یہ حسین یاد رہے — انپہ بھولے سے نہ مشتاق کبھی دل آئے

جناب منشی کاشی ناتھ صاحب فدا تلمیذ جناب واجد از تھانہ بھون

سامنے دیدۂ تر کے ہے سمندر پانی — ابر کیا چیز ہے جو اسکے مقابل آئے
ناصح صاحب مجھے معلوم ہو کیا چیز ہے عشق — گر مری طرح کسی پر یہ ترا دل آئے
دیکھکر غش ہوئے سب حضرت موسیٰ کیطرح — ایسی انداز سے کچھ وہ سر محفل آئے
اے فدا چاہ سے کرنا ہی کنارا بہتر — ہجر جانا نہین سہا و اتمہین مشکل آئے

جناب قاضی محمد بسم اللہ صاحب باصی زمیندار بیارا

خوب ہی ڈوب مرے جا کے کنوئین مین گر کر — نہ کسی چاہ زنخدان پہ مگر دل آئے
حسرت و رنج و الم آہ و بکا صد ہا ہے — تیرے کوچے سے یہی درد کے شامل آئے
چوندھیا جاتی ہے آگے ترے سورج کی نظر — تاب ہے کیا جو ترے رخ کے مقابل آئے

جناب منشی جھنجھار لال صاحب دوست وکیل عدالت دہرہ دون

ان حسینون پہ کسی کا نہ کبھی دل آئے — یا الٰہی نہ یہ انسانکو مشکل آئے

جناب چودھری شرف حسین صاحب غفیر تلمیذ جناب عبث ردولوی

یار کے جور اٹھاتا ہے تو کہتا ہے غفیر — کسی انسان پہ مولا نہ کرے دل آئے

جناب منشی درگا پرشاد صاحب شاد فرخ آبادی

رونق بزم دوبالا ہوئی اللہ اللہ — ناگہان شب کو جو وہ بر سر محفل آئے

جناب منشی دلیپ سنگھ صاحب ہوش از تھانہ بھون

کون رکھتا ہے یہ صورت یہ وجاہت یہ جوان
کسپہ آئے جو تمہیں پر نہ مرا دل آئے

جائے حیرت ہے کہ میں جسکی محبت میں جلوں
آج تک بھی نہ اوسے اوسکی کشش دل آئے

چرخ ہفتم سے گذر جاتے تھے جو نالۂ دل
ضعف سے آج لبوں تک وہ بمشکل آوے

تیرا ثانی نہیں تو حسن میں وہ یکتا ہے
تاب کیا جو ترے آگے مہ کامل آئے

ہاتھ اوس شوخ کی اس حسن صفائی سے چلے
غش پہ غش مجکو ہے خنجر قاتل آئے

ہم تو ہیں الفت گیسوے مسلسل میں اسیر
کہدو عدا سے لیکر نہ سلاسل آئے

آج جس شخص کو دعوی ہو زبان دانی کا
حضرت داغ کے اے ہوش مقابل آئے

جناب شیخ محمد وزیر صاحب ثریا قنوجی

شب فرقت نہ تن پہ گھبرا کے کہا کرتا ہوں
ان حسینوں پہ کسیکا نہ کبھی دل آئے

بیشک ہو جائے خجالت سے شب یلدا اوسکا رخ
یار کے روبرو جسدم مہ کامل آئے

اشک کیوں پونچھتے آتے ہو بتاؤ سچ سچ
کس سے خفت ہو ہو کس سے گلا آئے

دیکھکر مجکو ثریا وہ یہ فرماتے ہیں
میرے عاشق مرے شیدا مرے بسمل آئے

جناب سید محمد احمد صاحب احمد بلگرامی تلمیذ جناب ارشد

سوت آئے نہ کسی بت پہ مگر دل آئے
یا خدا پیش کسیکو نہ یہ مشکل آئے

دیکھکر آئینہ میں شکل یہ کہتا ہے یار
کون ہمسر ہے مرا آج مقابل آئے

جناب مولوی عبد الفتاح صاحب منظور کلرک کوتوالی آگرا از قصبہ نارا

ہوئے معلوم کسی شوخ پہ جب دل آئے
یونتو کہنے کو بہت واعظ کامل آئے

جذبۂ دل کھینچ کے اس طرح اونھیں لے آیا
جسطرح جھوم کی برسات میں [illegible] آئے

جناب منشی امداد حسین صاحب سلطان ملازم بندوبست از ناول

ناز و انداز ادا غمزہ کرشمہ اے دل
ایک بیکس کیلئے کتنے یہ قاتل آئے

جناب جمالی تلمیذ جناب جلالی جبلپوری

یہ میں جانوں کہ تجھے یاد رہے قال اللہ
کسی مہوش پہ اگر شیخ ترا دل آئے

جناب منشی محمد نور الدین صاحب عاصی از بیراندھار ملک مالوہ

درجۂ حسن بڑھا اور بھی نقطے جو لگے
حسن افزائی کو عارض پہ ترے تل آئے

جناب منشی محمود علی صاحب محمود محافظ دفتر سروے پارٹی نمبر ۶

شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے
چاند کیا تاب ہے اوس رخ کے مقابل آئے

عشوہ و ناز و ادا طرز نظر لطف خرام
کسکو دون ایک ہے دل اور کئی سائل آئے

عاشقون ہی سے رہا ربط ہمین بعد وفات
پھول تربت پہ چڑھانیکو عنادل آئے

جب ہو معلوم تمہین جور و جفا کی لذت
میری صورت سے تمہارا بھی کہین دل آئے

مرض عشق مین کچھ بن نہین پڑتی یارب
نہ تو موت آتی ہے مجکو نہ وہ قاتل آئے

کچھ بھی گر نالۂ دلمین ہو اثر اے محمود
بال سے بندہ کے ابھی یار کا قاتل آئے

جناب منشی مدار بیلا صاحب فدوی تلمیذ جناب سید محمد طاہر علی صاحب طاہر از منیوری

کیون خجل ہونیکو تجھ سے مہ کامل آتے
دھوئین اڑ جائین اگر تیرے مقابل آئے

ایسے مدہوش ہوئی پی کے شراب الفت
ہوش مین پھر نہ کبھی عاشق بیدل آئے

دیکھ لین جلوۂ خورشید قیامت ہم بھی
بام پر آج وہ رشک مہ کامل آئے

بزم مین کیون صفت شمع نہ روئین عاشق
لو لگی ہے کبھی وہ زینت محفل آئے

قدر میری ہے یہ سرکار جنونمین فدوی
سونے کی کشتیونمین طوق سلاسل آئے

جناب مولوی محمد عبد الواحد صاحب واحد مجازیپوری از مرزاپور

نالہ و آہ و فغان لب پہ ہے کیون حضرت دل
کچھ بھی تبلائے کس شوخ کو دیکر دل آئے

بوسۂ لب کا طلبگار جو پایا تو کہا
منہ تو بنوائے جاکر بڑے قابل آئے

مصحف رخ کی تلاوت مین جو پایا مصروف
پوچھنے قیس بھی الفت کے مسائل آئے

وادی عشق مین آوارہ جو دیکھا واحد
وحشت و جوش جنون لیکے سلاسل آئے

جناب مولوی محبوب الرحمن صاحب جبیر اجیوری از بھوپال

بیکسی پر مرے احباب یہ فرماتے ہین
یون کسیکا نہ کسی بت پہ کبھی دل آئے

مرگیا آہ تڑپ کرکے مریض غم عشق
تم نہ دم بھر کیلئے او مہ کامل آئے

جناب منشی خورشید بیگ صاحب مضطر ملازم جنگلات دہرہ دون

کچھ تو مضطر سے کہو حال دل اپنا ہمدم
کیسے گھبرائے ہوئے اے مہ کامل آئے

جناب منشی محمد ابراہیم صاحب فرہاد ڈرافسمین پونہ

ہائے کیون شمع صفت مین نہ جلون حسرت سے
ساتھ اغیارونکے تم بر سر محفل آئے

جناب منشی دیبی پرشاد صاحب عاصی تلمیذ جناب سید محمد طاہر علی صاحب طاہر زینپوری

تم خفا کیوں ہو اگر عاشق بیدل آئے طالب زر نہیں دیدار کا سائل آئے
دیر سے بیٹھے ہیں مشتاق شہادت یا رب حسرتیں دل کی نکلجائیں جو قاتل آئے
اسلئے نیند کی حسرت ہے شب فرقت میں خواب میں مجکو نظر وہ مہ کامل آئے
ہوگیا کسلئے ہنگامۂ محشر برپا کوچۂ یار میں کیا عاشق بیدل آئے
ہوں سبکدوش گنہگار محبت عاصی لیکے شمشیر جو میدان میں قاتل آئے

جناب منشی وجاہت حسین صاحب وجاہت جھنجھانوی

کوچۂ یار سے ہم جاکے بمشکل آئے جی کو بہلاتے ہوئے تھامے ہوئے دل آئے
دل شیدا کو جو سمجھائیں تو اک بات بھی ہے مجکو سمجھانے یہ کیا ناصح جاہل آئے

جناب منشی فتحیاب خانصاحب عاصی سوداگر ناگپور

یہ پری رو دل انسانکو لبھا لیتے ہیں انکے پھندے میں کسی کا نہ کبھی دل آئے
عشق رہبر ہے مرے حق میں بنو حضرت خضر راہ بتلانیکو کیا مرشد کامل آئے

جناب مولوی محمد عبد الجلیل صاحب شگفتہ گنگوہی مظفرپوری

حسن کے صدقے میں اک بوسہ ہمیں بھی مل جائے پھیرنا خوب نہیں در سے جو سائل آئے
کچھ تو تسکین دل عاشق مضطر ہو وے خواب ہی میں وہ کبھی حور شمائل آئے

جناب منشی محمد احسان الحق صاحب احسان سہارنپوری از دہرہ دون

واہ کیا حسن ہے اللہ کی قدرت کے نثار شمع کا رنگ اڑا جب وہ مقابل آئے
سرمہ آنکھوں میں لگا کر وہ بت ہوش ربا ہوش عاشق کے اڑانے سر محفل آئے

جناب منشی نیاز محمد خانصاحب احقر از نیاہٹرہ تلمیذ جناب داغ

ہوگئی اپنی تو مقبول دعائے سحری شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے
ایسی تقدیر کہاں آہ جو گھر احقر کے ناز کرتا ہوا وہ حور شمائل آئے

جناب شیخ حافظ محمود صاحب محمود از بھوپال

اوج پر کیوں نہو محمود ستارا اپنا شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے

جناب نواب فتح جنگ صاحب کمتر صدر حلقۂ جبلپور

میری اس خوبیٔ قسمت نے دکھایا یہ دن شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے

جناب منشی پربھو دیال صاحب خوشتر افسر مدرس مدرسہ بانگر مئو تحصیل صفی پور

بعد طفلی کے جو انمین ہوا حسن وہ چند — باوجود جب تھی نظر اب مہ کامل آئے
عاشقونکو بھی ہو پروانونکا رتبہ حاصل — شمع بنکر جو کہین تو سر محفل آئے

جناب منشی اشرف خانصاحب شاہجہانپوری

بخت خفتہ مرا جاگا مری چمکی تقدیر — شام سے آج وہ رشک مہ کامل آئے

جناب منشی غلام رستم خان صاحب اکبر از جلگانو

آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھون مین کبھی تیرے سوا — حور جنت بھی اگر میرے مقابل آئے

کلام غیر طرح

جناب سید ضیاء الحسن صاحب بیتاب شکوہ آبادی

ہو صورت کہین دیکھہ پائین تمہاری — تو حورین بھی لیلین بلائین تمہاری
رقیبون ہی پر ہون جفائین تمہاری — جو لیتے ہین ہر دم بلائین تمہاری
قیامت اوٹھائین گی یہ ناز و غمزے — غضب ڈھائین گی یہ ادائین تمہاری
ہوئین مدتین رنج و غم سہتے سہتے — کہانتک جفائین اوٹھائین تمہاری
مری آرزو ہے جو تم کو سنتے ہو — ہون مقبول یارب دعائین تمہاری
جہانمین حسین کون ہی تم سے بڑھکر — جو صورت ہے صورت بلائین تمہاری
پریشان نہ تم ہو مین سلجھاؤن زلفین — مری جان الجھین بلائین تمہاری
وہ بیتاب کا اتبو دم بھر رہی ہین — رقیبوں سے اوکھڑ گئین ہوائین تمہاری

جناب منشی [illegible]

بوسے لینے کو مجھے پھول سے رخسار ملے — شکر کرتا ہون کہ کیا کیا گل بیخار سے ملے
تیرے ہوتے کبھی گل تک نہون ای پردہ نشین — کھوٹے داموں بھی اگر یوسف بازار سے ملے
نہ پسند آئے گا بھی جو اوسی عطر گلاب — سونگھنے کو جسے تیرا گل رخسار سے ملے
دیکھہ ہی لینگے کبھی خواب مین اونکو اے دل — غم ہے کیا بند اگر روزن دیوار سے ملے
بزم رندانمین جو ای شیخ گذر ہو تیرا — غیر ممکن ہے سلامت تری دستار سے ملے
گیسو و خال کا سودا نہ گیا دل سے کبھی — جب ملو خانۂ اللہ مین کفار سے ملے
دلکو تھامے ہوئے آئے نہ تمنا وہ کبھی — آہ و نالہ بھی ملے ہمکو تو بیکار سے ملے

مضمون عاشقانہ

حضرت عشق کی آمد ہے خبردار اے دل | آفتیں جھیلنی ہونگی تجھے ہشیار اے دل

جو کچھ ہوتا ہے وہ شدنی ہوتا ہے انسان اپنی تقدیر کے لکھے کو روتا ہے
ہائے کیا جانتے تھے کہ صبر و تحمل سے جدائی ہوگی دلکو رنج و محن سے
آشنائی ہوگی۔ یہ درد فرقت وہ ہے جسکا کوئی علاج بجز وصل یار
نہیں یہ وہ صدمہ ہے جسکا کوئی غمخوار نہیں یہ عشق وہ شعلہ ہے کہ بجھائے نہیں
اور آگ لگائے۔ یہ وہ تیر ہے کہ نکالو تو کلیجہ نکل آئے۔ آج جسدن سے
آنکھ لگی پھر نہ ذرا آنکھ لگی۔ کبھی پیر پھیلا کے آرام سے نہ سوئے
درد جدائی سے کب چپکے چپکے نہ روئے۔ خیر دن کی مصیبت تو جیون
تیون گزر جاتی ہے۔ مگر رات کیا آتی ہے سر پر ایک بلا آتی ہے ہر
انسان کبھی کسی سے دل نہ لگائے زہر کھا کے مرجائے مگر اس
کوچہ مین نہ آئے۔ مشہور ہے کہ عشق گفتار سے پیدا ہوجاتا ہے یہ
وہ طوفان ہے کہ قطرہ سے دریا ہوجاتا ہے۔ انسان پر یہ دیوانگی ملکہ
کبھی زندگی نہ برباد کرے قیس و فرہاد کا فسانہ یاد کرے اگر کسی رخ روشن کا
خیال آجائے چودھوین رات کا چاند دیکھکر دل بہلائے۔ کسیکی
مانگ دل مانگے تو اوسے رستہ صاف بتا دے کسی شوخ کی آنکھیں
خود بین نہ دیکھے۔ دید نرگس سے تسکین کرلے ؎

دل کا سمجھانا جو سمجھو تو بڑی بات نہین | شعبدہ باز ہین خوبو نہین کرامات نہین
ان مہوشونکی فرقتین اب صدمہ اوٹھانیکی طاقت نہین روح تحلیل ہوگئی
وہ اگلی سی حالت نہین ان بیوفاؤنکے ملنے سے جی اچاٹ ہے دل ہٹ گیا
وہ جوش وحشت نہین وہ حسن پرستی وہ طبیعت نہین۔

راقم

آفت عشق سے انسانکو بچائے اللہ | یہ قیامت دل دشمن پہ نہ لائے اللہ

بقلم کشتہ لکھنوی۔

لطائف وظرائف

لطیفہ

ایک ملا جب دعوت کھا کر آئے تو پیٹ مین درد ہوا بیوی نے کہا تھوڑی اجوائن کھا لو کہا اگر پیٹ مین جگہ ہوتی تو ہان اور دو لقمے نہ ڈال لیتا۔

رکابی مذہب

پیارے ایڈیٹر۔ ہونہہ۔ ہونہہ۔ ہونہہ۔ نہایت گرم بڑی آواز سے) آہ ہاہ آپ ہین نواب خوشامد الدولہ آئیے آئیے تشریف لائیے۔ کیون صاحب آپ تھے کہان کہ آپ سے حبیب وطن شاید نوکری چاکری کی تلاش مین جلا وطن ہو گئے اے خدا نہ کرے۔ (ڈرتے ڈرتے) کیا آپ نے مجھے کوئی ناٹھا نگوڑا بنایا ہے، نوکری کی تلاش وہ کرے جسکی زبان مین بوتا نہو یہان تو خدا کے صدقے سے بڑے بڑے پوتڑ ونکے نواب اسی زبان کی بدولت آنکھون پر بٹھاتے ہین بھلا ہمسے شہر چھوٹیگا۔ جناب معاف کیجیگا مین سمجھا تھا کہ شائد یہ تلاش روزگار کسی ہندوستانی ریاست کا کوچ بول دیا اور اصل پوچھئے تو آپکے ہی دم سے دنیا آباد ہے معاذ اللہ آپ کہین گر پڑکے جانے والے ہین خود لوگ آپکے قدمونکے تلے آنکھین بچھاتے ہین مگر یہ تو کہئے آخر تھے کہان۔ بس یہی نہ پوچھئے بھئی تمہین اپنے گرو گھنٹال پیر بھرڑی کی قسم سچ کہو۔ سچ تو یہ ہے کہ بندۂ درگاہ اپنے کون

یار ہین کوئی مرے۔ جئے تباہ ہو۔ تجارت زراعت مین ٹوٹا پڑے اپنی جوتی سے اپنا تو اسپر عمل ہے کہ جہان کسی نے جھوٹ موٹ لینے دینے کا سہارا دیا بس اوسی کا کلمہ پڑھنے لگے۔ دسترخوان کی گھی جنکے ساتھ تر نوالے کہاتے ہین اونھین کی بڑھتی سناتے ہین۔ تو یہ کہئے سلامتی سے آپ رکابی مذہب ہین۔ ذوقل نل یقین۔ نہ اتل لذین نہ اولی لذین تو چلتے پھرتے نظر آئیے۔ یہ گئی وہ گئے نمائب۔

راقم بیدل عظیم آبادی۔

لطیفہ

کسی تونگر نے مجلس رقص مین ایک انگوٹھی بے نگینہ کی ایک بھانڈ کو دی اور کہا کہ مجکو دعا دے۔ بھانڈ ہاتھ اٹھا کر کیا کہتا ہے کہ یا اللہ اس امیر کو بہشت مین ایسا مکان دینا جسکی دیوارین نہایت مضبوط اور بلند ہون لیکن اوسکی چھت نہ ہو۔

فکر اشعار مین چھوٹا نہین دم بھر کاغذ
ہے مری ہاتھ مین اکثر قلم اکثر کاغذ

پیارے پنچ شبرات کی مٹھو نے وہ میٹھی مار ماری کہ زبان چٹوری ہو گئی۔ سوائے مٹھائی کے کچھ اچھا ہی نہین لگتا آپ جانین

هر روز عید نیست که حلوا خورد کسے

بعلاوه بر ین حلوا خوردن زار روئے باید۔ روز روز کا حلوا آئے کس کے گھر سے۔ کچھ ماموں جی کی دھکان تو ہے ہی نہیں کہ جو وہ ٹر کھوے اور جٹ خوانچہ پر دکھائی دے۔ بجائی بہتو شکے کی مزدوری ہین اگر ٹکے کی چاٹ سے اڑا جائین تو گھر ڈالے چاند صفا چٹ کر دین آسر وہی مثل ایک منیچه دوکا ج) اپنی وضع مین بھی فرق نہو اور بڑی لت بھی چھٹ جائے۔ جب زیاده مٹھائی پر رال ٹپکی تو کسی شیرین دہن پستہ لب میٹھی میٹھی گفتگو سے شکر رنجی ہوئی میٹھا اور اسپر بھی نہ رہا گیا تو شبراتن بھٹیاری کی سرا مین کسی پشاخہ سے استنجہ جا ملا یا اور جو وحشت ہوئی تو حلوائی کی دکان پر شیرینی کا نرخ بھی جا پوچھا اور جب ٹکو نپر نوبت آئی تو چلتے پھرتے نظر آئے سچ تو یہ ہے کہ مٹھائی کی چاٹ خدا دشمن کو بھی نہ دے میٹھے کے بدلے جھوٹا کھانا پڑتا ہے بنے شہر سے دو کوس چار کوس دس بیس کوس کی برات بھی اینجانب شکرانہ کیوجہ سے حتی المقدور ناغہ نہین دیتے کیا کہین بے ہنری ہین اگر آج کوئی ہنر ہوتا تو کسی رنڈی کی خوشامد کرتے تو بارسال شبرات تک مٹھائی کا پل بندھ جاتا۔ جب کچھ بس نہین چلتا ہے تو شبرات کی حالات کو رباعیات کی پیرایہ مین واہیات خیالات سے دل خوش کر لیتے ہین دیکھین تمہاری بھی کیا رائے ہے۔

رباعی

شب برات آئی کسی کے گھر نہو
دیکھنا لڑکے پٹاخا سر نہ ہو
پھلجھڑی مہتاب سے اچھا ہے کیون
آدمی سے دیکھ کر گھنچکر نہو

تقلم۔ ا۔ ہ۔ ج۔

لطیفہ

ایک حضرت کو جو بڑھاپے مین نئی دولھن کا شوق چرایا تو کچھ لے دے کی جھٹ منگنی پٹ بیاہ ایک نئی دولہن بیاہ لائے۔ مگر اوس بڈھے کی جوان لڑکے اور لڑکیان جو اوس دولہن کی ہمسن تھی ماں کہکر نہین پکارتے۔ ایکدن دُلہن اپنے بڈھے دولہا سے شکایت کرنے لگین کہ تمہاری لڑکے بہت بے ادب ہین ہمین ماں نہیں کہتے۔ تو آپ غصہ مین آنکھ لال پیلی کر کے کہنے لگے این وے لوگ تمہین ماں نہین کہتے۔ اونکی کیا حقیقت ہے اونکا باپ حرامزادہ تمہین ماں کہے گا۔

ٹھگون کی پنچایت

مکار الدولہ۔ اوچکی مل۔ فریب خان۔ مرزا خیانت بیگ

مکار الدولہ۔ کیون یارو کہو آجکل کیا صلاح ہے ہین یہ گرانی غلہ کی تو بدتر غضب ہے۔

مرزا خیانت بیگ۔ قبلہ اسمین ڈر خوف کاہے کا قاضی جی دُبلے کیون کہا شہر کے اندیشہ سے۔ آپ

جانتے ہین کہ یہان بیس برس سے یون ہی تیرتکوں پر گذران ہے۔ کوئی پیشہ ہمکو آتا نہین کوئی ہنر ہمارے ہاتھ مین نہین انہین اپنے ہتکھنڈونکی بدولت ہزارون روپیہ لوگونسے لیکر بے ڈکار ہضم کر گئے۔

سکارالدولہ قبلہ یہ سب صحیح ہے لیکن اب کوئی صورت معقول اپنے اطمینان کی سوچیے۔

مرزا خیانت بیگ لاحول ولا قوۃ اجی ہمارا تو یہ قول ہے جس کا پیسہ لے دبا بیٹھو ایک در بند ہزار در کھلے۔

سکارالدولہ پھر آخر خالی خولی یہ مشورہ کب تک

فریب خان یار و سب تو کہہ چکو اب ہم بھی کچھ کہین مانوگے۔ ایک چال ایسی بتائین کہ دانت اوچھل اوچھل پڑو۔

سکارالدولہ ہان واللہ خان تو دور کی کوڑی لاتا ہے۔ کہیگا تو کچھ ایسی ہی کہیگا۔

فریب خان اجی وہ کہون کہ پھر مین کیا کہون سنو صاحب ہم آپ لوگونکی کچھ تھوڑی بہت جایداد بھی ہین ایسے بالکل بے حیثیت بھی نہین کالون کان کسیکو اطلاع نہو اپنی اپنی تمام جائداد جوروکی مہر مین لکھدین اور رجسٹری کرادین بعد چند روز کے ہزار ہزار بارہ بارہ سو روپیہ مہاجنونسے قرض لین اور تمسک لکھدین وہی لیکر مزے اڑائین پھر کوئی ہمسے کیا وصول کرلے گا جائداد وغیرہ کوئی ضرب آ نہین سکتی کیونکہ وہ جوروکی مہر مین جاچکی مہاجن لوگ تقاضہ کرینگے کیا کرین اگر نالش بھی کی تو ہم آپ لوگون سے کیا لئے لیتے ہین۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنا سا منہ لیکر بیٹھین گے اور شیمہ ہنسنگی

خیانت بیگ جگہ سے اوچھلکر۔ وہ مارا اہاہاہا۔ تو پھر کیا پوچھنا ہین۔

لعنت ایسے مشورہ پر۔

راقم۔ ج۔ ر۔ و۔ مشیر خیرآبادی

کسی بادشاہ کے عہد مین کمینونکا عروج ہوا یہانتک ہوا کہ ایک تیلی -۱- نداف -۲- اونٹ والہ -۳- ملاّ -۴- رتبۂ وزارت کو پہنچ گئے اور اون وزرا عاقل نے متفق الرائے ہوکر تمام فوج کو موقوف کرادیا۔ کہ اس کا خرچ فضول ہے۔ غنیم نے یہ حال سنکر چڑھائی کی جسوقت بادشاہ کو خبر پہنچی اور رائے صاحب تدبیر سے مشورہ کیا تیلی بولا حضور ابھی کیا ہے تیل دیکھئے تیل کی دھار دیکھئے

نداف بولا تانت باجے راگ بوجھے۔

اونٹ والے نے کہا دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اسی مین غنیم نے شہر پر قبضہ کرلیا تو ملا صاحب بولے ہرج کیا ہے آپ کا ملک گیا۔ غنیم کا ایمان گیا۔ اللہ اللہ خیر صلاح۔

راقم۔ ا۔ ہ۔ ج۔

چمن مین چرخ کی تیز یان کیسے کیسے
بجاتے ہین رنگ فغان کیسے کیسے

سلام حبیب سلام۔ (آہا رہی سے) کیون خیر تو مزاج تو اچھا ہے آپ یہ تو ندا ان سا منہ بنا کیون بیٹھے ہین۔ کچھ نہین جی زمانہ کی حالت دیکھ دیکھکے دوستان خطا ہوتے جاتے ہین۔ ایک دوسرے کا دشمن ہو جاتی ہے۔ ذلیل کرنے پر آمادہ۔ برائیان کرنے پر تلنا ہے۔ نہ کوئی کسیکا دوست ہے نہ غمخوار۔ اور جو بہی ہے وہ ظاہرداری دنیا سازی کر رہے ہین۔ خیر آپ یہ فرمائیے کدھر قدم رنجہ فرمایا۔ بشریت تو ہے آپ کیون ڈر گئے یونہی آپ سے ملنے چلا آیا۔ تقصیر معاف ہم آپکی سیل جول کو نہین یون تو آپکا گھر ہے۔ کہین ایسا بھی غضب ڈھائیگا۔ نہین اگلے پچھلے دوستونکا خیال مدنظر ہے دوستی و دشمنی کا ملاپ یا میرا دل جانتا ہے یا آپ اور بقول فسانہ عجائب والے کے سہ

خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا
کسی کا کوئی نہین دوست سب کہانی ہے۔

زبانی جمع خرچ سے کیا حاصل۔ کچھ کام ہو مختصر طور پر فرمائیے۔ الٰہی تیری پناہ آپ سے تو جان چھڑانا مشکل ہو گئی۔ اچھا سنئے مین لب لباب دو فقرے عرض کئے دیتا ہون۔ وہ صاحب کوتاہ گردن تنگ پیشانی والے جنکو آجکل رستم پیچھے فرعون بے سامان بنا رکھا ہے۔ آپنے بھی اکثر خیال کیا ہوگا۔ مغرور سلام کرنا تو جانتا ہی نہین اوسکو کچھ زک پہنچانا چاہئے۔ ہمنے تجویز یہ سوچی ہے کہ اونکا اور اونکے بھائیونکا باہم بہت اتفاق ہے آپسمین رنج پیدا کرادو آج ہم اونکے بھائی کو تمہارے ہان شام کو لائینگے ہم جو کچھ کہین ہماری ہان مین ہان ملائے رہنا۔ اسی سمجھ کے یہ معنی نعض عجیب دنیا کا رنگ ہو رہا ہے۔

بقلم سوختہ دل لاہوری۔

نیا چٹکلہ

واہ حضرت واہ۔ تم تو طرفہ معجون ہو۔ یہ ڈنکی ساز شنین رات کی لگاوٹمین دو حرفی کی مدحت اور تمہارا مہذب چہرہ عجیب و غریب اسرار نہین تو کیا ہے تمہارے رازونکا کھلنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر عیب بھی کرنیکو ہنر چاہئے۔ جانگلو پن نے سارا کام بگاڑ دیا۔ مین یون ہون۔ مین وون ہون۔ مین جون ہون۔ مین تون ہون۔ ہان ہان سب کچھ سہی لیکن ہمارے نزدیک تو وہی ہوا و ہوس مردانہ بھیس کے پردہ مین تراتر کوئی دوسو کہا کر جھٹ نعلین برداری پر تل بیٹھے اس لیاقت مندی کا ٹھکانا۔ اور پھر کون نواب کی دم۔ یا بے ملک نواب واہ میرے دوست زندہ رہو تم خوب آدمی نکلے۔ ایک دم کی کسر ہے۔

داماد کا خط خسر کے نام

میری پیاری جورو کے بزرگ باپ خدا کرے جب تک آپ کے چمنین ہوش و حواس درست رہین

چونکہ آپکا سن اب ساٹھ سے زیادہ ہوگیا ہے۔
افسوس کہ آپکی رائے کو ساقط الاعتبار کہنا پڑتا ہے
مجھے معاف کیجئیگا۔ میرا مطلب نہیں ہے کہ جو کچھ
آپ فرماوین وہ نہ کیا جائے۔ آپکا بڑا لڑکا بیٹا آپکی
اطاعت سے باہر نہین۔ آپکی چلبلی بیٹی بھی کرنیکو
تیار بیٹھی ہین جو آپ فرماوین۔ مگر بات ماننے کے
قابل بھی ہو اور زمانہ کے عقلا اوسے پسند بھی کرین
آپنے تو تڑاق پڑاق بہو کی آرزو مین بیٹے کو
شادی کرنیکی شہ دیدی ہے نہ کمانیکا سہارا
نہ پینے کا ٹھکانا مین نے جو اونکو منع کیا تو وہ
کہتے ہین کہ آپ نہین مانتے عورتین تو ہین جنس
کی خواہش رکھتی ہین اونکی بہن کو اونگھتے کو ٹھیلنیکا
بہانہ وہ جان کھائے جاتی ہین۔ کہ چاہے سنگنی
پیچھے ہو مگر بھیا کا بیاہ پہلے ہی ہو جائے۔ ابا کی بھی
مرضی ہے۔ آپکی جب یہ رائے سنی ہو اور صاحبزادے
رات رات بھر فسانہ عجائب پڑھ پڑھ کر جاگین
پھر اللہ ہی ہے کہ کسی کی بات مانی جائے مین نے
اونکو ایک خط لکھا تھا کہ ابھی شادی کا موقع نہین ہے
اوسکے جواب مین جو خط آیا اوسکا خلاصہ یہ ہے۔
مین کیا کرون ابا جان تو نہین مانتے۔
میری سمجھ مین یہ بات آگئی ہے کہ کچھ تو وہ اپنی
جوانیکے جوش مین اندھا دھند سے ایک بڑا انکھی
گوری صورت جو دیکھ لی ہے تو لوٹ تھے اوسپر آپکی
دست شفقت پھیرنے سے لئے اونکو اور بھی آمادہ کیا

خیر اونکو تو مین کچھ لکھ چکا ہون اور پھر بھی
کبھی لکھونگا مگر آج آپکو تکلیف دیتا ہون
کہ آپ مرتے وقت بوڑھاپے مین ایک کلنک کا
ٹیکا کیون لگاتے ہین۔ خیر سے ابتک آپنے
جو جو عقل کی باتین کین وہی کیا کم ہین بیٹے کو نہ
پڑھایا نہ لکھایا جوان ہونے پر وہ سوا ایک
کام کے اور کس مصرف کے ہین کیا وہ دنیا کو
جان سکتے ہین کہ کیا ہین وہ دین کے معاملات کو
سمجھ سکتے ہین کہ کیا ہوگا بیٹی تو ایسی پیاری
اوسپر شادی مین خرچ اسقدر کیا کہ قلاش ہو
بیٹھے ہو۔ اب ہاتھ دھو کے بیٹے کے پیچھے پڑے ہو۔
لے بڑے میان اب اپنے ہلتے ہوئے سر کو ذرا
مضبوط تھامو۔ مگر کیا تھامو گے ہاتھ بھی تو
ہلتے ہین۔ بہتر یہ ہے کہ ذرا لیٹ جاؤ۔ بیٹے کو
تو ایک جوانیکا جوش ہے آپکو بوڑھاپے مین
یہ جوش کیون ہوا ہے افسوس کہ گیارہ
بج گئے ہین اور مین کچہری کو تیار رہون۔
نہین تو اسکے متعلق مین ایک بڑا مضمون لکھتا
اب اسی پر ختم کرتا ہون۔ العاقل تکفیہ الاشارہ۔

بقلم ا۔ ہ۔ ج۔

عدالت کی باہر گواہوکی گپ

اب تو حضرت پھر جا بجا حلقے جم گئے۔ کوئی سندیل
عمامہ اوتارتا ہے۔ کوئی رومال سے پسینہ پونچھتا ہے
کسی نے عبا سے سبکدوشی حاصل کی۔ کسی نے

کلی کرکے سرخ ہوا ہونٹی سے کتنے ہی کہتے ہونگے تھا صدا ان میں سے کڑوی کڑوی گلوری نکالکر منہ میں رکھی۔ اب ہر شخص اپنے اپنے بیان کا داد خواہ ہوا بھئی خدا کی قدرت دیکھو تو کیا اظہار بن پڑا۔ وکیل نے کہا کیا اینڈے بینڈے سوال کئے میں ذرا نہ ڈرتا۔ ابھی بس جانے بھی دیکھ لیا۔ یہ اظہار دینے چلے ہیں۔ حاکم کو دیکھتے ہی شیخ سدو ہوا ہوگئے۔ تیو بہار تھے۔ میاں تم یہ حکمت نہ سمجھے ایسے بھیا یہ صورت اسلئے بنائی تھی کہ حاکم سمجھے یہ کبھی عدالت میں نہیں آیا۔ بڑا سچا ہے۔ اور تم تو غضب کرتے ہو۔ میں یہ کیسے کہہ دیتا اینچو صاحب نے ۵۰ روپیہ سلامی کے دئے اگر کوئی پوچھ بیٹھتا کہ اس غول میں پہچانو تو کیا میاں تم تو بڑے بودے نکلے۔ کچھ بھی نہیں ارے میں سہل تو جواب تھا کہدیا ہوتا ایک دفعہ دیکھنے سے ہم پہچان سکتے ہیں۔ اور پھر جنکو آپ پہچانتے تھے اونکو کیا پہچانا۔ دوسرے صاحب کیوں حضرت اظہار ہمارے ہوتے ہوئے تو مگر یار یہاں زبان پر لانے کی بات نہیں ہے چند باتیں رہ گئیں یہ سب آپکے والد کی مہربانی میاں یہ سب تمہاری کنجوسی کا سبب تھا دیکھو اود ہر کتنا بڑا گروہ تھا۔ ار میاں محرروں کو فیس تک تو دی نہیں۔

تم تو مرشد تھے ہم ولی نکلے

ایک لوہار حج کو جانے لگا اوسکے پاس ہزار من لوہا تھا اوس نے قاضی کے پاس وہ لوہا بصیغۂ امانت رکھدیا۔ جب حج سے فراغت کر کے آیا تو قاضی سے اپنا لوہا طلب کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ بھائی وہ لوہا تو چوہے کھا گئے۔ یہ سنکر وہ لوہار چپ ہو رہا اور کچھ نہ بولا بلکہ قاضی صاحب سے اپنا خلوص ظاہر کیا اور کہا کہ آفت ارضی و سماوی سے کیا چارہ میری تقدیر میں نقصان لکھا تھا یہ کہکر اپنے گھر کو چلا دروازہ پہ قاضی صاحب کے لڑکے کو کھلائی لئے کھڑی تھی اوس نے پھر کر قاضی صاحب سے کہا کہ میرے گھر سے ایک چھوٹی عبا شال کی لایا ہوں آپ میرے ساتھ کھلائی کو کر دیجئے میں وہ مرشد زادہ کے نذر کروں۔ قاضی صاحب نے کھلائی سے فرمایا کہ اس شخص کے ساتھ جا اور عبا لے آ۔ جب وہ کھلائی جانے لگی تو قاضی صاحب کا لڑکا مچلگیا کہ میں بھی چلونگا۔ الغرض اوس کھلائی اور قاضی کے لڑکے کو لوہار اپنے ساتھ لیکر گھر میں آیا لڑکے کے آگے کبوتر کھولدئے وہ کھیلنے لگا اور کھلائی کو دو پیسے دئے کہ ڈیڑھ پیسہ کی ستو اور دھیلے کا گڑ لا کے جلدی سے کہالے۔ وہ گڑ ستو لینے گئی اوس نے لڑکے کو چھپا دیا۔ جب وہ آئی تو لڑکے کو طلب کیا۔ لوہار نے کہا تو کچھ سڑن ہے کیسا لڑکا تو کون ہے اور کہاں سے آئی ہے۔ وہ روتی پیٹتی چلی گئی۔ اور سب حال قاضی صاحب سے

ہمان کیا قاضی صاحب نے اوس لوہار کو بعد التییں
طلب کیا اور فرمایا کہ تیرے لڑکی کو کون لیگیا ہے
اوس نے بکمال ادب عرض کیا کہ حضور صاحبزادہ کو
چیل اوٹھا لیگئی۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ابھی تو
کہیں چیل لڑکی اوٹھا لیجاتی ہے۔ لوہار نے کہا
کہ حضرت جب اس چودھوین صدی مین ہزار من
لوہا چوہے کھا گئے تو کیا ایک لڑکیکو چیل نہ لیجا
سکے گی۔ قاضی صاحب ہنسے اور کہا کہ لوہا تو اپنا
لے لے۔ اور لڑکا میرا لا دے۔ اوس نے
لوہا لیکر لڑکا قاضی صاحب کے سپرد کیا۔

راقم۔ پ۔ د۔ ل۔ ی۔

کسی کی سادہ پن مین اوہی عالم نکلتا ہے

کہتے ہین شہنشاہ جہانگیر ابھی بچہ ہی تھا کہ ایک روز
دو کبوتر ہاتھ مین لئے ہوئے ایک باغ مین آگیا۔
کہ جہان نور جہان بیگم جوکہ اوس زمانہ مین ایک لڑکی ہی
تھی کھیل رہی تھی۔ شہزادہ سلیم نے نور جہان بیگم کو کہا
کہ لو ہمارے کبوتر پکڑو۔ اور آپ لپک کر اڑتے
ہوئے کبوتر دیکھنے کیلئے درخت پر چڑھ گیا۔ جب
شہزادہ نیچے اُترا تو اتنے مین نور جہان کے ہاتھ سے
ایک کبوتر اُڑ گیا تھا۔ پوچھا کہ ہمارا دوسرا کبوتر
کیا ہوا۔ نور جہان نے کہا۔ قبلۂ عالم اُڑ گیا ہے
شہزادہ نے پوچھا وہ کس طرح۔ اِس پر لڑکی نے
نہایت سادگی سے وہ بھی کبوتر ہاتھ سے چھوڑ دیا
اور کہا اِس طرح۔ کہتے ہین کہ یہی پہلی ادا تھی جس پر جہانگیر
عمر بھر نور جہان بیگم کا شیدا ہو گیا۔

رسید زر معہ شکریہ

ہمارے معاونان پیام عاشق کی نام نامی

جناب بھیا تیہہ رینا صاحب شہزاد لکھنؤ عہ	جناب دوا کا ناظم صاحب دار عہ
جناب محمد عزیز الحق صاحب اوورسیئر شو عہ	جناب محمد یوسف علی خان صاحب اترولی عہ
جناب جگ گوبند صاحب منڈارہ عہ	جناب محمد عبدالستار خان صاحب نیپال عہ
جناب رگھوناتھ پرشاد صاحب مرزاپور عہ	جناب بابو رام صاحب کلرک جھانسی عہ
جناب امیر احمد صاحب دیوبند عہ	جناب ابراہیم خان صاحب و خدا بخش صاحب احمد نگر عہ
جناب ملک یار احمد صاحب اہلمد دیوانی [illegible] ۸ر	جناب عبدالرزاق صاحب میرٹھ عہ
جناب میر غلام محی الدین صاحب انگلیشر ۱۲ر	جناب محمد عبدالعزیز خان صاحب بردہ عہ
جناب حاجی عمر صاحب بمبئی ۸ر	جناب محمد عبدالرحمن صاحب میسور ۱۲ر
جناب سکلٹ بہاری لال صاحب پیلی بھیت عہ	جناب علمدار حسین صاحب بھلگانو عہ
جناب بابو رام سیوک صاحب بہرائچ عہ	جناب عطا علی بخت [illegible] صاحب [illegible] گانو ۱۲ر
بی بی شاہجہاں والدہ منگو بی بیلگانو عہ	جناب عبد اللطیف صاحب کرنال عہ
جناب شام سندر صاحب اٹاوہ عہ	جناب نجی لال صاحب لکھنؤ عہ
جناب محمد بخش صاحب سوداگر نیمچہ عہ	جناب محمد صالح صاحب بیکوارہ نگون عہ
جناب محمد بشیر الملت نتھن خان صاحب سلونی عہ	جناب نیاز احمد صاحب تعلقہ دار عزیزآباد للعہ
جناب درگا پرشاد صاحب سندضان عہ	جناب منیر وزیر علی صاحب دھولیا ۱۲ر
جناب غضنفر حسین صاحب پلیا عہ	جناب جگت نرائن صاحب جانسین گنج عہ
جناب محمد عبدالحی صاحب گوالیار عہ	جناب محمد اقتدار خان صاحب بردانی عہ
جناب فضل الرحمن صاحب محرر کلکٹری بہار [illegible] عہ	جناب محمد اسمٰعیل صاحب بمبئی [illegible]
جناب مبارک خان صاحب جیتپہ عہ	جناب الکھو [illegible] پرشاد صاحب میگوہ عہ
جناب کریم بخش صاحب رامپور ۱۲ر	جناب عبد اللطیف صاحب بمبئی عہ
جناب بابو آدم صاحب بمبئی عہ	جناب محمد صادق حسین خان صاحب دھولیہ عہ
جناب سدھو گوپال صاحب ترہوان ۱۲ر	جناب محمد غالب صاحب چہا ملی گنگو عہ
جناب نذر محمد خان صاحب راجکوٹ عہ	باقی آئندہ

PRINTED BY

SHRI "OM PRAKASH, B.A.,

"Shri Ram Niwas"

KHATAULI.

Distt. Muzaffarnagar., U.P.

جب سر کٹ گئے ہین تن پر لگا ہم زخم عاشق
اوس ترک کی گلی بھی گلزار ہو گئی ہے

آسان تھا نہ زمین مین کہنا غزل کا ہمکو
لیکن تہ طرح کامل دشوار ہو گئی ہے

جناب منشی صفدر علی صاحب صفدر تلمیذ جناب تمنا مرزاپوری

دل کی وہان کدورت دیوار ہو گئی ہے
بیتاب کی دعا یہان لاچار ہو گئی ہے

اے عمر رفتہ جلدی آکر منا لے اسکو
پیری کی مین ہمسے ہستی بیزار ہو گئی ہے

تیر نگاہ قاتل پہلے گڑی تھی دل مین
مدت سے رہتے رہتے اب پار ہو گئی ہے

ای باغبان قدرت یہ انقلاب کیسا
اک گل کی آرزو تھی کیون خار ہو گئی ہے

بھاگا وہ اوٹھا کر جسکو ہوا وہ کشتہ
سرمے کی باڑھ قاتل تلوار ہو گئی ہے

دل لیکے مار ڈالا جھگڑا انہین چکا دو
شوخی مین اور ادا مین تکرار ہو گئی ہے

وہ وصل مین ہمین کو اولٹے جگا رہے ہین
تقدیر سوتے سوتے بیدار ہو گئی ہے

ہم مجرمونکو زاہد مت دیکھ چشم کم سے
یان مغفرت کی ضامن سرکار ہو گئی ہے

فرقت مین لاغری سے گم ہو گیا ہون ایسا
بستر پہ موت آکر سو بار ہو گئی ہے

کھنچ کھنچ گئی ہے ظالم رک رک رہی ہے ہمسے
قاتل کی کج ادائی تلوار ہو گئی ہے

مدت سے کر رہے ہین ہوتا نہین اثر کچھ
شاید کہ آہ اپنی بیکار ہو گئی ہے

پوری ہوئی نہ آرزو مین صفدر یہ چشم گریان
فرقت مین روتے روتے بیمار ہو گئی ہے

جناب منشی ٹھاکر پرشاد صاحب زار بلگرامی

بوسہ تو لے لیا ہے جو چاہو سو سزا دو
اب تو خطا یہ مجھسے سرکار ہو گئی ہے

فرقت مین تیری مین نے جھیلے ہین اتنے صدمے
اب زندگی بھی مجھکو دشوار ہو گئی ہے

صبح شب جدائی وہ مہروش ہے آیا
تقدیر سوتے سوتے بیدار ہو گئی ہے

مین نے تو پی جام الفت تیرا نہین پیا ہے
اس نشہ مین خلائق سرشار ہو گئی ہے

ای شیخ جی تمھین تو تھا ہی نشے کا ٹیکا
پھر کیون گرو تمہاری دستار ہو گئی ہے

ای زار دل لگانا ملنا سہی قدون سے
بیجا ہے جب کمر ہی خمدار ہو گئی ہے

جناب شیخ محمد نور اللہ صاحب عیش تلمیذ جناب یاور پھلانتھا

فرقت مین شکل ایسی اے یار ہو گئی ہے
چہرے سے میری الفت اظہار ہو گئی ہے

رکھو قدم سنبھلکر اٹکھیلیان یہ چھوڑو
محشر تمہاری رفتار ہو گئی ہے

ہر بات پر ہے طعنہ ہر وقت لب پہ گالی
عادت یہی تمہاری سرکار ہو گئی ہے

جناب منشی بہاری لعل صاحب تلمیذ الامید جناب منشی سید محمد طاہر علی صاحب طاہر فرخ آبادی از مینپوری

جب سے امید وصل دلدار ہو گئی ہے / تقدیر سوتے سوتے بیدار ہو گئی ہے
ابرو کی جب سے الفت ای یار ہو گئی ہے / میرے لہو کی پیاسی تلوار ہو گئی ہے
قسمی تیری ای جان بکھنی دشوار ہو گئی ہے / چین جبین تمہاری تلوار ہو گئی ہے
ایسی ترک کھینچ رہی ہے بیوجہ قتل کرنے / ابرو کیطرح ٹیڑھی تلوار ہو گئی ہے
تو جسکو دیکھتا ہے ہوتا ہے نیم بسمل / ترچھی نگاہ تیری تلوار ہو گئی ہے
نقطے ہیں! تاسیر کی ہر دم وہ کاٹتے ہیں / گویا زبان اونکی تلوار ہو گئی ہے
تو شدنی نے اونکے ٹکڑے اوڑا دئے ہیں / جب جھک گئی ہے گردن تلوار ہو گئی ہے
ہر شعر میں دکھائے طبع رسانے جوہر / ہر بات بندھتی ہے تلوار ہو گئی ہے
یار بھی ستم ہوا یجان تم سے پہلے / جانیکو جان محزون تیار ہو گئی ہے
دشمن جان دینا کیونکر نہو گوارا / اب زندگی ہماری بیکار ہو گئی ہے
اوس تند لب سے دیکھیں کیونکر مزا یہ ہوگا / بوسے کے مانگنے پر تکرار ہو گئی ہے
ایمان نہیں کیا ہے وہ پھر ملینگے ہم سے / تکرار ایسی اونسے سو بار ہو گئی ہے
[illegible] تاجمی ہے دلمیں ایسی غبار بنکر / ملتی نہیں جگہ سے دیوار ہو گئی ہے
نشہ میں اوسکی آنکھیں کیا ہو گئیں گلابی / تیغ نگاہ قاتل خونخوار ہو گئی ہے
بیند [illegible] ہوا بہت نازک اپنی / یہ تیغ میرے حق میں خونخوار ہو گئی ہے
ای چشم یار تجکو دیکھا ہے کیا چمن میں / تجھسے زیادہ نرگس بیمار ہو گئی ہے
یہ جنگ از [illegible] گرمی میں خوب جانتا ہوں / کہتے ہو کیا عدو سے تکرار ہو گئی ہے
بیمار غم کو اپنے تم دیکھنے نہ آئے / صد آفرین اجل کو سو بار ہو گئی ہے
غیرون کی بن پڑی ہے کہتے ہیں شاد ہو کر / شیدا سے اونسے تکرار ہو گئی ہے

جناب منشی جنتی پرشاد صاحب سائل دیوبندی

ہر صنم میں اپنی نکلی نہ جان تن سے / افسوس ہے اجل بھی ناچار ہو گئی ہے
خنجر جو آپ اوٹھایا کرنیکو قتل میرے / کیا اونکی تیغ ابرو بیکار ہو گئی ہے
امشب بخواب دیدم ہم بستر آن صنم را / تقدیر دو نے سوتے بیدار ہو گئی ہے
مین سخت جان ہوں ایسی بولی گلو یون / قاتل کی تیغ مجھپر خمدار ہو گئی ہے
بڑھتی ہے اپنی فرقت کی رات ایسی / سائل گلے کی اب تو یہ ہار ہو گئی ہے

جناب شیخ محمد ارادت اللہ صاحب توقیر نائب ریاست اسلام نگر ضلع فرخ آباد رئیس قنوج

تیغ نگاہ کسکی خونخوار ہو گئی ہے / رنگت بھی آج جسکی گلنار ہو گئی ہے

ہو تھوڑی خشک صورت چہرہ کی زرد رنگت / سب عشق کی علامت اظہار ہو گئی ہے

خشکی لبوں پہ آئی زردی بھی رنگ لائی / اب تیری آشنائی اظہار ہو گئی ہے

چلتی نہیں ہماری اب کچھ بھی ہوشیاری / آہ و بکا و زاری بیکار ہو گئی ہے

کل کیا کھلائے دلبر سوز جگر نے پھلکر / سینے مین آگ جلکر گلنار ہو گئی ہے

[illegible] اق دلبر آتش فشاں ہے دلبر / حسرت بھی اپنی جلکر فی النار ہو گئی ہے

جور و ستم سمجھکر کرنا ذرا ستمگر / کیا آہ جان مضطر بیکار ہو گئی ہے

ہوتا ہے ہوتے ہوتے جادو نظر روتے روتے / تقدیر سوتے سوتے بیدار ہو گئی ہے

پھر کر گھر سے ہین بیغم دیکھی نہ کوئی محرم / پردہ کی قد آدم دیوار ہو گئی ہے

دیتے ہو مجکو دھمکی کیون ظلم کی ستم کی / جان حزین تو غم کی غمخوار ہو گئی ہے

توقیر سب سخنور کر لین گے آج باور / مضمون کی کیسی اکسیر بھرمار ہو گئی ہے

ایضاً دیگر

کیون آنکھ تیری نرگس بیمار ہو گئی ہے / کیون عاشقون کے حق مین آزار ہو گئی ہے

سنبل کی شاخ طرۂ طرار ہو گئی ہے / رونق فزائی گیسوئے خمدار ہو گئی ہے

تیغ جفا سے تیری سیف دعا سے میری / میدان امتحان مین تلوار ہو گئی ہے

یارب وہ دور قسمت میرا ہی آج جسمین / گردش بھی پھرتے پھرتے تسلا چار ہو گئی ہے

میری گلی پڑی ہے ای بت جو یہ رگ جان / تیرے لئے وہ رشتہ زنار ہو گئی ہے

گھیرا مجھے ہے ایسا فرقت کی رنج و غم نے / مجھسے اب آرزو بھی بیزار ہو گئی ہے

کوچہ مین شاعرونکی پست و بلند دیکھا / اب تو زمین سخن کی ہموار ہو گئی ہے

مضمون مہک رہے ہین توقیر ہر طرف سے / کیسی زمین سخن کی گلزار ہو گئی ہے

جناب محمد دلاور حسینخان صاحب دلاور آشنگا چاندپور

مدت سے تھی کھٹکتی دلمین پر اب یہ ظالم / نوک مژہ جگر کے بھی پار ہو گئی ہے

کیا خوش ہون بعد مردن جنت ملی جو زاہد / دوزخ ہی ہمکو بدتر ہے یار ہو گئی ہے

ہون منتظر شب غم آتی نہین یہ ظالم / کیون موت مجھسے اتنی بیزار ہو گئی ہے

بن آئی اب تو اپنی اے دل نہ مضطرب ہو / سنتا ہون وان عدو سے تکرار ہو گئی ہے

جناب منشی شوکت حسین صاحب شوکت انگریزی نویس ریاست ترو تلمیذ جناب علیم

آنکھ اپنی کس پری سے دوچار ہوگئی ہے
کسکی نظر کی برچھی تا پار ہوگئی ہے

جانبر ہوں کس طرح سے زلف سیہ سے یارب
دل لینے کو یہ ناگن تیار ہوگئی ہے

تھا ہجر زار میرا فرقت میں تا ربستر
بالین پہ موت آ کر دوبار ہوگئی ہے

تنہا نہ مجکو آئے ہمراہ غیر جس دم
شوق جفا بجا سے تربت آزار ہوگئی ہے

بن بن کے زلف ناگن اوس شوخ سیاہ کی
ڈسنے کو دل ہمارا طیار ہوگئی ہے

کس کر نیمچہ وار ہم پہ سخت جانپہ قاتل
تلوار تیز تیری بیکار ہوگئی ہے

اغیار اونکو گھیرے آٹھوں پہر ہیں رہتے
تدبیر وصل بالکل بیکار ہوگئی ہے

لیتی خبر نہیں ہے فرقت کی شب جو میری
شاید اجل بھی مجھ سے بیزار ہوگئی ہے

دلکو جو ہے تعشق اک طفل برہمن سے
ہر رگ بدن پہ بشکل زنار ہوگئی ہے

سنا ہے بات کرنا تو عیب جانتا ہے
دولت پہ تجکو نخوت زردار ہوگئی ہے

اللہ ری نزاکت عاشق کا خون سمجھکر
مہندی اوٹھانی لگانا دشوار ہوگئی ہے

شوکت علیم کا ہے لطف و کرم سراپا
عمدہ غزل جو تیری تیار ہوگئی ہے

جناب منشی مدار ریاض الصاحب فردوسی تلمیذ جناب سید محمد طاہر علی صاحب طاہر سہارنپوری

شیدا ہے چشم یہ بھی اے یار ہوگئی ہے
نرگس کو مین نے دیکھا بیمار ہوگئی ہے

الجھا ہے شیخ شوخی جب میکدہ مین آکر
واعظ کی ٹکڑے ٹکڑے دستار ہوگئی ہے

بوسہ جو لے لیا ہی بگڑی ہو آج ناحق
تقصیر ایک ہی ہمسے سو بار ہوگئی ہے

اوس غیرت چمن پر کیا ہوگیا ہوں عاشق
تھی مثل گل طبیعت اب خار ہوگئی ہے

رگ رگ کی چل رہی ہے گردن پہ آج میرے
آزردہ مجھسے قاتل تلوار ہوگئی ہے

دیکھا ہی جب سے ہمنے اوس چشم نرگسی کو
اچھی بھلی طبیعت بیمار ہوگئی ہے

دل صاف تھا ہمارا وہ بھی نہ تھی مکدر
فردوسی ہنسی ہنسی مین تکرار ہوگئی ہے

جناب مولوی محمد فصیح اللہ خانصاحب نیر بنارسی

ذکر عدو پہ حجت بیکار ہوگئی ہے
ناحق کی ہمسے اونسے تکرار ہوگئی ہے

آیا ہے بے بلائے وہ شوخ میرے گھر مین
تقدیر سوتے سوتے بیدار ہوگئی ہے

گلہ ہے مجکو کسی سے وعدہ جو وصل کا ہے
اب رات کاٹنی بھی دشوار ہوگئی ہے

ہر دم ستا رہی ہے نیر کسی کی فرقت
اب زندگی بھی ہمکو دشوار ہوگئی ہے

جناب منشی شیام موہن لال صاحب احقر ایرنٹس تحصیل بیر و تلمیذ جناب منیر شاہجہانپوری

جسدم سے آنکھ اوسکی دو چار ہوگئی ہے
دل بھر کی زندگی بھی دشوار ہوگئی ہے

از خود وہ ماہ شب کو آیا جو میرے گھر پر
تقدیر سوتے سوتے بیدار ہوگئی ہے

پھولی ہے فصل گل مین بالی ہر گلکی دو پت
بلبل بھی اندنون کچھ زردار ہوگئی ہے

اوس غیرت چمن مسی جو ہے نصیب وصلت
اب پھولکر طبیعت گلزار ہوگئی ہے

آشفتہ سمجھکے اپنا کہتا ہے وہ مسیحا
صورت تمہاری ایسی کیوں زار ہوگئی ہے

ابرو کا تیری قاتل مین نے گنہ کیا کیا
کیون قتل پر یہ سیدھی تلوار ہوگئی ہے

ٹیڑھا ہی مجھسے ہر اک تقدیر ہر کجی پر
سیدھی نظر بھی اوسکی تلوار ہوگئی ہے

فضل خدا کے آگے سب مشکلین ہین آسان
آتش خلیل پر بھی گلزار ہوگئی ہے

پامال ہر قدم پر کرتا ہے سیکڑون کو
اوس شوخ کی کچھ ایسی رفتار ہوگئی ہے

کرتا ہے عرض احقر کیون بولتے نہین ہو
تقصیر مجھسے کوئی سرکار ہوگئی ہے

جناب منشی کنور بہادر صاحب فصیح لکھنوی تلمیذ جناب مہجور

الفت تمہاری جبسے آزار ہوگئی ہے
دم بھر کی زندگانی دشوار ہوگئی ہے

کیا روئین ہم مصائب ہجران سی زندگی کو
کچھ اور رہگئی ہے کچھ بار ہوگئی ہے

نشتر نے تیری چالین سیکھی ہین اے ستمگر
[illegible] مین تیرے رہکر ہشیار ہوگئی ہے

الفت بتونکی دل سے مین [illegible]
ضد مجکو تجھسی زاہد بیکار ہوگئی ہے

فرقت مین اور کوئی ساتھی نہین ہے اپنا
ہمراہ ایک یاد اوسکی غمخوار ہوگئی ہے

کوچے مین جس [illegible] ذکرتے نہین وہ ہمکو
یہ مشت خاک اپنی کیا خوار ہوگئی ہے

[illegible] تو ہی آکر اب لے خبر ہماری
فرقت مین زندگانی بیکار ہوگئی ہے

کھلتا نہین ہے کچھ بھی کیا رنج کا سبب ہے
حالت فصیح تیری کیون زار ہوگئی ہے

جناب منشی عبد الشکور خانصاحب شکور ازادہلی

جبسے نظر کسی سے دو چار ہوگئی ہے
برچھی سی اک جگر کے بس پار ہوگئی ہے

جبسے ہے شکل دیکھی اک طفل برہمن کی
الفت گلے کی میرے زنار ہوگئی ہے

اے دل کہانتک اونکو حالات شوق لکھون
تحریر بڑھتے بڑھتے طومار ہوگئی ہے

فرقت مین تیری ظالم مدت سی روتے روتے
اب چشم تر ہماری خونبار ہوگئی ہے

یہ بیوفا جہان کے ملتے شکور تجھسے
تقدیر سوتے سوتے بیدار ہوگئی ہے

جناب مولوی عبداللہ صاحب کیفی تلمیذ جناب سید محمد طاہر علی صاحب طاہر از مینپوری

ابرو کی دلمین الفت ای یار ہو گئی ہے
قبضہ مین اپنے گویا تلوار ہو گئی ہے

جز حسرت جدائی کچھ بھی ہوا نہ حاصل
الفت ہمارے حق مین بیگار ہو گئی ہے

تجھبین مین جب سی عارض اوس غیرت چمن کے
بلبل سے اور گل سے تکرار ہو گئی ہے

مین سخت جان ہون ایسا جسم چلی گلی پر
تلوار ہو گئی عاری بیکار ہو گئی ہے

نرگس بنے کی ہے چشمک کیا آنکھ سی تمہاری
سنتے ہین آجکل وہ بیمار ہو گئی ہے

ای غیرت مسیحا کیا آنکھ تونے پھیری
صحت مریض غم کو دشوار ہو گئی ہے

سامان قتل عاشق ای ترک ہین مہیا
مژگان کٹار ابرو تلوار ہو گئی ہے

تشبیہ کمر نے ای بت تیری کیا وہ لاغر
ہر ایک رگ بدن کی زنار ہو گئی ہے

یاد آگئی ہے کیفی وہ چشم مست بالی
ساغر سے آنکھ اپنی جب چار ہو گئی ہے

جناب سید سجاد حسین صاحب سجاد نائب جسٹرار قانونگو تحصیل چنار گڈہ ضلع مرزاپور

تقدیر میری شاید بیدار ہو گئی ہے
غیروں سے اور اونسے تکرار ہو گئی ہے

کیا کیا دعائین مانگین آئی نہ موت یارب
افسوس ہمسے وہ بھی بیزار ہو گئی ہے

فرقت کی تیرے صدمے کیونکر اٹھاؤن دلبر
اب زندگی بھی مجکو دشوار ہو گئی ہے

دیکھا نہ تونے قاتل کیسا مین سخت جان ہون
بل کھا کی تیغ ابرو خمدار ہو گئی ہے

سینے مین کچھ خلش ہے نوک مژہ کی بیڈھب
شاید کہ یہ جگر کے اب پار ہو گئی ہے

بوسہ جو ایک مانگا جھنجھلا کے وہ یہ بولے
کیا آپکی زبان بھی طرار ہو گئی ہے

سجاد تم تو کرتے ہو نظم ہی مین باتین
کیا اب یہی تمہاری گفتار ہو گئی ہے

جناب محمد اسلم صاحب اختر از آگرہ

وہ وقت نزع مجکو ہین دیکھنے کو آئے
تقدیر سوتے سوتے بیدار ہو گئی ہے

سینے مین میرے ہر دم ہین برچھیان سی لگتی
جب سے نگاہ اوسنے دوچار ہو گئی ہے

جناب حکیم عبد العلیم صاحب حقیر احمد آبادی

سودائی بنگئے ہم ای عشق تیرے ہاتھون
عقل و خرد ہماری بیکار ہو گئی ہے

جب سے حقیر آیا اوس گل پہ آگیا دل
نظرون مین حور جنت بس خار ہو گئی ہے

جناب منشی قادر حسین صاحب امتی سکندرآبادی

رویا مین آنکھ اوس سے دوچار ہو گئی ہے
تقدیر سوتے سوتے بیدار ہو گئی ہے

جناب سید غلام حیدر صاحب حیدر تلمیذ جناب فیض از مونگیر

اوس گل سے آنکھ اسکی کیا چار ہوگئی ہے
نرگس بھی اک نظر مین بیمار ہوگئی ہے

الفت مین اونکی بلبل وہ زار ہوگئی ہے
گل کی کلی بھی اوسکو اک خار ہوگئی ہے

وہ کون ہو کہ جسکا اوس بت پہ دل نہ آیا
تسبیح زاہدون کی زنار ہوگئی ہے

شکر خدا کہ شب اونکو رویا مین ہمنے دیکھا
تقدیر خفتہ اپنی بیدار ہوگئی ہے

ہون تنگ زندگی سے لے تیغ جلد قاتل
گردن بھی اپنی تن پر اب بار ہوگئی ہے

شب فرقت صنم کی کب چھوٹتی ہے مجکو
یہ زندگی تو گویا آزار ہوگئی ہے

اک بوسہ بھی نہ بخشا اے بادشاہ خوبی
کیسی بخیل تیری سرکار ہوگئی ہے

شب وصل کی ہے جانی شکوے فضول چھوڑو
بن بات کی کہانی طومار ہوگئی ہے

دنیا کی کاہشون مین فکر سخن کہان تک
آسمان زمین بھی حیدر دشوار ہوگئی ہے

جناب محمد فخر الدین صاحب حاذق برہانپوری تلمیذ جناب بقا

جب سے جدائی تجھ سے اے یار ہوگئی ہے
جینے ہی سے طبیعت بیزار ہوگئی ہے

دنیا کے مکر و فن سے مشکل ہے جی بچانا
یہ پیر زال کیسی مکار ہوگئی ہے

یارب ملا دے ہمکو اب اوس مسیح دم سے
فرقت مین زندگانی دشوار ہوگئی ہے

دیکھو آؤ اک نظر تم اے رشک گل ادھر بھی
گلشن مین دیکھو نرگس بیمار ہوگئی ہے

ہر ہر قدم پہ اٹھتے ہین لاکھون فتنے
محشر کی چال تیری رفتار ہوگئی ہے

لاحق ہوئی ہے حاذق [illegible] دنیا
اب شاعری ہمین بھی دشوار ہوگئی ہے

جناب سید رشید احمد صاحب حسرت محرر کچہری دیوبند

کچھ بھی نہ کر سکا مین اوس دم گلہ شکایت
جب آنکھ اپنی اوس سے دوچار ہوگئی ہے

کیا روگ لگ گیا ہے کمبخت تجکو حسرت
پہلے سے تیری حالت بیزار ہوگئی ہے

جناب حکیم مرزا عبد اللہ بیگ صاحب نشتر از آنبور گڈہ

الفت بتون کی غالب گر شیخ جی نہوتی
تسبیح کیون گلے مین زنار ہوگئی ہے

ترچھی نگہ سے اس نے دیکھا نشتر جو مجکو
برچھی دل و جگر سے بس پار ہوگئی ہے

جناب منشی قمر الدین خان صاحب قمر سررشتہ دار جھابوہ

اک اک قدم پہ سو سو عشاق مر مٹے ہین
محشر بلہوسونکے حق مین رفتار ہوگئی ہے

جناب محمد یار صاحب یار سکنہ بھی سنقیم بلند شہر

طبیعت کسی پہ آکر لاچار ہوگئی ہے	مجبور ہوگئی ہے بیزار ہوگئی ہے

جناب شیخ رفیق بخش راسخ ہونگیر وی

کہلتا نہیں سبب ہی سچ سچ بتاؤ تمکو	کیون ہمسے اتنی نفرت اے یار ہوگئی ہے

جناب محمد اسحاق صاحب اسحاق گورکسروی

دیر صنم کے ہمسے جاؤن مین یا الٰہی	دربان سے اور ہمسے تکرار ہوگئی ہے

جناب بانکے لال صاحب بانکے از رامپور

آرام و چین و راحت اوسکو ملا نہ دم بھر	جسپر نظر تمہاری اک بار ہوگئی ہے

جناب سید غلام حیدر صاحب حیدر از تحصیل بٹالہ

بیمار ہجر تیرا جانبر نہ ہوگا ہرگز	سب حکمت اطبا بیکار ہوگئی ہے

جناب بابو پرشاد صاحب بابو از آگرہ

کیونکر اوٹھائے صدمہ ہجر انکے اور پر وہ	بابو یہ زندگی بھی اب بار ہوگئی ہے

کلام عورات

بی خورشید جان عرف سٹر موجان نازنین از سندھن

رو یا مین آنکھ اوس سے کیا چار ہوگئی ہے	تقدیر سوتے سوتے بیدار ہوگئی ہے
آنکھ نیکو قتل میری تلوار ہوگئی ہے	ابرو نہیں تمہاری خمدار ہوگئی ہے
اول مین سادگی وہ آخر مین یہ شرارت	اب تمسے بات کرنی دشوار ہوگئی ہے
ہر نقش پا سے تیری برپا ہے ایک محشر	کیا فتنۂ قیامت رفتار ہوگئی ہے
کس سے زبان لڑا کر ہنسنے ہے منہ کی کھائی	کچھ رات باتون باتون تکرار ہوگئی ہے
وہ آکے منہ ہمارا دیکھین کہان یہ قسمت	صورت سی سوت تک بھی بیزار ہوگئی ہے
اخفا کا ہمکو اچھا اچھا آگیا بہانا	رونے سے آنکھ اپنی بیزار ہوگئی ہے
اللہ رے جنون وحشت ہر ہر قدم یہ سولی	ہر نوک خار صحرا اک دار ہوگئی ہے
اوس سے عبث تقاضا اوس شوخ کو حیا کا	جسکی کہ آنکھ وقف دیدار ہوگئی ہے
ہر بات پہ نہیں کی ہے شوق اوس حسین کی	کیا خوب اب تو خوئے انکار ہوگئی ہے
خود ہی بدل گئے تم اچھا مزاج بدلا	انکار کی ادا تک اقرار ہوگئی ہے

[illegible] تو لے لیا ہے جو چاہئے سو لیجیے
اب تو خطا یہ ہمسے سرکار ہو گئی ہے

[illegible] وا اداس کیون ہے کیا ہمہ خوش تھی
کیا نازنین کسی سے تکرار ہو گئی ہے

بی حشمت جان حشمت طوائف فرخ آبادی

شور اوٹھی جب سے رفتار ہو گئی ہے
محشر کو چال چلنا دشوار ہو گئی ہے

عاشق کو زیست اپنی دشوار ہو گئی ہے
سرمے کی بار جب سے تلوار ہو گئی ہے

جب مانگتا ہون بوسہ دیتے ہین گالیان وہ
جو بات پیار کی ہے تکرار ہو گئی ہے

کس طفل برہمن نے زخمی کیا ہے مجھکو
جو ضرب تیغ کی ہے زنار ہو گئی ہے

وہ خوابمین مرے گھر تشریف آج لائے
تقدیر سوتے سوتے بیدار ہو گئی ہے

کیا لطف ہو جو حشمت پوچھے وہ شوخ آکر
صورت تمہاری ہمسے کیون زار ہو گئی ہے

کلام غیر طرح

جناب منشی سید کرار حسین صاحب وصل مختار عدالت محلہ [illegible] تلمیذ جناب سید محمد طاہر علی صاحب طاہر

پوچھتا کیا ہے وہ بت مجھ سے کہو کیا دیکھا
قدرت اللہ کی دیکھی رخ زیبا دیکھا

نقطہ مہر کا حال اے دل شیدا دیکھا
آنکھین مخملین دکھلاتے ہین وہ دیکھا دیکھا

خال اسود خط مشکین رخ زیبا دیکھا
مجکو حیرت ہے کہ ان آنکھون نے کیا کیا دیکھا

رہی منظور نظر لیل و نہار آنکھون کو
صبحکو چاند سا منہ شام کو جوڑا دیکھا

کرتی جالی کی جو پہنی تو [illegible]
خلق حیران ہوئی جال مین عنقا دیکھا

بیٹھی اغیار پہ [illegible] ہین وہ خوش ہین انسے
مجھ سے آزردہ ہین تقدیر کا لکھا دیکھا

سرو شمشاد خجالت سے جھکے جاتے ہین
بول بالا یہ ترا اے قد رعنا دیکھا

مین جو رویا تو کئے خلق نے لاکھون طوفان
آنکھین دیکھین تو کہا جوش مین دریا دیکھا

کروٹین لیتے رہے نیند نہ آئی تا صبح
رستہ رات بہر اوس رشک قمر کا دیکھا

بوسہ لب نہ دیا جان گئی عاشق کی
ہوگیا زہر ہلاہل بھی گوارا دیکھا

نہ گئی آئینہ رو دونکی کدورت نہ گئی
خاک مین ملگئے ہم اے دل شیدا دیکھا

شاعرون نے قد موزون کو جو تشبیہین دین
مرتبہ سرو گلستان کا دو بالا دیکھا

ہم نہ کہتے تھے کہ وہ آئینگے ایحضرت دل
وہ ہوا پاؤنکا دروازہ مین کھٹکا دیکھا

لعل و یاقوت کی کچھ قدر نہ کی اوس بت نے / خون دل دیدۂ خونبار سے برسا دیکھا
ذرے روزن کے یہ چمکے کہ نظر آئے چراغ / کوئے جاناں مین دیوانی کا تماشا دیکھا
جادۂ زلف کی طے کر نہین اینڈا کب ہے / کہین پائے نگہ شوق مین چھالا دیکھا
دستے صیاد محبت دام ہزارون دیکھے / تجکو بیمثل تری زلف کو یکتا دیکھا
دلکو اوس دن کی تمنا رہی کہنا او صبح زینا / ہم بھی خوش ہوگئے کہین ہم قد مولا دیکھا

جناب منشی سید سعد الدین صاحب محو جلیسری تلمیذ جناب داغ دہلوی

ہمارے دل کا یہ دم دیکھے بے خطر لینا / کسی جگہہ کسی موقع پہ یاد کر لینا
ابھی تو دل ہی لیا ہے جان بھی یہ لے لینگے / ہنسی نہین ہے حسینونکا پیار کر لینا
خفا ہو کس لئے ناحق کو کیون بگڑتے ہو / جو دل سے دل نہ بھرے ابکی تم جگر لینا
پکارے دیکھ کے زاہد کو رند میخانہ / پکڑنا روکنا جاتے ہین یہ کدھر لینا
وہ بد مزاج ہے تجھپر کہین پلٹ نہ پڑے / نہ اوسکے آگے مرا نام نامہ بر لینا
ہمارے قتل کو تیغ نگاہ کافی ہے / ضرور کیا ہے اوسے ہاتھ مین تبر لینا
شب وصال بگڑنا وہ اونکا بوسون پر / وہ میرا اونکو جتا کر وہ جان کر لینا
پری وشونکا تغافل ہے گرچہ شیوہ ہی / کبھی تو چاہئے عاشق کی بھی خبر لینا
یہ جان ایک ہی تو لے کہ تیری غمزے لین / ہمین تو عمر مین اکبار اپنے مر لینا
عجب لطف ہے پیگر شراب بیکھ اگر تیغ / جو ایسا خوف ہے تو پیکے توبہ کر لینا
تڑپ کی دل نہ نکلجائے محو پہلو سے / جو کرتے ہو سینے پہ ہاتھ دھر لینا

جناب منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی تلمیذ جناب نسیم دہلوی

طریق عشق مین ہمراز نا محرم نکلتا ہے / سمجھتے ہین جسے نا آشنا ہمدم نکلتا ہے
برا ہو سوزش دل کا کہ تنگ آیا جو سینے مین / دھوان بنکر خیال کاکل برہم نکلتا ہے
نہین معلوم کس کی آمد آمد وقت آخر ہی / کہ رک رک کر مری سینے سے میرا دم نکلتا ہے
مین کسکی پاکدامانی کا کشتہ ہون کہ مدفن سے / گریبان پھاڑ کے تنکو بخیۂ مریم نکلتا ہے
یہانتک ناتوانی ہے کہ روز وصل سینے سے / جو حسرت بھی نکلتی ہے تو میرا دم نکلتا ہے
در اندازونکی ضد سے کوچۂ جاناں کو جب چھوڑا / ہوا غل قدسیونمین خلد سے آدم نکلتا ہے
الٰہی نزع مین یاد آ لے کسکے عارض گلگون / کہ موج بوئے گل بنکر ہمارا دم نکلتا ہے
رلاتے ہین مسی آلودہ دندان کسکی فرقت مین / کہ آنکھون سے ہر آنسو صورت نیلم نکلتا ہے

نگاہ حسرت آلودہ نے میری کردیا بدظن — وہ یکھہ شرما گیا تسلیم ادہر کم نکلتا ہی

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی

ایک پوشیدہ کمر یار نے کیا رکھی ہے — آنکھ بھی تشکل دہن ہمسے چرا رکھی ہے

بچ رہے بیٹھکر مسجد میں نہ کرائے واعظ — ایسی شے ہے کہ قیامت یہ اوٹھا رکھی ہے

اک ذرا وحشت دل بڑھنے خبر تو لینا — خاک کیا نجد میں مجنون نے اڑا رکھی ہے

بزم مے میں جو گئے ہم تو کہا ساقی نے — ایک صراحی تری خاطر بھی لگا رکھی ہے

نگہہ ناز یہ بھی دیکھ جو کرتا ہے حلال — یہ ادا کسکے لئے تونے اوٹھا رکھی ہے

سامنے کرکے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا — کہ ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہے

نہ دکھائی ہمیں کمر کو نہ دہن کو یہ بت — اچھی جو چیز تھی وہ آپ اوڑا رکھی ہے

حشر کے دن نہ شکایت میں کمی کر قاتل — اب یہ کسدن کیلئے تونے اوٹھا رکھی ہے

نمک افشان جو ہوا زخم یہ وہ ہنس ہنس کر — میں یہ سمجھا کوئی قاتل نے دوا رکھی ہے

غیر کے ساتھ وفا کرکے وہ مجھ سے بولے — یہ وہی بات ہے جو تمنے بتا رکھی ہے

جا کے لے آؤ اسے پھر نہ میں جھگڑوں نہ لڑوں — مختصر بات ہے ناصح نے بڑھا رکھی ہے

نزع میں آؤ تو اونکو بھی تصدق کردیں — جان اک سد رمق ہمنے بچا رکھی ہے

یار مختار ہے جو چاہے کرے ہمنے امیر — گردن عجز تہ تیغ رضا رکھی ہے

جناب سید امیر حسن صاحب فروغ تلمیذ جناب بقا نے لکھا تھا

غصہ ہے کیوں تمہیں مری آہ رسا کیساتھ — کچھ خیر ہے کہ آڑ لئے ہو صبا ہوا کیساتھ

دل سے دھوان نکلتا ہے آہ رسا کے ساتھ — سچ ہے کہ ابر اوٹھتا ہے اکثر ہوا کیساتھ

نالوں سے میرے یوں ہوا برہم مزاج یار — جسطرح بوئے گل ہو پریشان ہوا کیساتھ

آہوں سے میری کیوں نہ پریشان ہو زلف یار — ہوتا ہے ابر منتشر اکثر ہوا کے ساتھ

میں آہیں سرد بھرتا ہوں سو رہئے شوق سے — آئیگی نیند آپکو ٹھنڈی ہوا کیساتھ

جھرمٹ میں خوبرویوں کی رہتا ہے رات دن — تاروں کا ہے ہجوم مرے مہ لقا کیساتھ

بوسہ لیا جو سینے سے لپٹا کے وصل میں — شرما کے منہ کو پھیر لیا کس ادا کیساتھ

صحت ہو کسطرح ترے بیمار کو نصیب — زہر ہے اثر کو دعا و دوا کے ساتھ

باقی رہیگا نام مرا حشر تک فروغ — ہے مجکو ادعائے تلمذ بقا کے ساتھ

جناب میرزا محمد علی حسین خانصاحب الصفوی المعروف بہ حکیم انور آغا خرد

ہے فروغ اپنے سیہ خانہ کو اوسکے نور سے — کرلیا دل کا شبستاں روشن چراغ طور سے
جوش گریہ ہے بخارات دل رنجور سے — اوٹھیگا طوفان اب اس آگ کے تنور سے
بعد میں بھی قرب جذب دو ہین سالک سے ہے — پاس آجاتے ہین وہ دیکھو اگر ہین دور سے
چمکے جب چاہین اندھیرین چلے آئین یہاں — کم نہین روز سیاہ اپنا شب دیجور سے
دل شکستہ بت ہین اس نازک دلی کا ہے یہ حال — سنگ کو توڑا ہے مینے شیشۂ بلور سے
فی الحقیقت اہل باطل کذب پر دیتے ہین جان — حق کے کہنے کا مزا پوچھو ذرا منصور سے
جبر تو کل چارہ انسانکو نہین پاس و رہین — اختیاری امر مین بھی بیٹھی ہین مجبور سے
جو نہ دیکھا تھا وہ دیکھا جو نہ سنا تھا سنا — اٹھو اوترو یا کلیم اللہ کوہ طور سے
سایہ پیدا ای خرد اطلاق جسمیت نہین — مصطفی کا نور مشتق ہے خدا کے نور سے

عالیجناب حضرت شاہزادہ نصیر الدین حیدر صاحب بہادر نصیر

فصل گل آئی جنون کا پھر اثر ہو نیلگا — جوش وحشت کا رگ و پے مین گذر ہو نیلگا
خط صندل کا جو بھوٹے سی لگایا یار نے — یہ نزاکت ہے کہ فوراً درد سر ہو نیلگا
جز انا الحق پھر نہ کچھ منہ سے کہا منصور نے — جلوۂ محبوب جب پیش نظر ہو نیلگا
اتبلک آیا نہ قاصد لے کے نامہ کا جواب — یان سوئے ملک عدم اپنا سفر ہو نیلگا
ہو چکی آرائش گیسو چلو اب سو رہو — رات تھوڑی رہگئی وقت سحر ہو نیلگا
کھینچکر دل مجکو لیجاتا ہے کوئی یار مین — دشمن جان یہ شفیق راہبر ہو نیلگا
دیکھئے درجہ شہادت کا کسی ہو کے نصیب — خنجر اوس سفاک کی زیب کمر ہو نیلگا
کسقدر خواب جوانی مین ہو غافل اے نصیر — چونکتے اب بھی نہین وقت سحر ہو نیلگا

جناب مولوی احمد حسین خانصاحب تمنا مدرس اسکول مرزاپور

ادائے یوسفی سے لوٹ قاتل کی اگر کہتین — سواد دیدۂ یعقوب کی دھبے ہین دامن پر
عجب انداز سے تن تن کی سینہ دیکھتے ہین وہ — نگاہ ناز کا آنچل پڑا ہے آج جوبن پر
کلیجہ تھام لینے کی تو یان عادت ہے برسون سے — وہ دیکھیں پہلو سمجھکر بیطرح بگڑے ہین جوبن پہ
یہ کھڑا چاند سا کسروز آخر کام آئیگا — کبھی تو چاندنی ہوتی سیہ بختون کے مدفن پر
خدا جانے یہ آنکھین دیکھنے کی کسکی عادی ہین — گلا اکثر دوست کا دھوکا ہوا کرتا ہے دشمن پر
مین وہ مایوس ہون بعد فنا بھی حسرتین دل کی — مجاور بنکے بیٹھی ہین تمنا میرے مدفن پر

مضمون عاشقانہ

حضرتِ عشق کی آمد ہے خبردار اے دل	آفتین جھیلنی ہونگی تجھے ہشیار اے دل
جورِ معشوق کے سب تجکو اوٹھانے ہونگے	اشک حسرت تجھے فرقت مین بہانے ہونگے

یہ دل عشق کے نام سے واقف نہ تھا حسن کیا چیز ہے واللہ آگاہ نہ تھا۔ مجھتے بھی نہ تھے کہ ناز و انداز کیا ہے۔ نہ یہ جانتے تھے کہ غمزہ و ناز کیا ہے۔ رنج و غم دل سے دور تھا نشہ جوانی مین چور تھا ؎

نہ تو آے کی تھی شادی نہ کسی کا غم تھا	خود طرحدار تھے جوبن تھا عجب عالم تھا

اب یہ حالت ہے کہ دن رات اوداس عالم یاس پریشان ہوش و حواس کوئی آس نہ پاس لیلے وشون کے چاہ نے مجنون بنایا کوہ و صحرا دکھایا اپنا بیگانہ چھڑایا ؎

کیا جانئے یہ کیا مرے پیچھے بلا لگی	مدت ہوئی کہ آنکھ نہین اک ذرا لگی
جلتا ہے دل کچھ آگ سی ہر جا بجا لگی	کسکی مجال ہو جو بجھائے خدا لگی

کھانا پینا حرام ہنسنا نصیب مین کہان رونا مدام نہ عیش نہ آرام ہر دم آہ و بکا سے کام ؎

مضطر ہون کیا بیان کرون داستان دل	منظور چرخ پیر کو ہے امتحان دل
ویران مثال دشت پڑا ہے مکان دل	پہلو مین وہ پھرے نہین ہے گمان دل
اس خانماں [illegible] کو کیا کرون	ثابت نہین مجھے مرے نادان کو کیا ہوا

اب جور و بیداد ہین اب خوگر فریاد ہین۔ دل گرم فغان ہے شکوۂ بیداد بیان ہے اب وصل کا کچھ بھروسا نہین امید نہین مجھ بے نصیب کی پروا نہین نہ امید نہ آسرا باقی ہے پھر اب جان جلنے مین کیا باقی ہے ؎

اب کہان جائین وہ سرکار نہین	چھیڑیئے کس کو وہ دلدار نہین
کسکو بلوائیے وہ یار نہین	ہمسے اور انسے سروکار نہین
چین ہو دلکو تو کس صورت سے	ہم الگ وہ ہین الگ مدت سے

ائے افسوس وائے افسوس۔

راقم خستہ جگر اخگر برہانپوری۔

لطائف وظرائف

ہائے مفلسی

نالہ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

بیچارے آفت کے مارے غریب مفلس نادار خوار و ذلیل و شرمسار - انہین دن کو چین نہ رات کو آرام جیتے جی دنیا کے بکھیڑ ون گھر بار کے دھندھونسے مرنے کی بھی مہلت نہین ملتی کہانکا چوک کیسی ٹھنڈھی سڑک تھیٹر اور سرکس کی سیر و تماشے کو وہ کیا جانین - انہین بلاسے دن کٹا زیاد مین اور رات زاری مین کٹی - عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی - صبح و سویرے ننگے پانو ننگے منہ گھر سے نکلے محنت مزدوری مین دن کاٹا ستو تا مین ساگ ستو جو کچھ میسر آیا من و سلوی سمجھکر کھایا خدا کا شکر اور سینتو پر صبر کیا - یہانپر جناب کو ایک حکیم فلاسفر کا مقولہ یاد آیا اوس سے کسی نے پوچھا کہ کھانا کھانیکا کون وقت ہے جواب دیا کہ امیرونکو جب بھوک لگے اور غریبونکو جب ہاتھ آئے شام ہوئی اندھیرا چھایا - چارو نطرف سے گھٹا ٹوپ بادل گھر آیا ساون بھادونکی اندھیری راتین سینندھ دینے کے موقع چوریونکی گھاتین اندھیر اگھپ ہے تھ پسارا نہین سوجھتا - بادل گرجتا بجلی چمکتی دل دھڑکتا ہے - مگر ضرورتونسے مجبور اندھیری پیکتی گھڑ دینسے بازار دور - نون تیل لکڑی خرید نے کو گھر سے نکلے دوچار قدم چلے پانون پھسلا سڑک کی نالی مین جا رہے کیچڑ مین لت پت بڑی گت ہڈیان زخمی پسلیان چکنا چور - ہزار دقت وخرابی اوٹھ تقدیر کو روتے مفلسی کو کوستے آگے بڑھے سیکڑون ٹھوکرین کھائین کہین درختون سے سر ٹکرا ضعف سے سر چکرایا چھٹی کے دودھ کا ذائقہ زبانپر آیا - کسی اوٹھائی گیرے اُچکے سے اگر مڈبھیڑ ہو گئی اُسکی اس اندھیری مین بن آئی بغل سے چادر چھین سر سے ٹوپی اوتار یہ جا وہ جا لاکھ غل شور مچایا زمین و آسمان کو نالہ و زاری سے ہلایا مگر کون سنتا ہے اب کرین فریاد کسکی - تھانہ اور کہین تو کس سے کہین کون سنتا ہے فغان درویش - قہر درویش بجان درویش - یہانپر ایک لطیفہ یاد آیا لکھنؤ مین کسی رئیس عالیخاندان پر وقت پڑا بھیک مانگنی کی نوبت آئی - چونکہ پیدل بدر لالٹین چلنے پھرنیکی عادت نہ تھی جابجا ٹھوکرین کھاتے غصہ جو آیا بیساختہ فرمایا کہ اسے چار ٹکے مانگینگے مگر مشعلچی ایک ضرور نوکر رکھینگے گدائی کو بھی ہم نکلے تو لیکر جام جم نکلے

عرضی بی زراعت جان بحضور خلاق زمین و آسمان

زراعت پرور سلامت

اے پروردگار دانہ سے درخت جمانے والے اور پھل پھول لانے والے اور مخلوق کو کھلانے والے وقتاً فوقتاً مینہ برسانے والے ؎

بجز بیخبی کی ہے اب شرم دنیا تیرے ہاتھ
ساری دنیا کی بگڑتے کے بنانے والے۔ میری مراد میری تمنا۔ میری آرزو پوری کر ؎

آپ فرمایا ہے تو نے اے خبیر
مین غنی ہون اور تم سب ہو فقیر

پیاسی تیرے در پہ پانی کا گھونٹ پی پی کر اور گڑگڑا ہو جبا کے گو دبیلا پھیلا کے تجھسے مانگتی ہون گوہر مراد سے سیراب کر بقول مولوی معنوی ع

داد حق را قابلیت شرط نیست

کسی طرح یہ عرضی ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تو مین جانتی ہون کہ زمانہ کا اخیر قیامت کا قرب مخلوق کا خاتمہ مہدی کی تشریف آوری حضرت عیسیٰ کا نزول اور اسلام کی تباہی شروع ہے مگر اے منصف حقیقی مین بے گناہ علامتون اور آثار ومین کیون گئی گذری معتوب و سزا یافتہ بھوکی پیاسی۔ کیون جان سے شہید کیگئی میری داد میری فریاد کو ذرا غور کر اشارہ کی ترشح سے زمین سے دو بالشت بھی اد بھرنے نہ پائی جو آفتاب الدولہ نے مجکو جلا کے بھرتہ کر ڈالا ای اللہ تیرہی ہاتھ انصاف ہے تیرے سوا اور کس سے جا کر فریاد کرون ساون خان اور بادل خان کی شکر گزار ہون کہ میری ہائے ہائے پر ترس کھا کر خود سینہ سپر ہو کر آفتاب الدولہ کو مجبور کر رکھا ہی اور تیرے حکم کے منتظر ہین باوجود محسور ہونیکے شمس الدولہ جا بجا ناچتے اور دانت پیستے پھرتے ہین اور اپنے جلال سے پھونکے دیتے ہین ساون کے قربان کیسی جانبازی کرکے آتے ہین سر ہتیلی پر دھرکے آتے ہین۔ آسمان کو تکتے تکتے گردنین ٹوٹ گئین انتظار مین آنکھین پتھرا گئین ایک ایک چلو کو ترس گئے زندگی سے تنگ آگئے آلہی کسیطرح رحم کر میکائیل خان کو اشارہ ہو جائے اور معاونان موصوف کی تصدیق عرضی ہذا پر موجود ہے زیادہ حد ادب۔ واجب جانکر عرض کیا۔

آلہی بر رحمت تا ابد الا باد گر جنا و بسنا باد

عرضی

بی زراعت جان بقلم۔ انش خشک آباد۔

العبد	العبد
ساون خان	بادل خان

تصدیق حسب ضابطہ حکم منتظر العبد
میکائیل

بقلم ...

ایک دل جلی عورت کی باتین

اے بوا بھلا اللہ میان نے ان مردوئنکو کاہیکو بنایا ہے۔ دنیا مین عورتین ہی عورتین ہوتین تو خوب ہوتا۔ یہ نگوڑے ہمین ہر وقت ستاتے ہین

بھتوا انہے کچھہ بھی نہین کہتے یہ ہمارے پیچھے فلاحیران
پھرتے دھما چوکڑی مچاتے پھرتے ہین۔ اجی
یہ تو بڑو لڑائی نے بگاڑدی۔ ادھی حوّا کو فطرت
الٰہی سے یہ سوال کرنا تھا کہ تونے مجھے تو پیدا کیا
لیکن یہان آدم کو کیوان بنایا ہے۔ تیری ذات
تیری تو وحدت ہی وحدت تھی تجرد مین خاصی
گذرتی۔ لیکن قدرت الٰہی یہ کیون منظور کرنیلگی تھی
اسکو تو ہی کے کھلونونکا تماشا دیکھنا ضرور تھا
جھٹ سے ایک ڈراما تیار کر دنیا کے اسٹیج پر رکھدیا
تماشائی روحین باری باری آنے لگین اور بے ٹکٹ
تماشا دیکھنے لگین۔

مرد کیون پیدا ہوئے۔ عورتونکی زندگی کو جہنم
بنایا کرنیکو۔ عیاشی کرنیکو۔ بیخواری کرنیکو۔ جوا کھیلنی
کو۔ زنا کرنیکو۔ غرضکہ عورتونکو ہر طرح سے دق کرنیکو۔
اجی یہ تو نہ کہو بعض تو ایسے غریب ہوتے ہین کہ
چاہین انکی عورتین کچھہ ہی کرتی پھرین وہ تو
اونکی خبر لیتے نہین۔ اچھا بس ٹھہرو اب تم اسی پر بنا
دیکھو بہا برا ماننے کی بات نہین آپ بیتی کہون کہ
جگ بیتی۔ سو معلوم ہوا کہ تم آپ بیتی کہہ رہی ہو۔
جب مرد دیکھ لیتا ہے کہ یہ بیر اکسی طرح سے کرنا نہین مانتی
تو وہ کیا کرے۔ اور یہ جو تم کہتی ہو کہ خبر نہین لیتے
سو اسی کو مین جھینک رہی ہون کہ آپ کو ٹھو نہین
لگے کہ جوا کھیلنے اور عیاشی کرنے یہ خبر نہین کہ گھر تو
آج کچھہ پکیگا یا نہین۔ انگریزونکو دیکھو آدھی تنخواہ
تو عورت کو ملتی ہے اور پھر عورتونکو آزادی ہے
جو چاہین تو وہ بھی پیشہ کرسکتی ہین اور ہان اپنی

رضا سے جسے چاہے پسند کرلو کوئی پوچھنے والا
نہین۔ اور جب چاہے علیحدگی اختیار کرلو۔ مجھہ معلوم
ہوا ایک میمصاحبہ نے صرف اتنی سی بات پر کہ انکو
صاحب حرف (آر) صاف نہ بولتے تھے اور انکو
گلو بند کی عمدہ شناخت نہ تھی علیحدگی حاصل کرلی
اجی اونکے ذکر کو چھوڑدو ہم تو یہ کہتے ہین کہ مرد کیون
پیدا ہوئے ہین۔ عورتونکو آرام کیلئے۔ اونکی خدمت
کرنیکو۔ جو روپیہ دکھ دینسے بچا نیکو۔ روپیہ کمانے کو
(چاہے نوکری یا تجارت سے) فوج بنکر دشمن کا
مقابلہ کرنیکو۔ لو تم پھر دابنے کو۔ ارے یہ خاک بھی
نہین۔ یہ تو یہ سمجھتے ہین کہ ہم پیدا ہوتے ہین
عورتونپر حکومت کرنیکو۔ ڈنڈے سے خبر لینے کو آپ
عیش کرنیکو عورتونکی کمائی کھا بیٹھنا یو نشہ ار سے
پیٹ بھرنیکو اور جو دولت بھی کمائی تو اوسے بری طرح
بیخواری اور زناکاری مین اڑا دیتے ہین۔ بھلا
بتاؤ انکو حلال خور کیسے کہہ سکتے ہین انکی کوئی بات
بھی حلالیون کی سی ہے۔ انھین سمجھو کیون انکی تو
الٹی کھوپڑی ہے۔ یہ سمجھینگے کہ ہم سے ڈرتی ہین سے
بس گدھے کہیں سے بھولا بھولی دو باتین نکال کہنے
لگین گے کہ کیون۔ کیون۔ تم ہمارے کون ہو ہم
تمہارا کہنا کیون مانین۔ اسمین تمہارا کیا مطلب
کیا ہے۔ بس جی یہی ٹھیک ہے کہ تم روٹھی اور ہم
چھوٹے۔ تمہین اور بہت ہین ہمکو بہت۔ کرہارا تو
ہم مانتا نہین ہم تو اللہ میان سے کہین گے کہ
یہ مونکو تو ہمارے پیٹ سے تو ستایا گیا کر ہین
ہمکو ستایا کیون بدنام کیا۔ ایسا ہی تو سیل کا بڑھتا ہے

توکسی اور طرح سہی۔ ہمین درد زہ بھی تو ہوتا ہی
یہ بھی تو نہین کہ تکلیف نہ ہوتی ہو۔ باقی باقی۔
راقم حق جو۔ تعلم سجاد حسین کیفی۔

رباعیات مصنفہ جناب منشی نور علی صاحب لطیف وکیل فرخ آبادی

ادبار مین لازم ہے تفکر نہ کرے
اقبال مین لازم ہے تبختر نہ کرے
یکسان نہین رہتا ہے زمانہ سب کا
انسانکو لازم ہے تکبر نہ کرے

رباعی دیگر

ہو پاتے ہین بہبود کا طالب سب کو
دیتا ہے وہ جو کچھ ہے مناسب سبکو
شاہون کو ملا تاج گدا کو کچکول
ملتا ہے علیٰ قدر مراتب سبکو

رباعی سوم

یاران زمانہ کا عجب دیکھا طور
برعکس ہی پایا جو کیا کچھ بھی غور
ہین دوست بظاہر تو بباطن دشمن
دلمین تو ہے کچھ اور زبان پر کچھ اور

رباعی چہارم

ہو جاتے ہین آفت مین ہنرور بے عقل
کرتا ہے مصیبت مین مقدر بے عقل
اللہ کسی کو بھی برا وقت دکھائے
ہو جاتے ہین سب وقت پڑے پر بے عقل

رباعی پنجم

حق بات کہون تو ہو زمانہ بیدل
ہو جھوٹ تو ناخوش ہو خدائے عادل
اک مخمصہ مین جان پڑی ہے میری
گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل

رحمت مین زحمت

یا اللہ توبہ [illegible] تھا [illegible] مارے گئے توبہ آسمانکو دیکھئے توبہ۔ زمین کو دیکھئے توبہ۔ کیون جناب خیر باشد نصیب دشمنان۔ مزاج کیسا ہے کچھ خفقان تو نہین ہوا۔ یہ بلا سبب توبہ تلا کیسی قبلہ مجھے تو نہ خفقان ہے نہ ہذیان۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور کسی شہر سے نئے وارد ہوئے ہین آپکو معلوم نہین بقول شاعر

برسات کا جہانمین لشکر پھیل پڑا
چھجا گرا اتاری گری در پھسل پڑا

ای قبلہ برسات کیا آئی غریبونپر آفت آئی وہی مثل ٹکے کی بڑھیا نو ٹکے سر منڈائی چار پیسے کا مکان نہین ہزار دن روپیہ مزدورونکی نذر۔ لاکھون روپیہ مرمت مین صرف ہوئے جاتے ہین بادل خان کا قول ہے۔ کہ ابکی برس کے پھر نہ برسونگا۔ مینہ گھڑی بھر دم نہین لیتا۔ چھتین ٹپکتے ٹپکتے چھلنی سے بدتر ہوگئین دیوارین سر بسجود کوٹھری دالان سب پشت بزمین رسید۔ انگنائی مین طوفان نوح کا نقشہ معلوم ہوتا ہے بانس کا ٹوٹا ہاتھ مین لئے بھیگی مرغی بنے ایک ایک مہری کو کھولتے پھرتے ہین۔ چارپائیان تخت کشتیون کیطرح تیر رہی ہین۔ گھر والی سوپ سر پر اوندہا کی

شاخ آہو۔ گناہ بے لذت خالی ہاتھ گھسونا۔ بھلا
شنہ تو میٹھا ہو۔ اچھا پہلے جیب دکھلاؤ اور ذرا بھو لنا
نہین۔ او سی بن کے سات فرد میرے باقی ہین
اب ایک ہر نواتھو نسہر رولی تو ملی جاتی ہے۔ اود ہر
زبانی جیب خرچ۔ میان گونگا کھیل مجھے پسند نہین
بچوا یہ مرا و ہر کی غیب نصیب بھی اڑلی جائے
خداوند نعمت آپکو نمک کی قسم نہین معلوم کہان کی
بم پھوٹی ہے۔
جنگل تو رنڈیان برساتی مینڈھکو نکیطرح چارطرف
سے لدی پھندی چلی آتی ہین۔ اب ہلوگو نیز اس
قوم نے خروج کیا ہے۔ ابھی کل تین ڈیرے اسکے
اور پیاری گھوڑ چڑھیان ہونگی۔ ہا ئین مجرا عرض کرتا ہو
گھوڑ چڑھیان۔ ای حضور مجرائی حیثیت سے ورنہ
گھنی پانے سے شک۔ جیم چھاتی ہوئی
ہائے واللہ سچ کہتے کہ سانڈنیان بنی ہوئی۔ یا مجمع
کی پیک (بلا تشبیہ) بھئی ذرا سچ کہنا کیا بھپتی
کہی ہے۔ ماشاءاللہ۔ حضور کا حصہ ہے۔ اور بھول
گیا مین نے سنا ہے ایکی جوڑ [illegible]
گھر ہے۔ پیر مرشد۔ یہ باتین خدا داد ہین [illegible]
اور واہ رے تنتنے آغا۔ ایکی تو [illegible]
اور مروا لے بغلین جھانکتے تھے [illegible]
اور غلیتن پالی مین اوترا پھر تو بھی [illegible]
تو تلے مین اوپر کسیکو ٹوپی جوتی کا ہوش [illegible]۔ وہ
بیٹھین کر اللہ دے اور بندہ لے بعینہ حضور کے
یہانکی پالیو نکا نقشہ میری آنکھون تلے پھر گیا۔ پھر
دیکھئے جیت ہر کی بات۔ ایسا چوکھا [illegible] منہ
نکل سکا۔ پھر سے نوک دم پالی باہر۔ وہ آنکے سیر بھی
بھی تھے۔ پھر کہو جیتے۔ جی آپکے اقبال سے۔
بھلا تم کاٹتے ہو۔ ایسے ویسے پر بدنے کیون لگے
بھئی سید سچ کہنا۔ تمھین اپنے جد کی قسم۔ ہمارے
یہان جیسے بھی یادگار لڑے۔ اور تو مین نہین جانتا
ہزار برس زمانہ چکر کھائے۔ تو ایسے جاؤ اور ایسے
سنہری پالیان نہ دیکھنے مین آئین۔ پھر کنکوونکا
میدان کیا جھمکم تھا۔ کہ ساری دنیا ایک طرف
اور حضور ایکطرف۔ پھر کیا ہوا۔ تو بہ بلوادی بڑے
بڑونکو جیسی انگا وہ وہ زبانپر آگیا۔ اور کنکوا چھوڑ
چھوڑکے رفو چکر ہوئے۔ یہ سب اوسکی عنایت نہین
ہم کس قابل ہین۔ ایہین کہاری آئی تین تسلیمین
بجا کے نابصاحب (نواب) خاصہ طیار ہے۔ چل چل
دور ہو۔ مردار۔ خاصہ اور پاس لے کے آئی ہے۔
وہ بھی بجھ گئی۔ اے نہین مین صدقے۔ چھوٹی بیم
صاحب (بیگم) نے کہا تو جائے کہا۔ مجھے کوئی بڑا ضروری
کام ہے ذرا اکڑے کھڑے ہو جاؤ۔ اب ڈرے تو یہ کیون
نہین کہتی۔ اچھا نیکنخت مین آیا۔ ابھی ابھی آتا ہون
تو جا۔ بلکہ حقہ کی پیالی بھی لگادے۔ مین بھی کہون
کہ بھئی خاصہ کیا۔ اچھے رہے مجھے تو پہلی ہی صبح
سویرے استخارہ منع آچکا ہے۔ اور اگر کھاتا بھی تو باہر
نہ منگوا لیتا۔ آخر اور چار مرد آدمی جی بہوسکے پیاسے
میرے دم سے لگے بیٹھے ہین۔ یہ کہہ اور اپنے ورق کسی اور
کے ہاتھ مین دے۔ لو جب تک تم بازی لگاؤ۔ مین
پیشاب۔ پاخانہ سے فراغت کر آؤن۔ تو تم دلی سے بیٹھو
مرزا جانا نہین۔ سید ہماری جان کی قسم بیٹھے رہنا